تحقیقی مقالہ برائے ایم۔ایس۔اُردو

فرہنگ تلفظ از شان الحق حقی: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

محقق:

راحیلہ لطیف

232-FLL/MSURDU/F19

نگران:

ڈاکٹر بی بی امینہ

لیکچرر، شعبہ اُردو

شعبہ اُردو

بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

Accession No TH25430

MS
491.4398
راف

اردو زبان - تہذیب - تحقیق و تنقید
لغت

ACCEPTANCE BY THE VIVA VOCE COMMITTEE

Name of the Student: **RAHEELA LATIF**

Title of the Thesis: **فرہنگ تلفظ از شان الحق حقی: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ**

Registration No: **232-FLL/MSURD/F19**

Accepted by the Department of Urdu, Faculty of Languages & Literature, International Islamic University, Islamabad, in partial fulfillment of the requirements for the Master of Philosophy degree in Urdu.

VIVA VOCE COMMITTEE

Chairperson Viva Committee:

Dr. Kamran Abbas Kazmi
Chairperson
Department of Urdu
Islamabad

External Examiner:

Dr. Aoun Sajid Naqvi
Assistant Professor
Federal Urdu University,
Islamabad

Internal Examiner:

Dr. Ghulam Farida
Assistant Professor
Department of Urdu, IIUI,
Islamabad

Supervisor:

Dr. Bibi Ameena
Lecturer
Department of Urdu, IIUI
Islamabad

الجامعة الإسلامية العالمية

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

شعبۂ اردو

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ راحیلہ لطیف رجسٹریشن نمبر 232-FLL/MSURDU/F19 نے ایم۔ایس۔ اُردو کی ڈگری کی تکمیل کے لیے تحقیقی مقالہ بہ عنوان **"فرہنگ تلفظ از شان الحق حقی: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ"** میری نگرانی میں رقم کیا ہے۔ میں تصدیق کرتی ہوں کہ اس موضوع پر اس سے پہلے کہیں کام نہیں ہوا اور یہ کام سرقے سے پاک ہے۔

Ameena

نگران: ڈاکٹر بی بی امینہ

لیکچرر، شعبۂ اردو

C733588

Rupees 50 — ۵۰ روپیہ

بیان حلفی

منکہ مسماۃ راحیلہ لطیف دختر محمد لطیف رجسٹریشن نمبر 232-FLL/MSURDU/F19 حلفاً بیان دیتی ہوں کہ میں نے اپنا (حقیقی مقالہ بعنوان فرہنگ تلفظ از شان الحق حقی: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ) برائے حصول سند ایم ایس ڈاکٹر بی بی امینہ کی زیر نگرانی میں اپنی محنت سے تحریر کیا ہے۔ یہ مقالہ سرقے سے پاک ہے۔ اور اس میں تحقیق و تنقید کے اصولوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ نیز اس سے پہلے یہ کسی جامعہ میں برائے حصول سند پیش نہیں کیا گیا۔ اس میں شامل تمام حوالہ جات کا اسناد موجود ہے۔ اور میں اس مقالے کی تمام نتائج تحقیق کی ذمہ دار ہوں۔ مندرجہ بالا میں جو کچھ کہا گیا میرے علم کے مطابق بالکل صحیح و درست ہے اور اس میں کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی گئی۔

المرقوم: 03-06-2022

دستخط: ____________	گواہ: ____________
	دستخط: ____________
نام: ____________	نام: ____________
والد کا نام: ____________	والد کا نام: ____________
CNIC: ____________	CNIC: ____________

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

کائنات کی ہر شے تغیر چاہتی ہے۔انسانی زندگی کے بدلتے رجحانات اور زبان کے تغیرات سے نپٹ پانا ناممکن معلوم ہوتا ہے کیوں کہ دونوں کے لیے جمود موت ہے۔زبان کے تغیرات کو روکنا اور اس کے الفاظ کو ان کے املا، معنی اور تلفظ کی سطح پر پابند کرنا ناقابل تلافی ہے۔راقمہ اکثر اپنی لسانیات کی استاد جو کہ اس مقالے کی نگران بھی ہیں سے اردو زبان کے تلفظ پر اصلاح لیتی رہتی ہے۔ان کی ترغیب پر راقمہ نے اردو لغات سے تلفظ کے حوالے سے اصلاح لینے کی عادت اپنائی، جس پر اردو زبان میں بولے جانے والے الفاظ کے اختلافات راقمہ کی نظر سے گزرے۔عام طور پر بھی ہم روز مرہ زندگی بہت سے ایسے الفاظ سنتے ہیں جن کے تلفظ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ راقمہ نے اس موضوع کو منتخب کیا۔اردو زبان میں لکھی گئی لغات میں فرہنگ تلفظ(خصوصی لغت) تلفظ کے حوالے سے لکھی جانے والی اب تک کی واحد فرہنگ ہے، جسے تلفظ کے مسائل کو مد نظر رکھ کر مرتب کیا گیا۔

یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب "فرہنگ تلفظ: ایک جامع تعارف "کے عنوان سے ہے۔اس باب میں لغت اور فرہنگ کے فرق کو واضح کرتے ہوئے، فرہنگ تلفظ کے لغت یا فرہنگ ہونے کے کو واضح کیا گیاہے۔اس باب میں فرہنگ تلفظ کی پانچوں طباعت کے ابتدائی صفحات کا موازنہ کر کے ان کے افتراقات کو درج کرنے کے ساتھ اس میں شامل لغویوں کی تعداد حروفِ تہجی کی ترتیب سے دی گئی ہے۔

دوسرا باب "ماہرینِ زبان کے اصول تلفظ" کے عنوان سے ہے، جس میں تلفظ کے حوالے سے اب تک لکھی گئی دستیاب کتب کا اجمالی تعارف پیش کیا گیاہے۔ماہرین زبان نے تلفظ کے جو اصول وضع کیے ہیں انھیں ایک جگہ یک جا کر کے درج کیا گیاہے۔اس باب میں نظریاتی ڈھانچہ بھی شامل ہے، جس کو بنیاد بنا کر فرہنگ تلفظ کا تحقیقی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

مقالے کا تیسرا باب" جدید اصول تلفظ کی روشنی میں فرہنگ تلفظ کے اندراجات کا تجزیاتی مطالعہ "کے عنوان سے ہے، جس میں فرہنگ تلفظ کے ابتدائی بیس(۲۰)صفحات کا تقابلی مطالعہ فرہنگ تلفظ میں شامل ابتدائی صفحات میں " اردو کے بعض تصرفات جو مروج اور مسلم ہیں" کے عنوان سے درج لغویوں کے ساتھ کیا گیا ہے نیز فرہنگ تلفظ میں درج لغویوں پر نظریاتی ڈھانچے کا اطلاق کر کے فرہنگ تلفظ کے معیار کو واضح کیا گیا ہے۔

اس مقالے کا چوتھا باب "فرہنگ تلفظ پر کیے جانے والے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ" کے عنوان سے ہے، جس میں راقمہ نے ان اعتراضات کا محاکمہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ فرہنگ تلفظ میں ان لغویوں کے اندراج کی موجودہ صورت کو بھی بیان کیا ہے۔ مقالے کے آخر میں ماحصل کے عنوان سے مقالے میں درج تمام معلومات کا مختصر اً تعارف پیش کرتے ہوئے تلفظ کے حوالے سے فرہنگ تلفظ کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

اس مقالے کی تکمیل راقمہ کے لیے کسی پہاڑی چوٹی کو سر کرنے کے مترادف ہے کیوں کہ لفظوں کا یہ کھیل دنیا کے ہر کھیل سے انوکھا اور نرالا ہے۔ راقمہ نے اپنی جانب سے ایک طالب علمانہ کوشش کی ہے جسے امید ہے کہ سراہا جائے گا۔ اس کوشش کے تکمیل پانے میں سب سے پہلے میں اپنے حقیقی خالق و مالک، دونوں جہانوں کے رب کی شکر گزار ہوں جس نے انسان کو عقل کا شعور دے کر اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کیا۔ اس مقالے کی تکمیل پر اس ذات بابرکت کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔

اس مقالے کی تکمیل پر جن افراد کا شکریہ مجھ پر واجب ہے ان میں سب سے پہلا نام میری محترم استاد اور اس مقالے کی نگران ڈاکٹر بی بی امینہ کا ہے جنھوں نے میرے اس تحقیقی کام کی نگرانی کی۔ ان کا شکریہ لفظوں میں ادا کرنا ممکن نہیں تاہم ان کے لیے میں یہ شعر کہنا چاہتی ہوں۔

میں جیسے تیسے ٹوٹے پھوٹے لفظ گھڑ کے آ گیا
کہ اب یہ تیرا کام ہے بگاڑ دے سنوار دے

ان کے ساتھ میں اپنی باقی تمام اساتذہ بالخصوص ڈاکٹر غلام فریدہ اور محترمہ ماریہ ترمذی کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنھوں نے مقالے لکھنے کے دوران میری حوصلہ افزائی کی۔ شکریہ کی یہ فہرست ڈاکٹر رؤف پاریکھ، ڈاکٹر ممتاز ڈاہر، ڈاکٹر عرفان شاہ، محترم حافظ صفوان اور محترم نایاب حسن کے ناموں کے بغیر نامکمل ہے۔ ان اصحاب نے راقمہ کے لیے کتب کے حصول کو آسان بنایا اور اپنی راہ نمائی بھی فراہم کی۔

میں اپنی اس سند کا اصل حق دار اپنے والد محمد لطیف اور اپنی والدہ زبیدہ لطیف کو سمجھتی ہوں جن کا ساتھ اور دعائیں ہمیشہ میرے ساتھ رہیں۔ میں اپنے بہن بھائیوں سے معذرت چاہتی ہوں کیوں کہ اس مقالے کے تکمیلی مراحل میں میں نے ان کا جینا دوبھر کیے رکھا۔ میں اپنے بھائی محمد شجیل اور بہن شکیلہ لطیف کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنھوں نے میرا بہت ساتھ دیا۔ میں اپنی دونوں بھتیجیوں میرب خلیل اور مریم خلیل کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنھوں نے میرے لیے ڈھیروں دعائیں کیں۔

آخر میں میں اپنی دوستوں رابعہ مصطفی، زینب گل، بریرہ ہمدانی، طیبہ ممتاز، ترینہ بی بی، انعم ناز اور سائرہ ممتاز کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جن کی دعائیں اور حوصلہ افزائی میرے ساتھ رہی۔ اس مقالے کی تکمیل پر محترمہ

عاصمہ نذیر، جنھیں میں بڑی بہن مانتی ہوں خصوصی شکریے کی مستحق ہیں۔ انھوں نے اس مقالے کی ترتیب اور تکنیکی مراحل میں میری مدد کی۔ اُن کی دعائیں اور نیک تمنائیں ہمہ وقت میرے ساتھ شامل رہی۔ یہ تمام رشتے اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ہیں جو مجھے ہر دل عزیز ہیں۔ ان کی عطا پر میں اپنے رب کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ اللہ میرے ان تمام رشتوں کو سلامت رکھے۔

راحیلہ لطیف

۱۰ مئی ۲۰۲۲ء

فہرست موضوعات

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
	پیش لفظ	
	باب اوّل:	ا۔
۱	**فرہنگ تلفظ: ایک جامع تعارف**	
۳۰	حوالہ جات	
	باب دوم:	۲۔
۳۹	**ماہرین تلفظ کے جدید اُصول تلفظ بہ حوالہ زبانِ اردو**	
۷۱	حوالہ جات	
	باب سوم:	۳۔
۷۸	**جدید اُصول تلفظ کی روشنی میں فرہنگ تلفظ کے اندراجات کا تجزیاتی مطالعہ**	
۱۳۵	حوالہ جات	
	باب چہارم:	۴۔
۱۴۵	**فرہنگ تلفظ پر کیے جانے والے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ**	
۲۰۶	حوالہ جات	
۲۱۷	**ماحصل**	
۲۲۰	**کتابیات**	

باب اوّل:

فرہنگ تلفظ: ایک جامع تعارف

باب اوّل:

فرہنگ تلفظ: ایک جامع تعارف

انسان کو اللہ رب العزت نے عقلِ سلیم عطا کی۔ اسی بنا پر اسے دیگر مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے۔ اپنی اس مخلوق پر اللہ نے بہت سے احسان کیے، جن میں سے ایک نظام نطق کی ادائیگی ہے۔ انسان وہ واحد مخلوق ہے جسے نظام نطق عطا کیا گیا، جس کے ذریعے وہ اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتا ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ انسان کی میراث میں اب تک کا قیمتی اثاثہ زبان ہے۔ زبانیں بنتی، بگڑتی، سنورتی اور مرتی رہتی ہیں۔ اس لیے کسی زبان کے محفوظ اور پائیدار ہونے کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ تغیر زبان کے لئے زندگی کی علامت ہے۔ زبان کو زندہ اور محفوظ رکھنے کے لیے لغت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جس کی بدولت زبان میں استعمال کیے جانے والے الفاظ، ان کے معنی، تلفظ، اشتقاق اور زبان میں اس لفظ کی موجودہ اور قدیم صورت تک راہ نمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ لغت علمی، ادبی، سماجی، معاشرتی اور تہذیبی سطح پر اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسی بنا پر زبان کا تحفظ وقت کی اہم ضرورت بن جاتا ہے۔ دنیا کی ہر زبان جس نے تحریری ادبی زبان میں قدم رکھا اس کی لغت مرتب کی گئی۔ لغت کسی بھی زبان کا اہم اثاثہ ہے، جو زبان کی تفہیم میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو زبان اپنے ارتقاء کا طویل سفر طے کرنے کے بعد لغت کی تدوین کے قابل ہوئی جس کی بنا پر اردو میں اب تک کئی لغات مرتب کی جا چکی ہیں۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری سے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> اردو کو برصغیر پاک وہند کی قدیم زبان کے درجے پر فائز ہوئے اتنا عرصہ نہیں گزرا---- یہ اور بات ہے کہ اردو نے تحریری زبان کی منزل میں قدم رکھا نہیں کہ اس کے لغت لکھے جانے لگے۔ اردو کا پہلا لغت ۱۶۳۰ میں منظر عام پر آیا۔ اس کے بعد اردو لغت کا جو طویل سلسلہ شروع ہوا وہ آج تک جاری ہے گذشتہ ساڑھے چار سو سال کی مدت میں اردو کے ان گنت چھوٹے بڑے، مجمل و مفصل لغات و قوامیس لکھے جا چکے ہیں۔ ان میں کچھ لاطینی اور انگریزی میں اور کچھ فارسی اردو میں ہیں۔[۱]

لغات مختلف معیارات اور اقسام کی ہوتی ہیں جن کی درجہ بندی ان کی ساخت اور استعمال کی بنا پر کی جاتی ہے۔ جیسے تاریخی لغت ہر گزرتے عہد کے ساتھ زبان میں آنے والی تبدیلیوں کا احاطہ کرتی ہے اسی طرح یک لسانی لغت کسی ایک زبان کے الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے جب کہ ذو لسانی لغت دو زبانوں اور کثیر لسانی لغت دو سے

زائد زبانوں کے الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر لغت کی اپنی خاصیت ہوتی ہے لیکن اس ضمن میں زیادہ پیچیدگی لغت اور فرہنگ کے حوالے سے دیکھنے کو ملتی ہے۔ اردو میں عام طور پر لغت اور فرہنگ کو ایک ہی مان لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قومی انگریزی اردو لغت میں لغت کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ:

> لغت، قاموس، فرہنگ ایک ایسی کتاب جس میں کسی زبان کے الفاظ کو حروف تہجی سے ترتیب دیا گیا ہو اور اس میں ان کے معانی کی تشریح، تلفظ، اشتقاق اور دیگر معلومات درج ہوں۔ [۲]

اس تعریف کی رو سے لغت، فرہنگ اور قاموس ایک ہی ہیں جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ لغت کسی زبان کے ذخیرہ الفاظ کا احاطہ کرتے ہوئے اس زبان کے مرکبات، مترادفات، محاورات کے معنی اور ان کے محل استعمال کے ساتھ درج الفاظ کے تلفظ اور اشتقاق سے بحث کرتی ہے۔ اس کے برعکس قاموس اور فرہنگ کو لغت کی دیگر اقسام میں شمار کیا جاسکتا ہے جن کے لیے انگریزی میں بالترتیبEncyclopediaاورGlossaryکی اصطلاح رائج ہے۔ قاموس کو اشیا سے متعلق کتابbook about thingsکہا جاسکتا ہے۔ڈاکٹر بی بی امینہ کے نزدیک "قاموس حقیقی معلومات کی فراہمی کا ذریعہ ہے جس میں معنی سے قطع نظر معلومات کو الف بائی ترتیب سے درج کیا جاتا ہے، جب کہ فرہنگ میں کسی مخصوص تصنیف، بولی یا کسی علم و فن کے حوالے سے الفاظ کو ان کے معنی کے ساتھ ترتیب تہجی کو ملحوظِ خاطر رکھ کر درج کیا جاتا ہے۔" [۳]

قاموس میں معنی سے صرفِ نظر کیا جاتا ہے جب کہ فرہنگ میں لغت کی طرح الفاظ کے معنی سے ہی بحث کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر انھیں ایک ہی سمجھ لیا جاتا ہے۔ لغت اور فرہنگ کو ایک دوسرے کا ہم معنی خیال کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اردو میں فرہنگ کا لفظ ایک لمبے عرصے تک کتب لغت کے معنی میں استعمال ہوتا رہا ہے جیسے فرہنگ آصفیہ اور فرہنگ عامرہ۔ یہ دراصل لغات ہی ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر شاہینہ تبسم لکھتی ہیں:

> اردو میں فرہنگ اور لغت یہ دونوں کچھ اس طرح استعمال ہوتے رہے ہیں کہ اردو زبان کا عام قاری ایک دوسرے کا مترادف سمجھنے کی غلطی کر بیٹھتا ہے بلکہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی عموماً اس غلط فہمی میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے اس غلط فہمی کو فروغ دینے میں ہمارے لغت نگاروں کا بھی ہاتھ ہے۔ [۴]

شاہینہ تبسم نے لغت اور فرہنگ کے مفہوم میں رائج ابہام کی ذمے داری لغت نویسوں پر عائد کی ہے، جب کہ ہمارے ہاں فارسی کے تتبع میں فرہنگ کا لفظ لغت کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے اور بعد ازاں فرہنگ کا لفظ ایک مخصوص معنی میں رائج ہوا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر غلام عباس لکھتے ہیں کہ:

اردو میں لغت اور فرہنگ کے ہم معنی ہونے میں ابہام موجود ہے لیکن اس میں لغت نویسوں کو قصور وار ٹھہرانا درست نہیں۔ وہ خود غلط فہمی پھیلانے کی بجائے اس کا شکار ہوئے ہیں۔ اردو میں لغت نویسی کے وقت اصطلاحی عنوان کے لیے فارسی میں مستعمل اصطلاحات اور الفاظ سے مدد لی گئی۔ فارسی میں بھی فرہنگ کا لفظ ایک عام کتابِ لغت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جس میں فارسی زبان کے تمام الفاظ شامل ہوتے تھے۔ فارسی کے زیرِ اثر اردو میں لغت اور فرہنگ کے اصطلاحی معنی میں فرق نہ کیا گیا۔ فارسی میں لغت کے ساتھ ساتھ ایسی فرہنگیں بھی بنانے کا رواج تھا جو صرف شعری متون پر مشتمل ہوتی تھیں لیکن ہر دو قسم کی کتب کے لیے الگ الگ اصطلاح کی تخصیص نہیں تھی۔[۵]

فرہنگ اور لغت کے معنی میں فرق کرنا اب وقت کی اہم ضرورت ہے کیوں کہ ان دونوں کے دائرہ کار ایک ہوتے ہوئے بھی ان کی نوعیت مختلف ہے ۔اردو کی مختلف لغات میں فرہنگ کے معنی عقل و دانش ، فہم و فراست، دانائی اور کسی خاص کتاب کے مشکل الفاظ کے معنوں کی کتاب درج ہیں۔ آخر الذکر معنی کسی حد تک فرہنگ کے موجودہ معنی سے قریب معلوم ہوتے ہیں ۔ماہرین ادب نے فرہنگ اور لغت کے اس فرق کو اپنے طور پر واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ڈاکٹر اورنگ زیب عالمگیر کے نزدیک شاہینہ تبسم کی مرتب کردہ فرہنگ میر ۱۹۹۳ء پہلا مقالہ ہے جس میں لغت اور فرہنگ کے معنی کی وضاحت کی گئی ہے۔[۶] راقمہ کو اس حوالے سے ایک مقالہ اٹھارویں صدی کی اردو شاعری کی فرہنگ(حصہ اول) کے عنوان سے ذکاءالدین شایان کا ملا جو ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا ،جس کا ذکر ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اپنی کتاب اردو میں لسانی تحقیق و تدوین:گزشتہ چند عشروں میں کیاہے۔[۷] اس مقالے کا مقدمہ نو ابواب پر مشتمل ہے جس کا پہلا باب "لغت اور فرہنگ" اور دوسرا باب "شعری فرہنگ" کے نام سے ہے۔ فرہنگ کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

> جہاں تک الفاظ کی توضیحات اور ان کو بہ لحاظ حروف تہجی ترتیب دینے کا مسئلہ ہے لغت اور فرہنگ میں کوئی فرق نہیں ہے کیوں کہ دونوں الفاظ اور اس کے معنی کے ساتھ تشریحات سے بحث کرتی ہیں لیکن بہ غور دیکھا جائے تو لغت کے مقابلے میں فرہنگ کا دائرہ زیادہ وسیع اور متنوع ہے۔ لغت اپنے تمام سیاق وسباق کے ساتھ عمومیت کی حامل ہوتی ہے۔ فرہنگ اس کے برخلاف اپنے موضوع کی حدود میں خصوصیت کا طرز اختیار کر لیتی ہے ۔۔۔۔اس طرح وہ موضوع کی چہار دیواری سے نکل کر پریشانی یا خطرہ مول لینے سے تو بچ جاتی ہے لیکن اپنے حلقے کے شعبے میں اس کی ذمہ داریاں کئی گنا بڑھ جاتی ہیں۔[۸]

شاہینہ تبسم نے فرہنگ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

> فرہنگ کو تشریحات کا ایسا مجموعہ کہا جا سکتا ہے جس میں کسی کتاب کے دقیق الفاظ، اشارات اور اصطلاحات و تلمیحات وغیرہ کی تشریح کی گئی ہو۔[۹]

محمد ضیاء الدین انصاری لکھتے ہیں کہ:

> فرہنگ اور کتاب لغت کے معنی و مفہوم میں بنیادی فرق ہے۔ موجودہ دور میں لفظ فرہنگ محض ڈکشنری یا کتابِ لغت کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا، بلکہ ایک ایسی لغت کے لیے استعمال ہوتا ہے جس میں لغات نویسی کے ٹکے بندھے اصولوں سے ذرا انحراف کر کے زیادہ وسعت اور جامعیت سے کام لیا گیا ہو۔[۱۰]

ڈاکٹر غلام عباس لغت اور فرہنگ میں فرق کرنے کو اس لیے اہم سمجھتے ہیں کہ اردو میں ادبی متون کی فرہنگ نویسی کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔ ان کے نزدیک کسی بھی متن کے معنی کا اندراج رکھنے والی کتاب فرہنگ ہے، جس میں متنی کے ساتھ زمانی، علاقائی، پیشہ ورانہ علمی یا کسی اور تحدید کے ساتھ اندراجات کلمات اور ان کے معنی درج ہوتے ہیں اس کے برعکس لغت کسی لفظ کے تمام ممکنہ معنی کے اندراج والی کتاب ہے جس میں اندراج معنی کے لیے تحدید کے بجائے پھیلاؤ ہوتا ہے۔[۱۱] ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے فرہنگ کے دو مفہوم واضح کیے ہیں[۱۲] جو درج ذیل ہیں:

۱۔ الف بائی ترتیب میں مرتب کی گئی ایسے الفاظ کی فہرست مع معنی و تشریح جو کسی خاص موضوع یا متن سے متعلق ہوں۔ یہ عموماً کتابوں کے آخر میں دی جاتی ہے۔

۲۔ مختصر لغت جو خاص موضوع یا علم و فن کے الفاظ پر مبنی ہو یا جس میں مخصوص ذخیرہ الفاظ کو شامل کیا گیا ہو۔

درج بالا تعریفات کی روشنی میں فرہنگ کے خصائص کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ:

۱۔ فرہنگ کو خصوصی لغت کہا جا سکتا ہے، جس میں کسی خاص متن کے معنی کے علاوہ زمانی، علاقائی، تہذیبی، پیشہ ورانہ، علمی یا کسی اور تحدید کے ساتھ لغویے اور ان کے معنی درج ہوتے ہیں۔

۲۔ فرہنگ میں کسی لغویے کے تمام ممکنہ معنی درج نہیں کیے جاتے بلکہ متن کے حوالے سے معنی کا اندراج کیا جاتا ہے۔

۳۔ فرہنگ محض لغویوں اور ان کے معنی کا احاطہ کرے گی یا پھر اس میں مرکبات، محاورات، اصطلاحات اور تلمیحات وغیرہ کا اندراج بھی کیا جائے گا اس کا اختیار فرہنگ نویس کو ہوتا ہے۔

۴۔ لغت کے برعکس فرہنگ موضوع کے اعتبار سے مخصوص ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا دائرۂ کار وسیع، متنوع اور جامع ہے۔

۵۔ لغت کی طرح فرہنگ میں بھی اندراجات کو الف بائی ترتیب سے درج کیا جاتا ہے۔

۶۔ لغت اور فرہنگ ایک دوسرے کے لیے حوالے کا درجہ رکھتی ہیں۔

درج بالا بیان کردہ تعریفات میں کسی کے نزدیک لغت اور فرہنگ ایک ہی ہے تو کوئی اسے مخصوص لغت قرار دیتا ہے۔ کسی کے نزدیک مخصوص تصنیف یا کسی علم و فن کے حوالے سے الفاظ اور ان کے معنی کو سمیٹنے والی کتاب تو کسی کے نزدیک مخصوص دائرے میں رہتے ہوئے متنوع اور وسیع کتاب، جو اپنے اندر الفاظ کو کسی خاص حوالے سے سمیٹے ہوئے ہو، فرہنگ کہلاتی ہے۔

ان تعریفات میں جامع تعریف ڈاکٹر رؤف پاریکھ کی ہے، جس میں انھوں نے فرہنگ کو کسی خاص متن کے الفاظ کی تشریح و توضیح تک محدود نہیں کیا بلکہ ان کے نزدیک وہ خصوصی لغت جو مخصوص ذخیرہ الفاظ کے ساتھ خاص موضوع یا علم و فن کے الفاظ پر لکھی گئی ہو فرہنگ کہلاتی ہے۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ کسی خاص علم و فن پر مبنی ذخیرہ الفاظ کی فہرست جس میں الفاظ کو کسی مخصوص زاویے سے درج کیا جائے فرہنگ ہے۔

اردو میں اب تک کئی فرہنگیں شائع ہو چکی ہیں جن میں زیادہ تر فرہنگیں شعرا کے کلام پر لکھی گئی ہیں۔ انھیں ادبی متون کی فرہنگیں کہا جاتا ہے۔ ان فرہنگوں کو ڈاکٹر عبدالرشید نے متن اساس فرہنگوں کا نام دیا ہے۔ انھوں نے اپنے مضمون "متن اساس فرہنگیں: مسائل و صورت حال" میں چند ایسی کتابوں کے نام دیے جن میں فرہنگ ضمیمے کے طور پر شامل ہے۔ اردو میں متون کی الگ سے بھی فرہنگیں متعین کی گئیں۔ ہشام السعید[۱۳] اور محمد ضیاء الدین انصاری[۱۴] نے فرہنگ غالب (۱۹۴۷ء) از امتیاز علی عرشی کو جب کہ ڈاکٹر غلام عباس نے وثوق صراحت (۱۸۹۳ء) از مولوی عبدالعلی کو اردو کی پہلی ادبی فرہنگ قرار دیا ہے۔[۱۵] اس کے برعکس ڈاکٹر عبدالرشید نے فرہنگوں کی جو فہرست اپنے مضمون میں دی ان میں اولیت ماسٹر لکھمی چند کی لغات الف لیلہ (۱۸۸۹ء) کو حاصل ہے۔[۱۶]

ان فرہنگوں کی ایک طویل فہرست تیار کی جاسکتی ہے جن میں سے چند فرہنگوں کے نام یہ ہیں۔ لغات چہار درویش (۱۸۸۹) اور لغات انشا اردو (۱۸۸۹) از ماسٹر لکھمی چند، فرہنگ دیوانِ غنی (۱۸۹۱ء) از محمد اشرف علی لکھنوی، فرہنگ شفق (۱۹۸۳ء) از منشی لالتا پرشاد شفق، فرہنگ اسماء العلوم (۱۹۸۳ء) از محمد طارق محمود، فرہنگ اقبال (۱۹۸۴ء) از نسیم امروہی، مختصر فرہنگ تلمیحات و مصطلحات (۱۹۸۶ء) ساحر لکھنوی، فرہنگ روح نظیر (۱۹۸۸ء) از شریف احمد قریشی، فرہنگ کلیات میر (۱۹۸۸ء) فرید احمد برکاتی، اٹھارویں صدی کی اردو شاعری کی فرہنگ (۱۹۸۹ء) از ذکاء الدین شایان، فرہنگ اصطلاحات جامعہ عثمانیہ (۱۹۹۱ء) از جمیل جالبی، فرہنگ فسانہ آزاد

(۱۹۹۴ء)،فرہنگ طلسم ہوش ربا(۱۹۹۵ء)،فرہنگ اصطلاحات طب(۱۹۹۵ء)ازاختر امرتسری، فرہنگ مشترک(۱۹۹۷ء)از گوہر نوشاہی،فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ(۱۹۹۸ء)از نیلٰی پیرزادہ، فرہنگ اصطلاحات فن تعمیر (۱۹۹۸ء)از عقیل عباس جعفری،فرہنگ بوستانِ خیال(۲۰۰۲ء)از اکبر حسین قریشی،فرہنگ اصطلاحات قرآن(۲۰۰۳ء)از محمد میاں صدیقی، کلاسیکی ادب کی فرہنگ(۲۰۰۳ء)از رشید حسن خان، فسانہ آزاد کی تہذیبی فرہنگ(۲۰۰۵ء)از عبدالرشید صدیقی ،فرہنگ کلام میر:چراغ ہدایت کی روشنی میں(۲۰۰۸ء)از عبدالرشید، فرہنگ اصطلاحاتِ لسانیات(۲۰۱۰ء)از عامر علی خان،فرہنگ تصوف(۲۰۱۹ء)از عقیل احمد صدیقی رحمانی جیسی کئی فرہنگیں انفرادی سطح پر مرتب ہوئیں۔اس کے علاوہ جامعات میں اعلٰی تحقیقی سطح پر بھی فرہنگیں مرتب کی جارہی ہیں۔[۱۷] ادبی متون کی فرہنگوں کے علاوہ ادبی اور سائنسی اصطلاحات کی فرہنگیں[۱۸] بھی مرتب کی گئی ہیں۔اس حوالے سے ڈاکٹر رؤف پاریکھ لکھتے ہیں:

> اردو میں سائنسی علوم و فنون کی اصطلاحات کی فرہنگوں کی ایک کثیر تعداد ہے اور اس ضمن میں جامعہ کراچی کے شعبۂ تصنیف و تالیف نے کئی علوم و فنون کی اردو بہ انگریزی اور انگریزی بہ اردو فرہنگیں تواتر سے شائع کی ہیں۔اس طرح انجمن ترقی اردو،اردو سائنس بورڈ اور مقتدرہ قومی زبان اور بعض دیگر اداروں کا کردار بھی اس سلسلے میں اہم رہا ہے۔[۱۹]

اس تمام تفصیل کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو میں کثیر تعداد میں فرہنگیں لکھی گئی ہیں، جن میں ایک اہم نام فرہنگ تلفظ[۲۰] کا ہے جو اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس فرہنگ میں متن کے بجائے لغت کی طرح زبان کو بنیاد بنایا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس فرہنگ کے لغت ہونے پر احتمال گزرتا ہے کیوں کہ:

۱۔ یہ فرہنگ کسی مخصوص متن کے الفاظ کا احاطہ نہیں کرتی نہ ہی صاحب فرہنگ نے کسی متن کے حوالے سے کوئی نشان دہی کی ہے۔

۲۔ فرہنگ میں اندراجات کے دوران لغت کے طریقہ کار کی پیروری کی گئی ہے۔لغویوں کے تمام ممکنہ معنی نیز اُن کی قواعدی حیثیت،اشتقاق اور تلفظ کا اندراج بھی کیا گیا ہے۔

۳۔ فاضل مرتب نے خود دیباچے میں اسے لغت کہا ہے نیز فرہنگ میں شامل پیش لفظ میں بھی اسے لغت ہی لکھا گیا ہے۔البتہ اس پر تعارفی نوعیت کے مضامین لکھنے والوں نے اسے کبھی فرہنگ اور کبھی لغت لکھا ہے۔

انھی اسباب کی وجہ سے فرہنگ تلفظ لغت کا تاثر دیتی ہے، جس کے پیشِ نظر ڈاکٹر عابدہ بتول نے بھی اپنی کتاب اردو لغت نویسی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ میں اسے فرہنگ تلفظ کے بجائے لغت تلفظ کہنے پر اصرار کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ قدیم زمانے میں لغت کو ہی فرہنگ بھی کہہ دیتے تھے مگر وقت گزرنے کے ساتھ اس میں نمایاں فرق آیا۔ لہٰذا اگر فرہنگ تلفظ کے بجائے لغت تلفظ کہا جاتا تو لغت اور فرہنگ کے معنی سے مطابقت رکھتا۔[21] اب بھی ضروری ہے کہ اس بات کا تعین کیا جائے کہ تلفظ پر لکھی گئی یہ کتاب فرہنگ ہے یا لغت؟ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ فارسی زبان کے تتبع میں لغت اور فرہنگ میں کوئی خاص فرق روا نہیں رکھا گیا مگر اب الگ حیثیت قائم ہونے کی بنا پر ان میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ڈاکٹر عابدہ بتول نے خود فرہنگ کو مخصوص متن کی فہرستِ الفاظ کہا ہے جو کسی خاص مقصد کے تحت ترتیب دی گئی ہو۔[22] فاضل مرتب نے بھلے دیباچے میں اس کتاب کو لغت لکھا ہو لیکن انھوں نے اس کے مقاصد کو بیان کیا ہے اور اس کی تحدید بھی کی ہے۔ جس کی بنا پر اس فرہنگ کا اختصاص قائم ہوتا ہے۔

تاہم راقمہ کے مطابق فرہنگ کے جدید مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے فرہنگ تلفظ کو فرہنگ کہنا ہی مناسب ہے کیوں کہ یہ فرہنگ ان مفرد لغویوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے، جن کے تلفظ کی نشان دہی ضروری سمجھی گئی۔ یہ فرہنگ زبان کے حوالے سے تکمیل و استعیاب کا دعویٰ بھی نہیں کرتی اور نہ ہی اردو زبان کے تمام الفاظ کو اس یک جلدی کتاب میں سمونا ممکن تھا۔ اسی بنا پر ممکن ہے کہ وحید قریشی نے اس کے لیے لغت کے بجائے فرہنگ کا عنوان تجویز کیا ہے۔ فرہنگ کی تخصیص ہی اس کا خاصہ ہوتی ہے۔ اس کو بنیاد بنا کر ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے فرہنگ کو خصوصی لغت قرار دیا ہے، جس کے لیے انگریزی میں specialized dictionary کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ یہ ایسی لغت ہے، جس میں الفاظ کو زبان کے کسی خاص پہلو، موضوع یا خاص فن کے حوالے سے درج کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے خصوصی لغت کی بہت سی اقسام بتائی ہیں جنھیں ان کے نزدیک فرہنگ ہی کہا جانا چاہیے۔ مثال کے طور پر مترادفات کی لغت/فرہنگ (قاموسِ مترادفات از وارث سرہندی)، کسی خاص علم یا فن کی لغت / فرہنگ (فرہنگ اصطلاحاتِ طب از اختر امرتسری)، محاورات کی لغت / فرہنگ (ہندوستانی مخزن المحاورات از چرنجی لال)، تلفظ کی لغت / فرہنگ (فرہنگ تلفظ از شان الحق حقی)، سلینگ الفاظ کی لغت / فرہنگ (از قاسم یعقوب)، کسی مصنف یا شاعر کے استعمال شدہ الفاظ کی لغت / فرہنگ (فرہنگ کلیاتِ میر از فرید احمد برکاتی) وغیرہ[23] اس بنیاد پر فرہنگ تلفظ کو فرہنگ ہی مانا جائے تو بہتر ہے اگر لغت کی اصطلاح استعمال کی جائے گی تو اس بات کو لازمی پیشِ نظر رکھا جائے کہ اس کا شمار خصوصی لغات میں کیا جائے۔

شان الحق حقی [۲۴] کی یہ فرہنگ پہلی مرتبہ ادارہ فروغ قومی زبان (سابقہ مقتدرہ قومی زبان) سے شائع ہوئی جو اردو میں تلفظ کی بناپر مرتب کی جانے والی اب تک کی واحد فرہنگ ہے۔ اس کی اب تک پانچ اشاعتیں منظر عام پر آچکی ہیں، جن میں سے چار خط نسخ اور ایک خطِ نستعلیق میں طبع کی گئی ہے۔ اس فرہنگ کو شان الحق حقی نے عبد الوحید قریشی کی فرمائش پر مرتب کیا۔ اس فرہنگ کا مسودہ ۱۹۸۸ء میں مکمل ہو چکا تھا لیکن اس کی اشاعت ۱۹۹۵ء میں ہوئی۔ [۲۵] یہ فرہنگ اساتذہ، طلبہ، صحافیوں، وکلاء اور عوام الناس کی ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مرتب کی گئی ہے۔ تلفظ کے لیے مخصوص ہونے کے باعث مفرد الفاظ کے اندراجات کو فوقیت دی گئی ہے۔ مرکبات، محاورات اور کہاوتیں محدود تعداد میں درج کی گئی ہیں۔ مرتب نے اگرچہ اس یک جلدی فرہنگ کے کامل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا لیکن اس بات کے قائل ہیں کہ یہ فرہنگ صاحبِ علم طبقے کی وسیع ضروریات کو پورا رکھنے کی استطاعت رکھتی ہے۔ فرہنگ تلفظ کے حوالے سے ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

> فرہنگ تلفظ اردو میں تلفظ کے مسائل کے حل کی نظری کوشش بھی ہے اور عملی اور اطلاقی نمونہ بھی۔ حقی صاحب اہل زبان بھی تھے اور زبان داں بھی۔ لغت، قواعد، تلفظ اور تصرفات پر ان کی نظر تھی اور صوتیات و لسانیات پر ان کا عمیق مطالعہ تھا۔ یہ تمام صفات اس فرہنگ میں جھلکتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ بہت اہم اور قابلِ ستائش کام ہے۔ [۲۶]

طبع اول کی جلد سیاہ رنگ کی ہے جس پر سنہری حروف میں فرہنگ، مرتب اور ادارے کا پرانا نام مقتدرہ قومی زبان درج ہے۔ اس کا پیش لفظ افتخار عارف صاحب کا تحریر کردہ ہے، جس میں انھوں نے فرہنگ کی نوعیت اور دائرہ کار کی وضاحت یوں کی ہے۔:

> اس لغت میں نہ صرف تلفظ کی نشان دہی کی گئی ہے بلکہ اختلافی تلفظ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی قواعدی علامات اور معانی کا اہتمام بھی موجود ہے جس سے یہ لغت علمی مقاصد اور عمومی لسانی ضروریات کے لیے یکساں طور پر کار آمد ہو گیا ہے۔ اس لغت میں بنیادی توجہ الفاظ کے اندراج پر دی گئی ہے۔ محاورہ اور روز مرہ شامل کر کے اسے بلا وجہ طولانی کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔ اردو اصطلاحیں شامل ہیں اگر یہ اصطلاحیں انگریزی سے ترجمہ شدہ ہیں تو ان کے سامنے انگریزی مترادف بھی درج کر دیے گئے ہیں۔ [۲۷]

اس فرہنگ کی دوسری جلد پہلی جلد سے مماثلت رکھتی ہے۔ یہ اشاعت ۲۰۰۲ء میں منظر عام پر آئی جس پر طبع اول درج ہے۔ یہ طباعت کی غلطی ہے۔ اس کا پیش لفظ اس وقت کے صدر نشین جناب فتح محمد ملک کا تحریر کردہ ہے۔ جس میں انھوں نے دعویٰ کیا ہے کی یہ لغت نہ صرف الفاظ کے بنیادی اردو تلفظ بلکہ اختلافی تلفظ کی وضاحت بھی

کرتی ہے نیز اس میں بنیادی توجہ اہم الفاظ کے اندراج پر دی گئی ہے۔ عمومی الفاظ، روز مرے اور محاورے کے اندراج سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اس کی ضخامت میں اضافے سے اجتناب کیا گیا ہے۔ [۲۸]

فرہنگ کی تیسری اشاعت ۲۰۰۸ء میں ہوئی، جس کی جلد سفید اور نیلے رنگ کی ہے۔ اس پر سرخ روشنائی سے فرہنگ کا نام اور نیلے رنگ سے مرتب کا نام درج ہے۔ اس وقت ادارے کی سربراہی فتح محمد ملک ہی کے سپرد تھی اس لیے اشاعت میں طبع دوم کے پیش لفظ کو شامل کیا گیا ہے۔

اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے چوتھی اشاعت ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی جو خطِ نسخ میں اس فرہنگ کی آخری اشاعت ہے۔ اگرچہ اس کی جلد طبع سوم کی طرح رنگین ہے لیکن اس پر ہلکے اور گہرے سبز رنگ استعمال ہوا ہے۔ اس کا پیش لفظ ڈاکٹر انوار احمد نے لکھا ہے۔ اس میں انھوں نے فرہنگ تلفظ کی شمولیت حوالہ جاتی کتب میں کرتے ہوئے بشیر حسین ناظم کا شکریہ ادا کیا ہے، جنھوں نے فرہنگ میں شامل اغلاط کی تصحیح میں اپنا کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اس کی تردید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "اس میں کوئی تصیح نہیں کی گئی اور اسے پچھلی طباعت کا عکس ہی سمجھنا چاہیے" [۲۹]

۲۰۱۷ء میں اس کی نئی اور اب تک کی آخری اشاعت منظر عام پر آئی جسے فرہنگ تلفظ (نستعلیق ایڈیشن) کا نام دیا گیا ہے جو خط نستعلیق میں اول اور فرہنگ تلفظ کی پانچویں اشاعت ہے۔ اس کا پیش گفتار افتخار عارف صاحب نے لکھا ہے کہ جس کے مطابق وہ فرہنگ تلفظ کی نستعلیق اشاعت کو اردو دنیا میں پذیرائی کے لائق قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے استفادے کی نئی راہیں دریافت ہو جائیں گی۔ [۳۰]

زیرِ نظر مقالہ فرہنگ تلفظ کی نستعلیق اشاعت تک محدود ہے۔ اس کی جلد سبز ہلالی پرچم کے رنگ سے مماثلت رکھتی ہے۔ کم وزن ہونے کے باعث اس کے استعمال میں دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اس کے اولین صفحے پر فرہنگ، اس کے مرتب، اشاعتی ادارے کا نام اور سنہ اشاعت درج ہے۔ یہ پہلی جلد ہے جس پر ادارے کا نیا نام ادارہ فروغ قومی زبان رقم ہے۔ فرہنگ تلفظ کی یہ طباعت سات سو بتیس (۷۳۲) صفحات پر مشتمل ہے لیکن "ز" کی تقطیع میں درج آٹھ (۰۸) صفحات پر ۴۳۸ (الف)، ۴۳۸ (ب)، اور ۴۳۸ (ج) لکھ کر نمبر درج کیے گئے ہیں۔ یوں ان صفحات کی تعداد سات سو چالیس (۷۴۰) ہو جاتی ہیں۔ فرہنگ تلفظ کی نسخ اشاعتوں میں نو سو اڑتالیس (۹۴۸) صفحات اندراجات کے لیے مختص ہیں۔ یوں نستعلیق اشاعت میں دو سو چوالیس (۲۴۴) صفحات کا فرق خط نسخ سے خط نستعلیق میں طباعت کی وجہ سے ظاہر ہوا ہے۔

صفحہ دوم پر سلسلہ مطبوعات، سنہ اشاعت، تعداد اور قیمت سمیت دیگر کوائف کا اندراج کیا گیا ہے۔ اگلے صفحات پر بالترتیب پیش گفتار، نستعلیق اشاعت اور گذشتہ اشاعتوں میں مطبوعہ پیش لفظ شامل کیے گئے ہیں، جن کا پہلے تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ شان الحق حقی نے اس فرہنگ کو اردو کی جامع لغت قرار دیا ہے جس میں معانی کے ساتھ الفاظ کا رائج فصیح تلفظ مع اعراب درج ہے۔[۳۱]

فرہنگ میں شان الحق حقی کا لکھا گیا دیباچہ "عرض مرتب" کے نام سے موجود ہے، جس میں انھوں نے زبان کی تبدیلی کو فطری عمل قرار دیتے ہوئے زبان کے متعلق چند مسلمات کا ذکر کیا ہے ساتھ ہی ساتھ فرہنگ کی تدوین کے دو مقاصد بیان کیے ہیں جن میں سے ایک علمی اور دوسرا عملی پہلو رکھتا ہے۔ عملی مقصد کے پیشِ نظر جن لسانی نکات پر توجہ مبذول کی گئی ان میں الفاظ کی اصل واشتقاق، تلفظ، تذکیر و تانیث، محاورے کے مقامی اور عہد بہ عہد اختلافات، متروک و متداول، غلط العام و غلط العوام اور فصیح اور غیر فصیح الفاظ کی تحقیق شامل ہے۔ اسی طرح عملی مقاصد کے تحت الفاظ کی اصل املا کو قائم رکھا گیا ہے تاکہ الفاظ کا اصل سے رشتہ منسلک رہے اور الفاظ اجنبی ہو کر نہ رہ جائیں۔ نامانوس الفاظ پر اعراب کا خصوصی التزام کیا گیا ہے جس کا مقصد اصلاحِ تلفظ ہے تاکہ زبان مستحکم ہو۔

ذیل میں فرہنگ میں شامل ابتدائی صفحات میں درج تفصیلات جو اس کے اندراجات کی تفہیم میں مددگار ہیں کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے:

اعرابِ ملفوظی یا مکتوبی کا ضابطہ:

فرہنگ کی اشاعت اول میں ستائیس (۲۷) علامات ہیں۔[۳۲] جن میں "الٹا جزم" اور "مخلوط" کی علامت کا اضافہ کر کے ان کی تعداد تیس (۳۰) کی گئی ہے۔ نستعلیق اشاعت میں ان علامات کی تعداد انتیس (۲۹) ہے۔ جو عنوان، تخفیف، مثال، اعرابِ ملفوظی اور توضیح کے ساتھ درج ہیں۔ اگرچہ ان میں سے الٹے جزم کی علامت اب موجود نہیں لیکن جزم کے آگے توضیح کی گئی ہے کہ جزم ساکن اور الٹا جزم حرکت مغنونہ کی علامت ہے۔

"فتحہ مجہول"، "کسرہ مجہول"، "ضمہ مجہول"، "فتحہ مغنونہ"، "کسرہ مغنونہ" اور "ضمہ مغنونہ" کے لیے مختص علامات کا اندراج نہیں کیا گیا اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان علامات کا اندراج نستعلیق اشاعت میں ممکن نہ ہو سکا ہو گا۔ ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے بھی اپنے مضمون میں اس نقطے کی طرف اشارہ کیا ہے۔[۳۳]

مزید برآں مخلوط کی علامت کے اندراج میں کالم کی ترتیب کو مدِ نظر نہیں رکھا گیا۔ "عنوان" کے ذیل میں "تخفیف'، "علامت" کے ذیل میں "عنوان"، "تخفیف' کے ذیل میں "مثال 'اور "مثال" کے ذیل میں "اعراب ملفوظی" لگائے گئے ہیں۔ یہاں مخلوط کی کوئی علامت درج نہیں۔ صفحے کے آخر میں "حاشیہ (۲)" کے عنوان سے

"حرکت مغنونہ' اور "ن غنہ" کے فرق کی وضاحت کی گئی ہے۔ "حاشیہ (۳)" اس اشاعت میں اضافہ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ہاے ہوز مخفی جب کہ آخر میں آئے تو غیر ملفوظ ہو گی۔ ماسوائے وہ مقامات جہاں اس کے ملفوظ ہونے کی وضاحت کی جائے۔ ذیل میں اعرابِ ملفوظی یا مکتوبی کے ضابطے میں درج علامات کو ان کے عنوانات اور تخفیف کے ساتھ درج کیا گیا ہے:

عنوان	علامت	تخفیف	عنوان	علامت	تخفیف
الف مقصورہ	ا	-	الف ممدودہ	آ	امد / مد
الف بالا	اُ	-	الف غیر ملفوظ	ا	اغم
الف واوی	آ	-	الف زیریں	اِ	امثل ی مع
واو معروف	وُ	ومع	واو مجہول	و	وج
واو لین	ـَو	ولین	واو معدولہ	و	وغم (غیر ملفوظ)
یاے معروف	ی یہ	ی مع	یاے مجہول	ے	ے مج
یاے لین	ـَے	یہ / ے لین	فتحہ	ـَ	فت
کسرہ	ـِ	کس	ضمہ	ـُ	ضمہ / ضم
فت مجہول	-	فت مج	کسرہ مجہول	-	کس مج / کسمج
ضمہ مجہول	-	ضم مج	ضمہ معکوس	ـٗ	ضمہ مجہول
فتحہ مغنونہ	-	فت مغ	کسرہ مغنونہ	-	کس مغ
ضمہ مغنونہ	-	ضم مغ	نونِ صحیح	ن	ن
نونِ غنہ	ں	غنہ	میم بہ شکلِ ن	نہ	ن مثل م
تشدید	ـّ	شد	جزم	ْ	سک
مخلوط	-	مخ			

درج بالا جدول کو دیکھا جائے تو بعض علامات کی جگہ "-" کی علامت لگی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی علامات نہیں ہیں صرف تخفیف دی گئی ہے۔

ترتیب تہجی:

فرہنگ تلفظ کی اشاعت اول میں درج حروف تہجی کی تعداد باون (۵۲) ہے جس میں اڑتیس (۳۸) مفرد اور چودہ (۱۴) مرکب حروف (ہکاری آوازیں) شامل ہے۔ اس فرہنگ کی اشاعت اول میں درج حروف تہجی میں "نھ" کو شامل نہیں کیا گیا لیکن تقطیع میں "نھ" کے ذیل میں اندراجات موجود ہیں۔[۳۴] اس لیے یہ طباعت کی غلطی بھی ہو سکتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلی اشاعت کے بعد اس مسئلے پر غور کیا گیا ہو اور پھر تعداد ترپن (۵۳) کر دی گئی ہو کیوں کہ بعد کی اشاعتوں میں ترپن (۵۳) حروف تہجی درج ہیں ماسوائے نستعلیق اشاعت کے کیوں کہ یہاں بھی حروف تہجی کے اندراج میں "ز" کو درج نہیں کیا گیا جب کہ فرہنگ میں اندراجات کے دوران "ز" کی تقطیع موجود ہے۔ اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے کیوں کہ حروف تہجی میں سے "ز" کو کسی طور حذف نہیں کیا جا سکتا یہ ایک مستقل حرف ہے۔[۳۵]

یہاں یہ نشان دہی اس لیے کی گئی ہے کہ اس طرح کی تسامحات کے باعث اختلاف پیدا ہو سکتا ہے کیوں کہ حروف تہجی کی تعداد کے حوالے سے ماہرینِ لسان متفق نہیں۔ اس سلسلے میں اختلافی مباحث دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس کی درستی لازم ہے تا کہ کسی طرح کا ابہام پیدا نہ ہو۔ شان الحق حقی نے اردو کے حروف تہجی کی تعداد ترپن (۵۳) مقرر کی ہے۔ ترتیب کے دوران الف مقصورہ کو پہلے اور الف ممدودہ کو بعد میں درج کیا گیا ہے اس سے قبل لغات میں الف ممدودہ و مقصورہ کی ترتیب اس کے برعکس ہے۔ تاہم شان الحق حقی کی قائم کردہ ترتیب اصولی اور درست ہے۔ فرہنگ میں مرکب حروف (ہکاری آوازوں) کو با قاعدہ حرف کے تحت شامل کیا گیا ہے، جب کہ اس سے پہلے انھیں (ہ) کی ذیل میں جگہ دی جاتی رہی ہے۔ فرہنگ کی نستعلیق اشاعت میں درج حروف تہجی کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

ا*	آ*	ب	بھ	پ
پھ	ت	تھ	ٹ	ٹھ
ث	ج	جھ	چ	چھ
ح	خ	د	دھ	ڈ
ڈھ	ذ	ر	رھ	ڑ
ڑھ	ژ	س	ش	ص
ض	ط	ظ	ع	غ
ف	ق	ک	کھ	گ

مھ	م	لھ	ل	گھ
ء	ہ(ھ)	و*	نھ	ن
			ے*	ی*

جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ یہاں "ز"کا حرف درج نہیں جو کہ طباعت کی غلطی ہو سکتی ہے۔ حروف تہجی کے اندراج کے بعد ان کی توجیہ دی گئی ہے۔ وہ حروف جو لفظ کے درمیان میں آتے ہیں ان کے نیچے "–"خط کھینچا گیا ہے جیسے رھ، ڑ اور ڑھ۔ وہ حروف جو مصمتہ (حرف صحیح) کے علاوہ بہ طور مصوتہ استعمال ہوتے ہیں اور اعراب میں شامل ہیں ان پر ستارہ " * " بنایا گیا ہے ۔ جیسے " الف ممدودہ"، "الف مقصورہ "، "واو"، "یاے معروف" اور "یاے مجہول"۔ املائی صورت میں ان سالم حروف کی شکلیں بدل جاتی ہیں۔ انھیں آدھی اشکال کہا جاسکتا ہے۔ ان حروف کو نقاط اور ط والے حروف کو ط کی علامت کے ذریعے پہچانا جاتا ہے۔

مخففات:

فرہنگ میں درج لغویوں کی قواعدی حیثیت اور اشتقاق کی وضاحت کے لیے کچھ مخففات کا تعین کیا گیا ہے جن کی وضاحت فرہنگ کے ابتدائی صفحات میں کی گئی ہے۔ اشاعت اول میں ان مخففات کی تعداد پینتیس (۳۵) ہے، جس میں حاصل مصدر کے لیے "ح مص"کا مخفف مختص کیا گیا اشاعت دوم میں اس کے لیے "ح م"کا مخفف درج کیا گیا ہے اور اگلی تمام اشاعتوں میں اس کی درستی کی گئی ہے۔ اسی طرح "ف م" کو فعل مجہول کا مخفف لکھا ہے اور اگلی اشاعت میں فعل معتدی لکھا ہے۔ ان مخففات کی تعداد اشاعت دوم میں اُنچاس (۴۹)، اور اشاعت پنجم (نستعلیق اشاعت) میں باون (۵۲) ہے۔ اشاعت دوم میں چودہ (۱۴) مخففات کا اضافہ کیا گیا ہے جن میں "ج ج" جمع الجمع کا مخفف اشاعت اول میں بھی موجود ہے لیکن اسے "ج" کے آگے ہی درج کیا گیا ہے اس اشاعت میں اس کی الگ سے حیثیت قائم کی گئی ہے، "عام" رائج، "غ ع"غلط العام ، "غ عوام"غلط العوام، "غم"غیر ملفوظ، "مث"مؤنث، "مخ" مخلوط "مذ"مذکر، "مص"مصدر ، "م م "معتدالمعتد (تیسری اشاعت سے پانچویں اشاعت تک اسے معتدی المعتدی لکھا ہے)، "واو مع"واو معروف ، "وج"واو مجہول ، "ومع"واو معروف، "ومعد"واو معدولہ / غیر ملفوظ شامل ہیں۔ ان اضافہ شدہ مخففات پر غور کیا جائے تو واو معروف کے لیے دو الگ مخففات ا"واو مع"اور "و مع" درج ہیں۔ واو معروف کے لیے اگر ایک مخفف کا اندراج کیا جائے تو ان مخففات کی تعداد اڑتالیس (۴۸) ہو جائے گی۔

فرہنگِ تلفظ(نستعلیق اشاعت) میں باوَن(۵۲)مخففات میں ایک بھی نیا مخفف درج نہیں بلکہ "واو مجہول"، "واو معدولہ" اور "ہمزہ مع کسرہ اضافت مجہول" کے مخففات کو دو مرتبہ درج کیا گیا ہے۔یوں ان مخففات کی تعداد اُنچاس(۴۹)ہی رہتی ہے او اگر "واو معروف" کی اضافی علامت خارج کی جائے تو یہ تعداد اڑتالیس(۴۸)رہ جائے گی۔مخففات کے اندراج کے ضمن میں ایک عدم احتیاط یہ بھی برتی گئی ہے کہ یہاں اندراجات میں ترتیب بر قرار نہیں رکھی گئی، مثلاً زبانوں سے متعلق درج مخففات کو بالترتیب درج نہیں کیا گیا۔ان اندراجات میں اپنی فہم کے مطابق تبدیلی کی گئی ہے، مثلاً "مصدر" اور "حاصل مصدر" کے لیے مختص مخففات کو ایک ساتھ لکھا گیا ہے جب کہ نستعلیق اشاعت میں "حاصل مصد"ر کو "حرف" کے اور "مصدر" کو "ضمہ" کے بعد درج کیا گیا ہے۔اس تبدیلی کے ساتھ ذیل کا جدول ملاحظہ کیجیے:

مخففات

ا:اسم اردو	فت:فتحہ(زبر)فت مج۔فتحہ مجہول(ـَ)
اجنس:اسم جنس	ضم/ضمہ:پیش(ـُ)۔ضم مجہول
اکیف:اسم کیفیت	کس:کسرہ زیر(ـِ)کس مج/کسمج۔کسرہ مجہول
کیف : کیفیت(اکیف مذ۔اسم کیفیت مذکر۔ اکیف مث۔اسم کیفیت مؤنث)	تن:تنوین۔تن بفت تنوین، بالفتحہ، زبر کے ساتھ(اً) تن بکس، کسرہ کے ساتھ(ٍۃ)۔تن بضم"
امد:الف ممدودہ	سک:سکون، ساکن(جزم)
صف:صفت	شد:تشدید(ـّ)
تص:تصغیر	عام:رائج
م:مثال/مثلاً	غ ع:غلط العام
مخ:مخلوط	غ عوام:غلط العوام
ح:حرف	و مع:واو معروف
غنہ:ن غنہ	ومج:واو مجہول
قب:مقابلہ کریں	ومعد:واو معدولہ
رک:رجوع کریں(برائے حوالہ)	ءِ:ہمزہ مع کسرہ اضافت مجہول
غم:غیر ملفوظ	مذ:مذکر

مر:مرکب، مر وصفی۔ مرکب وصفی، مر اضا۔ مرکب اضافی	امذ:اسم مذکر
ف مر: فعل مرکب	مث:مؤنث
ف ل: فعل لازم	امث:اسم مؤنث
ف م: فعل متعدی	ف:فارسی
م ف: متعلق فعل	ہ:ہندی
م م:متعدی المتعدی	لاط:لاطینی
مص:مصدر	انگ:انگریزی
ح م:حاصل مصدر	پرتگ:پرتگالی
ج: جمع	ت:ترکی
ج ج: جمع الجمع	ع:عربی

اس جدول کا اگر فرہنگ سے موازنہ کیا جائے تو اس جدول کی ترتیب میں کسی قدر ترمیم کی گئی ہے مثال کے طور پر "واو معروف" کے لیے "و مع" ایک ہی مخفف درج کیا گیا ہے۔ راقمہ کے خیال میں اگر ان مخففات کو درج بالا ترتیب سے درج کیا جائے تو مخففات کی تفہیم میں زیادہ آسانی ہو گی۔

اوقاف:

اوقاف جمع ہے وقف کی جس کے معنی ٹھہراؤ یا وقفے کے ہیں۔ روز مرہ بول چال اور لکھتے وقت اگر اس ٹھہراؤ کا خیال نہ رکھا جائے تو مطلب کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر فرہنگ میں وقفہ کے لیے چھوٹا خط(-) نیم وقفہ کے لیے(;) جو مختلف معنی کے درمیان فاصلہ قائم رکھنے کے لیے بھی آتا ہے۔ اسی طرح اشتقاق کی وضاحت کے لیے[ ] کی علامت اور باقی رموز اوقاف مروجہ چلن کے مطابق استعمال کیے گئے ہیں نیز پہلے معنی کے بعد نمبر شمار (۲)، (۳) وغیرہ درج ہیں۔ بعض مرکب الفاظ مثلاً درج کیے گئے ہیں۔ باقی الفاظ کا اندراج ترتیب تہجی کے مطابق کیا گیا ہے۔

اردو میں رائج عربی جمع مکسر کے خاص اوزان:

فرہنگ کی اشاعت اول میں عربی جمع مکسر کے بیس(۲۰)اوزان درج ہیں ۔ ان اوزان میں دس(۱۰)زائد اوزان کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جن میں "اَفاعل"، "اَفاعِیل"، "تَفاعُل"، "تفاعِیل، "فِعال"، "فِعالَلہ"،

"فِعائِل"، "فُعُل"، "فُواعِل"، "مَفاعِیل" شامل ہیں۔ اگرچہ بیس(۲۰)اوزان میں ان دس(۱۰)اوزان کی شمولیت کے بعد ان کی تعداد تیس(۳۰) ہونی چاہیے تھی لیکن فرہنگ میں اٹھائیس(۲۸)اوزان درج ہیں۔ فرہنگ کی اشاعت اول میں شامل دو اوزان "فعلان"، "فعَلات" کو خارج کر دیا گیا اور آخری تین اوزان پر ستارہ بنایا گیا ہے تاہم اس کی توجیہ موجود نہیں ان اوزان میں "فِعُول" کے وزن پر درج الفاظ میں "نفوس" اور "نقوش" شامل ہیں یہ الفاظ چوں کہ "فُعُول" کے وزن پر آتے ہیں اور فرہنگ تلفظ کی اشاعت اول میں بھی اسی وزن پر درج ہیں۔ لہٰذا اس کی تصحیح کی جانی چاہیے نیز "فُعُل" اور "فِعُل" دو الگ اوزان ہیں مگر ان میں درج الفاظ کی مثالیں ایک ہی ہیں۔ جیسے کہ "فُعُل" کے وزن پر مدن، کتب، رسل، صحف، طرق اور "فِعُل" کے وزن پر بھی کتب، رسل، صحف، طرق درج ہیں۔ اس حوالے سے ان درج اوزان پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ فرہنگ کے اوزان کی تفصیل یہ ہے:

اَفاعل	تَفاعِیل	فِعالَہ	فِعُل
اَفاعِیل	فُعال	فِعالِیل	فعَلہ
اَفْعال	فِعال	فِعائِل	فعِلہ
اَفعُل	فُعّال	فُعَل	فِعُول
اَفعِلاء	فِعال / الفُعالی	فِعَل	فُواعِل
اَفعِلَہ	فَعالا(لٰی)	فُعُل	مَفاعِل
تَفاعُل	فِعالِل	فِعَلاء	مَفاعِیل

بعض عام الفاظ کا تلفظ:

فرہنگ کی اشاعت اول میں اس عنوان کے تحت ایک سو انیس(۱۱۹)لغویوں کا اندراج کیا گیا ہے۔ فرہنگ کی دوسری اشاعت میں دس(۱۰)اندراجات کا اضافہ کر کے ایک سو انتیس(۱۲۹)لغویے درج کیے گئے ہیں۔ جن لغویوں کا اضافہ کیا گیا ہے ان میں "ازمنہ"، "صیہونیت"، "قطعہ"، "قرات"، "مبارک"، "مجلہ"، "مجوہر"، "مسافت"، "منحصر"، "نظم و نسق" شامل ہیں۔ فرہنگ تلفظ کی نستعلیق اشاعت میں ایک سو ستائیس (۱۲۷)لغویوں کا تلفظ مع معنی درج کیا گیا ہے۔ اس میں "ایوان" اور "خواندگی" کا اندراج نہیں کیا گیا۔

بعض مماثل الفاظ کا جداگانہ تلفظ اور معنی:

ایسے لغویے جن کے ہجے ایک جیسے ہوں لیکن معنی اور تلفظ الگ ہوا نھیں لسانیات میں ہم ترسیم لغویے (Homographs) کہا جاتا ہے۔ اس عنوان کے تحت فرہنگ کی اشاعت اول میں ایک سو چھیانوے(۱۹۶) لغویے درج ہیں۔ فرہنگ کی دوسری اشاعت میں مزید اٹھارہ(۱۸) لغویوں کا اضافہ کیا گیا ہے، جو درج ذیل ہے:

اَحرام(فت ح ا)	اِحرام(کس ح ا)
اَسرار(فت م)	اِسرار(کس ا)
اَطناب(فت ا)	اِطناب(کس ا)
اَملاک(فت ا)	اِملاک(کس ا)
ذَخائر(فت ذ کس)	زَخّار(فت ز، شد خ)
کَثرت(فتک، سک ث) مُحکَمہ(فت ح م، سک ح، فت ک)	کَسرَت(فت ک، سک س) مُحکَمات(ضم ح م، فت ک)
مَسکَن(فت م، سک س، فت ک)	مُسَکِّن(ضمہ م، فت س، کس شد ک)

اس جدول میں "اَسرار" کا تلفظ "فت م" درج ہے جب کہ اسے "فت ا" کے ساتھ لکھا جانا چاہیے۔ اسی طرح "ذخائر" کے ملفوظی تلفظ میں "کس" کے آگے کوئی حرف درج نہیں اور "کثرت" کے ملفوظی تلفظ میں "فت ک" کو ملا کر لکھا ہے۔ ان لغویوں میں "کثرت" اور "کسرت" ہم ترسیم(Homographs) نہیں بلکہ ہم صوتیے (Homophones) ہیں۔ یعنی وہ لغویے جو ہم آواز ہوں لیکن ہجے مختلف ہوں۔ اس کے علاوہ "ذخائر" اور "زخار"، "محکمات" اور "محکمہ" نہ ہم ترسیم(Homographs) ہیں اور نہ ہی ہم صوتیے(Homophones)۔ اٹھارہ (۱۸) لغویوں کے اضافے کے بعد ان لغویوں کی تعداد دو سو چودہ(۲۱۴) ہونی چاہیے لیکن یہ دو سو سولہ (۲۱۶) لغویے ہیں کیوں کہ یہاں "نظیر" اور "نذیر" کا اندراج دو دفعہ کیا گیا ہے اس لیے ان لغویوں کی تعداد دو سو چودہ(۲۱۴) ہی ہے۔

فرہنگ کی نستعلیق اشاعت میں ان لغویوں کی تعداد دو سو دس(۲۱۰) ہے کیوں کہ اس اشاعت میں "رَحِم" (فت ر، سک ح) بہ معنی بچہ دانی اور "رَحْم" (فت ح ر، سک ح) بہ معنی مہربانی، بخشش کا اندراج نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ "حَکَم" (فت ح ک) بہ معنی منصف، "حُکم" (ضمہ ح، سک ک) بہ معنی امر، فرمائش، اور "حِکَم" (کس ح، فت ک) بہ معنی حکمت کی جمع ان تین لغویوں میں سے "حَکَم" (فت ح ک) بہ معنی منصف کا اور اسی طرح "مُثبَت

"(ضمہ م، سک ث، فت ب) بہ معنی منفی کی ضد، اقرار، "مُثبِت" (ضمہ م، سک ث، کس ب) بہ معنی قائم کرنے والا اور "مُثَبَّت" (ضمہ م، فت ث، شد فت ب) بہ معنی نقش شدہ میں سے آخر الذکر کا اندراج نہیں کیا گیا۔ نستعلیق اشاعت میں اس عنوان کے تحت کچھ اندراجات میں ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا مثال کے طور پر لغویہ "اَبا" ، "اِبا" اسی طرح "اَحرام" ، "اِحرام" ایک ساتھ درج ہیں لیکن "ذخائر" کا اندراج صفحہ نمبر XXIV پر اور "زَخّار" کا اندراج صفحہ نمبر XXV پر کیا گیا ہے۔ اسی طرح "زور" کا اندراج صفحہ نمبر XXV پر دو الگ کالموں میں کیا گیا ہے۔

اردو کے بعض تصرفات جو مروج اور مسلم ہیں:

چلن ہمیشہ اصل پر حاوی رہتا ہے اس لیے فرہنگ تلفظ میں اس عنوان کے تحت ایسے لغویوں کا اندراج کیا گیا ہے، جو اردو میں تصرف شدہ شکل میں رائج ہیں۔ ان لغویوں کی تعداد اشاعت اول میں ایک سو پانچ (۱۰۵) اور اشاعت دوم میں دو مزید لغویے "مَنصَب" اور "نَقب" کے اضافے کے بعد ایک سو سات (۱۰۷) ہے، جن میں عربی کے اکہتر (۷۱)، فارسی کے سترہ (۱۷)، سنسکرت گیارہ (۱۱)، انگریزی کے تین (۳)، پرتگالی کے دو (۲) اور ترکی کا ایک (۰۱) لغویہ شامل ہے۔ اس طرح یہ ایک سو پانچ (۱۰۵) لغویے بنتے ہیں دو لغویے "اچرج (اَشچریہ)" اور "بکر ید (بقر عید / بکرا عید)" کے آگے اشتقاق اور معنی کا اندراج نہیں کیا گیا۔ اول الذکر لغویہ فرہنگ کے صفحہ نمبر ۱۳ پر کچھ اس طرح درج کیا گیا ہے:

اَچرَج فت ا، سک چ، فت ر۔ امذ۔ اچنبھا، تعجب، عجیب، نادر، انوکھا۔ [س: اشچری]۔ [۳۶]

مؤخر الذکر کو عربی زبان سے منسوب کیا جا سکتا ہے کیوں کہ عربی میں بقر گائے کے معنوں میں مستعمل ہے۔ قرآن کی دوسری اور سب سے بڑی سورۃ کا نام "البقرۃ" ہے۔ فرہنگ میں بَقرَہ عِید فت ب، سک ق، فت ع۔ امث۔ حج کے موقع پر ۱۰ ذی الحجہ کو منائی جانے والی عید جس میں جانوروں کی قربانی ہوتی ہے۔ عیدالاضحیٰ بکر عید درج ہے اور اگلے صفحے پر بَکر عید، عید الاضحیٰ درج تو ہے لیکن یہ کس زبان کا لفظ ہے اس کی وضاحت نہیں ملتی۔ [۳۷] یوں عربی کے بہتر (۷۲) اور سنسکرت کے بارہ (۱۲) لغویے ہو جاتے ہیں، جنھیں ذیل میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

عربی کے تصرف شدہ الفاظ:

اردو لفظ	اصل صورت	اردو لفظ	اصل صورت
اَسامی	ع: اسم کی جمع	باقَر خانی	ع: باقِر (کس ق)
بکَرِید	ع: بَقَر عید / بکرا عید	جَولان	ع: جَوَلان (فت ج و)
حاجی	ع: حاج۔ ج: حُجّاج	حَجّامَت	ع: حِجامہ (کس ح)

حُجلَہ	ع:حَجلہ (فت ح ج)	حَشمت	ع:حِشمَہ
حُلیہ	ع:حِلیَہ (کس ح)	حِمائل	ع: حَمائِل (بوجھ)
حَیوان	ع:حَیَوان (فت ح ی)	حَوصلہ	ع:حَوصَلَہ (پرندے کا پپّا)
خالُو	ع:خال	خِرمَن	ع:خَرمَن
خَصَم	ع:خَصم (دشمن)	داخُلہ	داخِلہ (اندرون)
دُکان	ع:دُکَان	راتَب	ع:راتِب
رَحم	ع:رَحِم (کس ح) بچہ دانی	رِواج	ع:رَواج (فت ر)
رَضا	ع:رِضا	سِجدَہ	ع:سَجدَہ
سَن	ع:سَنَہ	شِراکت	ع:شِرکَتہ
شَعُور	ع:شُعُور (ضمہ ش)	شَکیل	ع:شَکل سے اختراع
شَیخی	ع: شَیخ (ے لین)	صاحَب	ع:صاحِب
شَہاب	ع:شِہاب (کس ش)	صِحَت	ع:صِحَّت (شد فت ح)
صَدَر	ع:صَدر	صَدُمہ	ع:صَدَمہ (فت ص د)
صَندُوق	ع:صُندُوق (ضمہ ص)	ضَربُ المَثل	ع:ضَربَ اردو کی اختراع
ضِلَع	ع: ضِلُع (سک ل)	طَے	ع:طِی
طَرَح	ع:طَرح (بنیاد)	ظُلُمات	ظُلُمات (ضمہ ط ل)
عَدُو	ع؛ عَدُوّ	عُلُو	عُلُوّ
عَمَلہ فِعلَہ	ع؛ عَمَلَہ (فت ع م) فِعلَہ بطور تابع	عیوضی	ع:عِوَض سے اردو اختراع
غَش	ع:کھوٹ، ملاوٹ اردو: بے ہوشی	غَلَبہ	ع:غَلَبَہ (فت غ ل)
غُلُو	ع:غُلُوّ	قابِل	ع:اگلا اسم: جنوانے والا
قُطب	ع:قُطب (سک ط) نیز قُطَب (فت ط)	قَلَع قمع	ع:قَلَع و قمع

قلفی	ع: قفلی	قلیا	قلیّہ
لَیت و لَعل	ع: لیتَ و لَعلّ کا شکلے و تاکہ سے اردو کا تصرف	گلّک / غُلّق	ع: غلق۔ بند کرنا سے اردو کی اختراع
کَسَر	ع: کَسْر (سک س)	مُحبّت	ع: مَحبّۃ (فت م ح)
مَحور	ع: مِحوَر (کس ج م)	مُجرائی	مجرائی (کس م)
مَزدُور	ع: مُزدُور (ضمہ م)	مُشاعِرَہ	ع: مُشاعَرہ (فت ع ر)
مُعاف / مُعافی	ع: مُعافی (مُ: عافن)	مُعَزز	ع: مُعزّز (شد فت ز)
مَنْصَب	ع: مَنْصِب (کس ص)	موسَم	ع: مَوسِم
نِشاط	ع: نَشاط۔ سرخوشی	نَشہ	ع: نَشْئ۔ ف: نشُّہ
نِفل	ع: نفل	نَقب	ع: نَقْب (سک ق)
نَواب	ع: نُوّاب نائب کی جمع	وِداع	ع: وَداع (فت و)
وِلایَت	ع: وَلایتہ	ہَتّک	ع: ہتک
ہجےّ	ع: ہجا	ہِذیان	ع: ہذَیان (فت ہ ذ)
دَرُجہ	ع: دَرَجہ (فت در ج)		

فارسی کے تصرف شدہ الفاظ:

اردو لفظ	اصل صورت	اردو لفظ	اصل صورت
اَفسر	ف: تاج: انگ: اوفیسر	آوُرد	ف: آوَرد
پیراہَن	ف: پیراہن (ع مع)	پیرایَہ	ف: پیرایہ (ع مع)
خِرمَن	ف: خَرمَن	دَرِندَہ	ف: دَرّندہ
دَسپَنا	ف: دست پناہ	زَبان	ف: زُبان
زَنخا	ف: زَن خواستہ	سُنْبک	ف: سَنبک
شاخسانَہ	ف: شاخ شانَہ	طَراز	ف: طِراز
فرمانا	ف: فرمُودن سے اختراع	فروش	ف: فِروش

کُلاّ شَجَرہ	ف:کُلاہ،ع:شَجَرہ	گِرُوی	ف:گِرَد
نَمُونہ	ف:نُمُونہ(ضمہ ن)		

سنسکرت کے تصرف شدہ الفاظ:

اردو لفظ	اصل صورت	اردو لفظ	اصل صورت
اِتوار (کس ا)	س: آدتیہ وار	اَچرَج (فت ا، سک چ فت ک)	س:اَشچریہ
بِپتا	س:وِپتّی	بَرشگال	س:ورشاکال
بِروگ	س:ویوک	بَناسپَتی	س:وَنَسپیہ پتر کا
بیکل	س:ویاکُل	پچھَّم	س:پشچِم
پُورَب	س:پُورُو	سَمندَر	س:سَمُدُر
کَلَف	س:کَلپ۔اہار	کال	س:اَکالَ

انگریزی کے تصرف شدہ الفاظ:

اردو لفظ	اصل صورت	اردو لفظ	اصل صورت
پستول	انگ:پِسٹل	کَریب	انگ:کَریپ
کُرُوشیا	انگ و فرانسیسی:کروشے		

پرتگالی کے تصرف شدہ الفاظ:

اردو لفظ	اصل صورت	اردو لفظ	اصل صورت
بالٹی	پرتگالی:بالڈی	چابی	پرتگالی:چاوی

ترکی کے تصرف شدہ الفاظ:

اردو لفظ	اصل صورت
چاق	ترکی:چاغ

سنسکرت کے تصرف شدہ لغویوں کے اندراج میں "اَچرَج"کا ملفوظی تلفظ "فت ا، سک چ فت ک" درج ہے جب کہ "فت ک" کے بجائے "فت ر"ہونا چاہیے کیوں کہ "اَچرَج" میں "ک" نہیں ہے نیز فرہنگ میں اس کا

تلفظ "فت ر" کے ساتھ درج ہے۔ ان لغویوں کے اندراج میں اردو لغویے اور اصل صورت کے معنی کا اندراج بھی کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ تصرف کے بعد لفظ کے معنی میں بھی تبدیلی ہوئی ہے یا نہیں۔

درج بالا بیان کردہ تفصیلات کو ذیل میں جدول میں بھی تحریر کر دیا گیا ہے تاکہ تفہیم و موازنے میں سہولت پیدا ہو سکے:

سن اشاعت	سربراہ	اعراب کا ضابطہ	تعداد تہجی	مخففات	اردو میں رائج جمع مکسر کے خاص اوزان	بعض عام الفاظ کا تلفظ	چند مماثل الفاظ کا جداگانہ تلفظ مع معنی	اردو کے مروج و مسلم تصرفات
۱۹۹۵ (نسخ)	افتخار عارف	۲۷	۵۲	۳۵	۲۰	۱۱۹	۱۹۶	۱۰۵
۲۰۰۲ (نسخ)	فتح محمد ملک	۳۰	۵۳	۴۹	۲۸	۱۲۹	۲۱۴	۱۰۷
۲۰۰۸ (نسخ)	فتح محمد ملک	۳۰	۵۳	۴۹	۲۸	۱۲۹	۲۱۴	۱۰۷
۲۰۱۲ (نسخ)	انوار احمد	۳۰	۵۳	۴۹	۲۸	۱۲۹	۲۱۴	۱۰۷
۲۰۱۷ (نستعلیق)	افتخار عارف	۲۹	۵۲	۵۲	۲۸	۱۲۷	۲۱۰	۱۰۷

یہ تمام معلومات فرہنگ تلفظ کی نستعلیق اشاعت کے ابتدائی بتیس (۳۲) صفحات کا احاطہ کرتی ہیں۔ اندراجات کے لیے سات سو چالیس (۷۴۰) صفحات الگ ہیں۔ اس طرح یہ فرہنگ سات سو بہتر (۷۷۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ فرہنگ میں کل بتیس ہزار دو سو پینسٹھ (۳۲،۲۶۵) لغویے درج ہیں[۳۸] جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

(ا) تین ہزار چھے سو چھہتر (۳۶۷۶)	(آ) چھے سو اُنتالیس (۶۳۹)	(ب) دو ہزار دو سو اڑسٹھ (۲۲۶۸)	(بھ) تین سو چوراسی (۳۸۴)

(پ) ایک ہزار چھے سو ترپن(۱۶۵۳)	(پھ)دوسوچوبیس (۲۲۴)	(ت)ایک ہزار سات سو تیس(۱۷۳۰)	(تھ)ننانوے (۹۹)
(ٹ) دوسوساٹھ(۲۶۰)	(ٹھ) ایک سوایک(۱۰۱)	(ث) پچانوے(۹۵)	(ج)ایک ہزارپندرہ (۱۰۱۵)
(جھ) دوسونوے(۲۹۰)	(چ)ایک ہزاردوسودس (۱۲۱۰)	(چھ) تین سواکسٹھ(۳۶۱)	(ح) چھے سوپچانوے(۶۹۵)
(خ) تین ہزار دو سو چونتیس(۳۲۳۴)	(د) ایک ہزار ایک سو تراسی(۱۱۸۳)	(دھ) دوسوانتالیس(۲۳۹)	(ڈ) ایک سواُناسی(۱۸۹)
(ڈھ)ا یک سوبیس(۱۲۰)	(ذ)ستر (۷۰)	(ر)سات سوچھیانوے (۷۹۶)	(رھ) ایک(۰۱)
(ڑ) دو(۰۲)	(ڑھ) ایک(۰۱)	(ز) تین سوبارہ(۳۱۲)	(ژ) سترہ(۱۷)
(س)ایک ہزار چار سو اکیس(۱۴۲۱)	(ش) چھے سو(۶۰۰)	(ص) دوسوستاون(۲۵۷)	(ض) سات سوایک(۷۰۱)
(ط) دوسوگیارہ(۲۱۱)	(ظ) ایک سواڑتالیس(۱۴۸)	(ع) پانچ سواکاون(۵۵۱)	(غ) دوسواکیس(۲۲۱)
(ف) چارسوچھبیس(۴۲۶)	(ق) چارسوترتالیس(۴۴۳)	(ک) نوسوتین(۹۰۳)	(کھ) دوسونو(۲۰۹)
(گ) پانچ سوبیس(۵۲۰)	(گھ) ایک سوچون(۱۵۴)	(ل) پانچ سوچودہ(۵۱۴)	(لھ) ایک(۰۱)
(م)دو ہزار آٹھ سو چوالیس(۲۸۴۴)	(مھ) ایک(۰۱)	(ن) نوسواٹھاسی(۹۸۸)	(نھ) ایک(۰۱)
(و) تین سوآٹھ(۳۰۸)	(ہ) چارسوبیاسی(۴۸۲)	(ء) ایک(۰۱)	(ی ے) ایک سوتریسٹھ(۱۶۳)

فرہنگ میں لغویوں کے اندراجات کے دوران جن باتوں کو مدِ نظر رکھا گیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ لغویوں کے اندراج اور تلفظ کے ضمن میں خط نسخ کا استعمال کیا گیا ہے جو غالباً تکنیکی مجبوری ہے۔

۲۔ اندراجات کے ساتھ ان کی اصل حالت اور تلفظ کو آخر میں درج کیا گیا ہے۔ یہ بات مدِ نظر رہے کہ ایسا تمام اندراجات کے ساتھ نہیں کیا گیا اور اصل تلفظ بھی ان ہی اندراجات کا بتایا گیا ہے جن کا تلفظ تصرف کے بعد دونوں طرح سے رائج ہے، تصرف شدہ تلفظ کو اصل پر فوقیت دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر اَصْطَبَل(فت ا، سک ص، فت ط ب) کے آگے اصلاً لکھ کر اِصطبل لکھا ہے۔[۳۹]

۳۔ اندراجِ تلفظ کے لیے ملفوظی اور مکتوبی طریقۂ کار اختیار کیا گیا ہے ۔ بسا اوقات ضرورت کے پیشِ نظر مساوی الاعراب الفاظ اور تلفظ کے جدید رجحان آئی۔ پی۔ اے (IPA) یعنی بین الاقوامی صوتیاتی ابجد (International Phonetic Alphabet) کو بھی برتا گیا ہے۔

۴۔ لغویوں کی جنس اور قواعدی حیثیت کو مخففات کی صورت میں درج کیا گیا ہے۔

۵۔ ضرب المثال، فقرات، کہاوتوں اور محاروں کے اندراجات کی تعداد محدود ہے۔

۶۔ اردو کی اصطلاحات جو انگریزی، لاطینی، یونانی، پرتگالی سنسکرت یا کسی دوسری زبان سے اخذ کی گئی ہیں۔ ان کی تفہیم کو سہل کرنے کی غرض سے ان زبانوں سے اُن کے مترادفات بھی درج کیے گئے ہیں۔

۷۔ تلفظ کی وضاحت کے لیے "فتحہ مجہول" (فت مج)، "کسرہ مجہول" (کس مج / کسمج)، "ضمہ مجہول" (ضم مج)، "ضمہ معکوس" (ضمہ مج)، "فتحہ مغنونہ" (فت مغ) اور "کسرہ مضنونہ" (کس مغ) جیسی نئی علامات وضع کی گئی ہیں تلفظ میں ان کی وضاحت کے لیے تخفیف استعمال کی گئی ہے۔

۸۔ لغویوں کے معنی کا اندراج خط نستعلیق میں کیا گیا ہے۔

۹۔ مختلف المعانی لغویوں کے اندراج میں نمبر شمار کے ذریعے فاصلہ قائم کیا گیا ہے۔

فرہنگ تلفظ کا موازنہ وارث سرہندی کے علمی اردو لغت سے کرتے ہوئے شان الحق حقی لکھتے ہیں:

> میں سمجھتا ہوں اردو کی متداول لغات میں ان کی مرتب کردہ یک جلدی "علمی اردو لغت" عام ضرورت کے لیے سب سے کارآمد ہے بس اس میں تلفظ کی صراحت کا التزام نہیں۔ میری مرتب کردہ لغت "فرہنگ تلفظ" میں مقتدرہ کی فرمائش پر تیار کی گئی، اس کا خاص التزام ہے۔ اعرابِ ملفوظی کے علاوہ اعرابِ مکتوبی پریس سے موصول شدہ چربوں میں اپنے ہاتھ سے لگا رہا ہوں۔ یہ میرے ہاتھ کے مسودے میں بھی پوری طرح لگے ہوئے تھے، لیکن پریس والوں سے نہ لگائے جا

سکے۔ ان کے ٹائپ میں وہ سب علامات و اشارات بھی نہیں تھے جو میرے اختیار کردہ ضابطے میں شامل تھے، تاکہ تلفظ امکانی صحت کے ساتھ بلا اشتباہ منضبط ہو سکے۔ [۴۰]

فرہنگ تلفظ، تلفظ کی ضرورت کو مد نظر رکھ کر تشکیل دی گئی ہے کیوں کہ تغیر زبان کی فطرت ہے۔ زبان کا پھیلاؤ مقامی لب و لہجے اور تلفظ میں تنوع پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے نیز زبانیں مستعار الفاظ کے معنی اور تلفظ میں تصرف کی صلاحیت بھی رکھتی ہیں۔ یہ ایک قدرتی عمل ہے۔ زبان انسان کی معاشرتی ضرورت ہے تاہم سوال یہ اٹھتا ہے کہ محض بول لینا اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں مطلب بیان کر دینا کافی ہے ؟ کوئی بھی صاحب علم اور باشعور انسان اس کا جواب بلا تاخیر نفی میں ہی دے گا کیوں کہ اگر زبان کا تلفظ بگڑا ہوا ہو تو وہ کانوں کو بھلی معلوم نہیں ہوتی۔ اس لیے زبان بولنے والے کا لہجہ اور تلفظ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اگر لہجہ بے اثر اور تلفظ بے ڈھب ہے تو سامع ہرگز متاثر نہیں ہو گا۔ ہمارے یہاں تلفظ کو پس پشت ڈال کر صحت املا پر زور دینے کا رجحان غالب رہا ہے۔ حالاں کہ املا تلفظ کے بعد کی چیز ہے۔ لسانیات کے مطابق املا کا تعلق بولے جانے سے ہے۔ جیسا کوئی لفظ بولا جاتا ہے ویسا ہی لکھا جاتا ہے۔ اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ تلفظ پر توجہ دینے سے املا کے بہت سے مسائل کا حل ممکن ہے تو غلط نہ ہو گا۔ اردو زبان کو درپیش مسائل کی فہرست میں تلفظ کے مسئلے کو ان مسائل میں رکھا جا سکتا ہے جو توجہ کے طالب ہیں۔ گزرتے وقت کے ساتھ اردو زبان کے تلفظ اور اس کی ادائیگی سے بے اعتنائی کا چلن عام ہو چکا ہے۔

اردو کے معیاری تلفظ کی بات کی جائے تو معاملہ گھمبیر نظر آتا ہے۔ اگرچہ اردو لغات میں تلفظ بتانے کی کوشش تو کی گئی ہے لیکن تلفظ کے اندراجات تسلی بخش نہیں۔ خود ماہرین لغات کے مابین تلفظ کے سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس مسئلے کو اہم جانتے ہوئے شان الحق حقی نے عملی قدم فرہنگ تلفظ کی صورت میں اٹھایا، جس کی حمایت کرتے ہوئے منصف سحاب خان نے فرہنگ تلفظ کو الفاظ و معانی کا خزانہ قرار دیا ہے کہ یہ اپنے اندر علم نباتات، علم حیوانات اور علم عمرانیات (Sociology) کی اصطلاحات اور دین و مذہب کے حوالے سے بھی معلومات سموئے ہوئے ہے۔ [۴۱]

اس میں کوئی شک نہیں کہ شان الحق حقی نے اس فرہنگ کی تیاری میں تحقیق اور محنت سے کام لیا ہو گا۔ فرہنگ تلفظ پر چند ایک تنقیدی اور تعارفی نوعیت کے مضامین لکھے گئے ہیں [۴۲] جن میں پہلا مضمون سید رضوان علی ندوی نے "فرہنگ تلفظ: ایک تنقیدی جائزہ" کے عنوان سے کتابچے کی صورت میں شائع کیا جس کے درست سنہ اشاعت کے حوالے سے کوئی شہادت راقمہ کو نہیں ملی تاہم یہ مضمون "فرہنگ تلفظ: ایک تنقیدی جائزہ" کے عنوان سے اخبار اردو میں نومبر ۲۰۰۱ء کے شمارے میں شائع ہوا۔

اس مضمون کو ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے بھی اپنی مرتبہ کتاب اردو لغت نویسی تاریخ مسائل و مباحث میں شائع کیا جس کے ساتھ جناب شان الحق حقی کا مدیر اردو کے نام خط (جسے مخزن میں مرتب کا موقف کہا گیا ہے) شامل ہے۔فرہنگ تلفظ پر لکھے گئے تنقیدی مضامین میں یہ اب تک کا طویل اور جامع مضمون ہے۔سید رضوان علی ندوی لکھتے ہیں کہ:

> حقی صاحب نے ایک بہت ضروری علمی کام انجام دیا ہے۔کیوں کہ اکثر میں لوگوں سے بہت سے الفاظ کا غلط تلفظ سن کر افسوس کرتا تھا۔اب خیال ہوا کہ لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی، لیکن کتاب کی پہلی فرصت میں ورق گردانی سے بڑی مایوسی ہوئی مزید الفاظ کا تلفظ اور معانی دیکھے تو یہ مایوسی بڑھتی گئی مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کتاب میں زبان کی ضرر رسانی کا پہلو بھی کافی ہے۔[۴۳]

سید رضوان علی ندوی کے بیان کردہ ضرر رسانی کے یہ پہلو نکات کی صورت میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں:

۱۔ مرتب نے اپنے مآخذ کا ذکر نہیں کیا۔

۲۔ بعض ایسے عربی الفاظ کا اندراج کیا گیا ہے، جو اردو کی دوسری لغات تو کیا خود عربی لغات میں موجود نہیں۔

۳۔ فرہنگ میں عربی جمع مکسر کے بیس (۲۰) اوزان کا اندراج کیا گیا ہے، جب کہ کئی دیگر اوزان بھی اردو میں معروف و مستعمل ہیں۔

۴۔ فرہنگ میں درج عربی الفاظ کی اغلاط اور تسامحات کی نشان دہی تلفظ، املا اور معنی کے حوالے سے کی گئی ہے۔

بلاشبہ یہ تنقیدی مضمون فرہنگ پر لکھے گئے تنقیدی مضامین میں اولیت رکھتا ہے لیکن یہ تنقید بالخصوص عربی الفاظ کے حوالے سے ہے، جب کہ اردو زبان نے بہت سی دوسری زبانوں سے بھی الفاظ اخذ کیے ہیں اس لیے اسے فرہنگ کے ایک چوتھائی حصے کی تنقید کہا جاسکتا ہے۔فرہنگ تلفظ (نستعلیق ایڈیشن) میں بہت سی نشان زدہ اغلاط کی تصحیح کی گئی ہے۔مثال کے طور پر سید رضوان علی ندوی نے "تبطق" کے لفظ پر غیر عربی ہونے کے ساتھ اس کے معنی کے غلط ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔اسی کے پیشِ نظر اس لفظ کو فرہنگ سے خارج کر دیا گیا ہے۔اسی طرح "جُمادی الاول" اور "جمادی الآخر" تلفظ اور املا دونوں اعتبار سے غلط قرار دیے گئے جس کی تصحیح کر دی گئی۔مگر ایسا ہرگز نہیں کہ رضوان علی ندوی کی تمام سفارشات کو قبول کیا گیا ہے بلکہ بعض نشان زدہ تسامحات کو جوں کا توں برقرار رکھا گیا ہے۔مثال کے طور پر لفظ "رِعایا" کا تلفظ 'ر' پر فتحہ کے ساتھ کرنے کی تلقین کی گئی ہے جب کہ فرہنگ میں "رِعایا" کا تلفظ 'ر' پر کسرہ کے ساتھ تصرف شدہ لفظ کی صورت میں درج ہے اور آخر میں اصل تلفظ "رَعایا"، 'ر' پر فتحہ کے ساتھ

بھی درج کیا گیا ہے۔ اسی طرح "حَسن" کی جمع حَسانات کے بجائے "حِسان" اور "حصیر" کی جمع حُصُر کرنے کی تجویز کو بھی قبول نہیں کیا گیا۔

سید رضوان علی ندوی کی اس تنقید کو شان الحق حقی نے خندہ پیشانی سے قبول کیا اور اس کا جواب "فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات" کے عنوان سے لکھا۔ [۴۴] اس میں وہ خط جو شان الحق حقی نے سید رضوان علی ندوی کو لکھا تھا، مضمون کا حصہ بنایا گیا ہے، جس میں اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ اخبار اردو میں اس خط کی تاریخ ۲۷ مئی ۲۰۰۱ء جب کہ ڈاکٹر رؤف پاریکھ کی مرتب کردہ کتاب اردو لغت نویسی تاریخ ،مسائل و مباحث میں ۷ مئی ۲۰۰۱ء لکھی گئی ہے۔ ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے یہ خط اخبار اردو سے لیا ہے اس لیے ۲۷ مئی اصل تاریخ ہے۔

شان الحق حقی نے اس خط میں "انفراغ"، "انفراق"، "انغماد" اور "انفائیت" کی سند فراہم کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ یہ ان کے اختراعی الفاظ نہیں۔ اس کے ساتھ اس بات پر بھی توجہ دلائی ہے کہ اردو نے بہت سی دوسری زبانوں کے الفاظ اپنے مزاج کے مطابق قبول کیے ہیں لیکن عربی سے مذہبی عقیدت کی بنا پر اگرچہ ان الفاظ کو اصل سے قریب رکھنے کا جذبہ ہمیشہ قائم رہا ہے پھر بھی بہت سے الفاظ کا تلفظ اور معنی بدلے ہیں۔ خط کے آخر میں وہ غلطی سرزد ہونے کے قائل بھی نظر آتے ہیں جو کہ انسانی صفت ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> میرے سپرد کسی خوش گمانی کی بنا پر از راہ عنایت ایک کام کیا گیا تھا، جسے میں نے حسبِ توفیق انجام دینے کی کوشش کی۔ جو سہواً واقع ہوئے انھیں سر جھکا کر قبول کرتا ہوں۔ کوئی اور بات آپ کی نظر میں آئے تو از راہ کرم مجھے مطلع فرمائیں تا کہ اگلے ایڈیشن میں اصلاح کی جا سکے۔ [۴۵]

شان الحق حقی نے مزید نکات یاد آنے پر ان کی بھی صراحت کی ہے، جسے یہاں اختصار کی غرض سے پیش نہیں کیا گیا۔

فرہنگ تلفظ پر اس کے بعد جتنے مضمون اب تک لکھے گئے ہیں۔ ان کی نوعیت تعارفی ہے۔ سید محسن علی عابدی نے اپنا پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ "پاکستان میں اردو لغت نویسی تجزیاتی مطالعہ" کے عنوان سے ۲۰۱۶ء میں علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد سے مکمل کیا۔ اس مقالے کا باب چہارم "اردو لغت نویسی میں پاکستانی اداروں کی خدمات" کے نام سے ہے جس میں مقتدرہ قومی زبان (موجودہ ادارہ فروغ قومی زبان) کی شائع کردہ لغات کا ذکر کرتے ہوئے فرہنگ تلفظ پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں فرہنگ تلفظ کے کل صفحات اور طبع چہارم ۲۰۱۲ء تک کی اشاعتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ محسن علی عابدی نے اس کی نوعیت اور جامعیت کی بنا پر اسے مکمل لغت قرار

دیا ہے جب کہ یہ فرہنگ ہے[۴۶] نیز فرہنگ کی مختلف اشاعتوں کے پیش لفظ اور سید رضوان علی ندوی کے تنقیدی مضمون اور اس کے جواب میں لکھے گئے مراسلے کا ذکر کرتے ہوئے اقتباسات نقل کیے ہیں۔

ایم ڈی فرحان شاہ نے اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ "شان الحق حقی کی علمی و ادبی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ" کے عنوان سے ۲۰۱۸ء میں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے مکمل کیا۔ اس مقالے کے آخری باب میں شان الحق حقی کی لغت نویسی کو موضوع بنایا گیا ہے جس میں اول فرہنگ تلفظ اور دوم اوکسفرڈ انگلش اردو ڈکشنری کا تعارف کرواتے ہوئے ان کی اہمیت و انفرادیت پر بحث کی گئی ہے۔[۴۷]

ڈاکٹر رؤف پاریکھ کا مضمون "مسائل تلفظ، فرہنگ تلفظ اور صوتیات" کے عنوان سے ہے۔[۴۸] اس مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں بتایا گیا ہے کہ اردو میں تلفظ کے حوالے سے خصوصی لغات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ تلفظ کے اظہار کے لیے رائج ملفوظی، مکتوبی، مساوی الاعراب اور اعراب بالحروف کے طریقے کی وضاحت کرنے کے بعد اردو لغات میں تلفظ کے اندراج کے لیے اختیار کردہ طریقوں پر بات کی گئی ہے۔ دوسرے حصے میں تلفظ صوتیات اور آئی۔پی۔اے کی سرخی کے ذیل میں انگریزی میں رائج جدید طریقۂ تلفظ، جسے بین الاقوامی صوتیاتی ابجد (International Phonetic Alphabets) کہا جاتا ہے کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے انگریزی میں تلفظ کے حوالے سے ڈینیل جونز کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے انگریزی کے معیاری تلفظ کو سراہا ہے اور اردو میں اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے معیاری تلفظ کے قیام کے لیے چار نکات پر مشتمل ہدایات دی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ دخیل الفاظ میں اصل کے بجائے تصرف شدہ (رائج تلفظ) کو ترجیح دی جائے۔

۲۔ عربی، فارسی اور دیگر زبانوں کے جو الفاظ اردو میں شامل ہو کر تلفظ بدل چکے ہیں انھیں دونوں طرح درست مانا جائے۔

۳۔ عربی کے وہ الفاظ جن میں زیر اور زبر کے فرق سے فاعل اور مفعول تبدیل ہونے کا اندیشہ ہو وہاں عربی قواعد کی پابندی ضروری ہے۔

۴۔ جن الفاظ میں تلفظ کا اختلاف ہو لغت میں اس اختلاف کی وضاحت کر دی جائے۔

مضمون کے تیسرے حصے میں فرہنگ تلفظ کا جامع تعارف پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اس فرہنگ کو اردو کی پہلی یک جلدی تلفظ بتانے والی فرہنگ قرار دیا ہے۔ فرہنگ میں تلفظ کی وضاحت کے لیے استعمال ہونے والی علامات کی وضاحت کی ہے۔ اس فرہنگ کی اشاعتوں کا تعارف کروانے کے بعد اب تک کی آخری اشاعت

(۲۰۱۷ء) میں شان الحق حقی کی وضع کردہ ن غنہ کے لیے الٹے جزم اور مجہول اعراب (مثلاً ضمہ مجہول کے لیے الٹا پیش) کی علامات کی بحالی کی درخواست کی ہے تا کہ فرہنگ تلفظ کی امتیازی خصوصیت بر قرار رکھی جا سکے۔

ڈاکٹر عابدہ بتول نے اپنی کتاب اردو لغت نویسی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کا باب پنجم ۱۹۴۷ء کے بعد لغت نویسی کے عنوان سے لکھا، جس میں فرہنگ تلفظ کا مختصراً تعارف پیش کیا ہے۔ اس میں انھوں نے فرہنگ کا سنہ اشاعت ۱۹۹۱ء لکھا ہے جو درست نہیں۔ انھوں نے حقی صاحب کی مرتبہ فرہنگ کو سراہا ہے۔ وہ فرہنگ تلفظ کو لغتِ تلفظ کہنے پر اصرار کرتی ہیں۔ فرہنگ میں تلفظ کا اندراج اردو لغت کے نہج پر کیا گیا ہے۔[۴۹]

ڈاکٹر بی بی امینہ نے اپنی کتاب اردو لغت تحقیقی و تنقیدی مطالعہ میں فرہنگ تلفظ کا مختصر تعارف پیش کیا ہے جس میں انھوں نے فرہنگ کے سنہ اشاعت، مقاصد اور اُن خصائص کو بیان کیا ہے جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔[۵۰]

ڈاکٹر عرفان شاہ کی کتاب نابغہ لسان و ادب محمد شان الحق حقی دہلوی کا ساتواں باب لغت نگاری کے عنوان سے ہے، جس میں انھوں نے لغت نگاری کے حوالے سے شان الحق حقی کی خدمات کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے ان کی لغت نگاری کا فنی اور تحقیقی مطالعہ پیش کیا ہے۔[۵۱]

ان مضامین کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے سید رضوان علی ندوی کے علاوہ کسی دوسرے مضمون میں اس فرہنگ پر تنقید نہیں کی گئی۔ رضوان صاحب نے جن اغلاط کی نشان دہی کی ہے ان میں سے بھی بعض کی اصلاح بعد کی اشاعتوں میں کی گئی ہے اس لیے اس فرہنگ کی ضرورت اور اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ فرہنگ اب تک کی پہلی تلفظ بتانے والی فرہنگ ہونے کے ساتھ تلفظ کے اعتبار سے مستند فرہنگ گردانی جائے جس کے لیے اس فرہنگ پر تحقیقی و تنقیدی نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح صارفین کے لیے فرہنگ سے استفادے کی بہتر صورت پیدا ہو سکے گی۔ تاہم اس کی نئی اشاعت کے حوالے سے راقمہ کی ایک سفارش ہے کہ فرہنگ کا نام "نستعلیق ایڈیشن" کے بجائے نستعلیق اشاعت ہونا چاہیے کیوں کہ اردو میں "ایڈیشن" کے لیے "اشاعت" کا متبادل موجود ہے۔[۵۲]

حوالہ جات و حواشی

١۔ مولوی عبد الحق، لغت کبیر (کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۷ء)، ص ۱۱۔

۲۔ جمیل جالبی، قومی انگریزی اردو لغت (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۸ء)، ص ۴۶۹۔

۳۔ بی بی امینہ، اردو لغت (تاریخی اصول پر) تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۹ء)، ص ۱۹۔۲۰۔

۴۔ شاہینہ تبسم، فرہنگ کلام میر: مع تنقیدی مقدمہ (دہلی: عزیز پرنٹنگ پریس، ۱۹۹۳ء)، ص ۱۵۔
ڈاکٹر غلام عباس نے اپنے مقالے " ادبی فرہنگ نویسی بنیادی نکات" کے حواشی میں اس کا سنہ اشاعت ۱۹۸۳ء لکھا ہے جب کہ ڈاکٹر اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے مقالے "فرہنگ سازی اور اردو کے کلاسیکی شعرا کے فرہنگ" میں اس کا سنہ اشاعت ۱۹۹۳ء لکھا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
غلام عباس، "ادبی فرہنگ نویسی ۔۔۔ بنیادی نکات" مشمولہ تحقیقی زاویے، ش ۷ (جنوری تا جون ۲۰۱۶ء): ص ۱۳۷۔
اورنگ زیب عالمگیر، "فرہنگ سازی اور اردو کے کلاسیکی شعرا کے فرہنگ" مشمولہ اورینٹل کالج میگزین ج ۸۳ (۲۰۰۸): ص ۲۰۰۔
ڈاکٹر شاہینہ تبسم نے اس مقدمے کو بعد ازاں اپنی کتاب شعر و ادب کے باب میں "اردو میں لغت نگاری اور فرہنگ نویسی کے "عنوان سے شائع کیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
شاہینہ تبسم، شعر و ادب کے باب میں (دہلی: کاک آفیسٹ پرنٹرس، ۲۰۰۸ء)، ص ۷۔۱۳۔

۵۔ غلام عباس، "ادبی فرہنگ نویسی ۔۔۔ بنیادی نکات" مشمولہ تحقیقی زاویے، ش ۷ (جنوری تا جون ۲۰۱۶ء): ص ۱۳۲۔

۶۔ اورنگ زیب عالمگیر، "فرہنگ سازی اور اردو کے کلاسیکی شعرا کے فرہنگ" مشمولہ اورینٹل کالج میگزین ج ۸۳، ش ۴ (۲۰۰۸ء): ص ۲۰۰۔

۷۔ رؤف پاریکھ، اردو میں لسانی تحقیق و تدوین گزشتہ چند عشروں میں (کراچی: اردو بازار، ۲۰۱۳ء)، ص ۶۵۔

۸۔ ذکاءالدین شایان، اٹھارویں صدی کی اردو شاعری کی فرہنگ(علی گڑھ:لیتھ کلر پرنٹرز،۱۹۸۹ء)،ص۲۹۔

۹۔ شاہینہ تبسم،فرہنگ کلام میرمع تنقیدی مقدمہ(دہلی:عزیز پرنٹنگ پریس،۱۹۹۳ء)،ص۱۵۔
ڈاکٹر شاہینہ تبسم نے اس مقدمے کو بعدازاں اپنی کتاب شعر و ادب کے باب میں "اردو میں لغت نگاری اور فرہنگ نویسی کے "عنوان سے شائع کیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
شاہینہ تبسم،شعر و ادب کے باب میں(دہلی:کاک آفیسٹ پرنٹرس،۲۰۰۸ء)،ص۷۔۱۳۔

۱۰۔ ضیاالدین انصاری، "اردو فرہنگ نویسی کا تحقیقی جائزہ" مرتبہ رؤف پاریکھ،لغت نویسی اور لغات روایت اور تجزیہ(کراچی: فضلی سنز،۲۰۱۵ء)،ص۲۰۔

۱۱۔ غلام عباس، "ادبی فرہنگ نویسی۔۔۔بنیادی نکات" مشمولہ تحقیقی زاویے،ش۷(جنوری تاجون ۲۰۱۶ء):ص۱۳۲۔

۱۲۔ رؤف پاریکھ،لغات اور فرہنگیں(کراچی: سٹی بک پوائنٹ،۲۰۲۱ء)،ص۹۔
ڈاکٹر رؤف پاریکھ کا مضمون "فرہنگیں اور اردو میں ادبی متون کی فرہنگیں:اصول و مباحث" ان کی کتاب لغات اور فرہنگیں سے قبل رسالہ تحقیق میں شائع ہوا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:
رؤف پاریکھ ،"فرہنگیں اور اردو میں ادبی متون کی فرہنگیں :اصول و مباحث" مشمولہ تحقیق،ش۳۶ (جولائی تا دسمبر۲۰۱۸ء):ص۱۴۶۔۱۶۰۔

۱۳۔ ہشام السعید، "اردو فرہنگ نگاری تشکیل و تحقیق:ایک جائزہ" مشمولہ تحقیق ش۳۱(جنوری تا جون،۲۰۱۶ء):ص۱۵۷۔

۱۴۔ ضیاء الدین انصاری، "اردو فرہنگ نویسی کا تحقیقی جائزہ" مرتبہ رؤف پاریکھ،لغت نویسی اور لغات روایت اور تجزیہ(کراچی: فضلی سنز،۲۰۱۵ء)،ص۴۲۔

۱۵۔ غلام عباس، "ادبی فرہنگ نویسی ۔۔۔بنیادی نکات "مشمولہ تحقیقی زاویے ،ش۷(جنوری تا جون ۲۰۱۶ء):ص۱۳۳۔

۱۶۔ عبد الرشید، "متن اساس فرہنگیں :مسائل و صورت حال "مشمولہ اردو لغات اصول اور تنقید مرتبہ ،رؤف پاریکھ(کراچی: فضلی سنز،۲۰۱۴ء)،ص
اس سے قبل یہ مضمون تدریس نامہ میں شائع ہوا۔ دیکھیے:

عبدالرشید، "متن اساس فرہنگیں: مسائل و صورت حال" مشمولہ تدریس نامہ ش ا(جولائی تا دسمبر، ۲۰۰۹): ص ۱۳۸۔

۱۷۔ بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی میں تحقیقی سطح پر ۲۰۰۰ء کے بعد اب تک جو فرہنگیں مرتب ہوئی ہیں ان میں فرہنگ کلیات ذوق دہلوی، فرہنگ کلیات منیر نیازی، فرہنگ کلیات مصحفی، فرہنگ کلیات ولی دکنی ، ترتیب و تحقیق فرہنگ، کلیات شاہ نصیر، محمد سخاوت مرزا: اہم مقالات کی تدوین انار کلی کا لسانی تجزیہ اور فرہنگ، فرہنگ کلیات پریم چند، ترتیب و تحقیق فرہنگ: تخلیقات قراۃ العین حیدر، ترتیب و تحقیق فرہنگ دیوان درد، فرہنگ ہوبسن جوبسن اردو ترجمہ مع حواشی و تعلیقات سی اور ڈی کے اندراجات، فرہنگ ہوبسن جوبسن اردو ترجمہ مع حواشی و تعلیقات ای تا ایل کے اندراجات، فرہنگ ہوبسن جوبسن اردو ترجمہ مع حواشی و تعلیقات آر تا زیڈ کے اندراجات شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

نایاب طاہر، فرہنگ کلیات ذوق دہلوی (مقالہ برائے ایم ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، ۲۰۰۷ء)۔

نوشین نصر اللہ، فرہنگ کلیات منیر نیازی (مقالہ برائے ایم ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، ۲۰۰۸ء)۔

سلیمان، فرہنگ کلیات مصحفی (مقالہ برائے ایم ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، ۲۰۰۸ء)۔

عبدالغفار شاہین، فرہنگ کلیات ولی دکنی (مقالہ برائے ایم ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، ۲۰۰۸ء)۔

عتیق الرحمٰن، ترتیب و تحقیق فرہنگ، کلیات شاہ نصیر (مقالہ برائے ایم ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، ۲۰۰۸ء)۔

روبینہ تبسم، محمد سخاوت مرزا: اہم مقالات کی تدوین انار کلی کا لسانی تجزیہ اور فرہنگ (مقالہ برائے ایم ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، ۲۰۰۹ء)۔

عبدالکریم، فرہنگ کلیات پریم چند (مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، ۲۰۰۹ء)۔

فاروق ارشد، ترتیب و تحقیق فرہنگ:تخلیقات قراۃ العین حیدر (مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی،۲۰۰۹ء)۔

محمد ریاض، ترتیب و تحقیق فرہنگ دیوان درد (مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی،۲۰۰۹ء)۔

نورین اختر، فرہنگ ہوبسن جوبسن اردو ترجمہ مع حواشی و تعلیقات سی اور ڈی کے اندراجات(مقالہ برائے ایم ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی،۲۰۱۳ء)۔

ماریہ نواز، فرہنگ ہوبسن جوبسن اردو ترجمہ مع حواشی و تعلیقات ای تا ایل کے اندراجات(مقالہ برائے ایم ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی،۲۰۱۳ء)۔

عظمیٰ جبین، فرہنگ ہوبسن جوبسن اردو ترجمہ مع حواشی و تعلیقات آر تا زیڈ کے اندراجات(مقالہ برائے ایم ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی،۲۰۱۳ء)۔

۱۸۔ اردو میں اصطلاحات کی فرہنگوں کا تفصیل سے ذکر ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اپنی کتاب اردو میں لسانی تحقیق و تدوین گزشتہ چند عشروں میں کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

رؤف پاریکھ، اردو میں لسانی تحقیق و تدوین گزشتہ چند عشروں میں (کراچی:اردو بازار،۲۰۱۳ء)،ص۶۰۔۷۰۔

۱۹۔ رؤف پاریکھ،اردو میں لسانی تحقیق و تدوین گزشتہ چند عشروں میں(کراچی: اردو بازار،۲۰۱۳ء)،ص۶۱۔

۲۰۔ ڈاکٹر عرفان شاہ کے نزدیک فرہنگ تلفظ کا نام شان الحق حقی نے لغاتِ تلفظ، قاموس اردو با تلفظ رکھا تھا۔اصل مسودے پر بھی یہی لکھا ہے،جو مقتدرہ(ادارہ فروغ قومی زبان) کے ریکاڈ میں محفوظ ہے۔اس نام کو آسان کرنے کی غرض سے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی نے اس کا نام فرہنگ تلفظ تجویز کیا ملاحظہ کیجیے:

عرفان شاہ،نابغہ لسان و ادب محمد شان الحق حقی(کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۲۱ء)،ص۳۷۔۴۷۔

۲۱۔ عابدہ بتول،اردو لغت نویسی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (لاہور: مکتبہ اخوت،۲۰۱۹ء)، ص۱۲۹۔

۲۲۔ عابدہ بتول، اردو لغت نویسی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (لاہور:مکتبہ اخوت،۲۰۱۹ء)، ص۲۳۔

۲۳۔ رؤف پاریکھ،لغات اور فرہنگیں(کراچی: سٹی بک پوائنٹ،۲۰۲۱ء)، ص۱۳۔
خصوصی لغت کو ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اپنے مضمون، "خصوصی لغت نویسی اور اردو کی چند نادر اور کمیاب خصوصی لغات" میں بھی بیان کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے
رؤف پاریکھ ،"خصوصی لغت نویسی اور اردو کی چند نادر اور کمیاب خصوصی لغات "مشمولہ تعبیر ش ا(جنوری تا جون ۲۰۱۵ء):ص۸۹۔۹۰۔

۲۴۔ شان الحق حقی اردو زبان و ادب و ادب میں ایک ایسا نام ہے جو کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اپنی علمی و ادبی جہات میں وہ منفرد ہیں۔ اسی کے پیشِ نظر ان پر کئی ایک مقالات لکھے گئے ہیں، جن میں ان کی سوانح، ادبی اور علمی جہات پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ راقمہ نے یہاں ان کی ذاتی زندگی اور دیگر علمی جہات سے صرف نظر کرتے ہوئے موضوع کی جانب اپنی توجہ مبذول رکھی ہے تاہم ان کی ذاتی زندگی اور علمی ادبی جہتوں سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے دیکھیے:
شان الحق حقی،افسانہ در افسانہ(لاہور: فیروز سنز۲۰۱۶ء)۔
حقی صاحب کی خود نوشت اس سے پہلے ماہنامہ افکار کراچی میں قسط وار شائع ہو چکی ہے۔
محمد اجمل ندیم،شان الحق حقی بہ حیثیت شاعر (مقالہ برائے ایم اے اردو، اورینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی ۱۹۹۳ء)۔
سارہ خالد،شان الحق حقی کی ادبی خدمات افسانہ شاعری اور تراجم کے تناظر میں(مقالہ برائے ایم فل، جی سی یونی ورسٹی،۲۰۰۵ء)۔
حافظ صفوان محمد چوہان، "دلی کی آخری شمع۔ ش ح ح"مشمولہ جرنل آف ریسرچ ج اش ۱۰(جون تا دسمبر ۲۰۰۶ء)۔
شان الحق حقی ، "میرے محسن میرے مربی"مشمولہ اخبار اردو، ج ۲۵، ش۰۶(جون ۲۰۰۸ء)، ص۳۷۔
سیدہ وردہ زہرا،شان الحق حقی کی افسانہ نگاری شاخسانے کے حوالے سے (مقالہ برائے ایم فل، نمل یونی ورسٹی، ۲۰۱۳ء)۔
منصف سحاب خان، شان الحق حقی بہ حیثیت لغت نویس مشمولہ ادراک ش۳(جنوری تا جون ۲۰۱۵ء)۔

ایم ڈی فرحان،شان الحق حقی کی علمی و ادبی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ(مقالہ برائے پی ایچ ڈی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی،۲۰۱۸ء)۔
عرفان شاہ، نابغہ لسان و ادب محمد شان الحق حقی(کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان،۲۰۲۱ء)

۲۵۔ شان الحق حقی،"فرہنگ تلفظ کی بابت چند معروضات وتصریحات "مشمولہ اخبار اردو اسلام آباد (جولائی ۲۰۰۴ء)، ص ۵۵۔۵۶۔

۲۶۔ رؤف پاریکھ،لغات اور فرہنگیں(کراچی: سٹی بک پوائنٹ،۲۰۲۱ء)، ص ۱۲۲۔
ڈاکٹر رؤف پاریکھ کا یہ مضمون لغات اور فرہنگیں میں شامل ہے۔اس سے قبل یہ مضمون ماہ نامہ قومی زبان میں شائع ہو چکا ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے
رؤف پاریکھ،"مسائل تلفظ ،فرہنگ تلفظ اور صوتیات"مشمولہ قومی زبان (ماہ نامہ ،ستمبر ۲۰۱۹ء): ص ۷۱۔۸۶۔

۲۷۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵ء)، ص پیش لفظ۔

۲۸۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۲۰۰۲ء)، ص پیش لفظ۔

۲۹۔ رؤف پاریکھ،لغات اور فرہنگیں(کراچی: سٹی بک پوائنٹ،۲۰۲۱ء)، ص ۱۲۲۔

۳۰۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان۲۰۱۷ء)، ص پیش گفتار

۳۱۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص X۔

۳۲۔ اعراب مکتوبی وملفوظی کا یہ ضابطہ اس سے قبل اردو نامہ اور اخبار اردو میں شائع ہوا۔تفصیل کے لیے دیکھیے:
شان الحق حقی، اعراب ملفوظی کا ضابطہ مشمولہ اردو نامہ(جولائی ۱۹۷۳ء)، ص ۰۵۔
شان الحق حقی،اعراب مکتوبی و ملفوظی کا ضابطہ مشمولہ اخبار اردو ج۰۶،ش۱۰(اکتوبر ۱۹۸۹ء)، ص ۲۵۔

۳۳۔ رؤف پاریکھ،لغات اور فرہنگیں(کراچی: سٹی بک پوائنٹ،۲۰۲۱ء)، ص ۱۲۳۔

۳۴۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵ء)، ص ۹۵۲۔

۳۵۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد: ادارہ فروغِ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص ۴۳۸۔

۳۶۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان۲۰۱۷ء)، ص ۱۳۔

۳۷۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان۲۰۱۷ء)، ص ۱۲۴۔۱۲۵۔

۳۸۔ راقمہ کا یہ تخمینہ کسی حد تک درست معلوم ہوتا ہے کیوں کہ اس حوالے سے مشفق خواجہ لکھتے ہیں کہ یہ فرہنگ لغت نویسی میں شان الحق حقی کا دوسرا کارنامہ ہے جس میں تیس ہزار کے قریب بنیادی الفاظ کا تلفظ معانی کے ساتھ درج ہے۔ اس کی تائید ایم ڈی فرحان نے بھی اپنے مقالے میں کی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

شان الحق حقی، لسانی مسائل و لطائف (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۲۱ء)، ص ۰۵۔

ایم ڈی فرحان، شان الحق حقی کی علمی و ادبی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (مقالہ برائے پی ایچ ڈی، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی ۲۰۱۸ء)، ص ۲۸۶۔

۳۹۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۴۰۔

۴۰۔ منصف سحاب خان، "شان الحق حقی بہ حیثیت لغت نویس" مشمولہ ادراک، ش ۳ (جنوری تا جون ۲۰۱۵ء): ص ۴۳۔

۴۱۔ منصف سحاب خان، "شان الحق حقی بہ حیثیت لغت نویس" مشمولہ ادراک، ش ۳ (جنوری تا جون ۲۰۱۵ء)، ص ۴۳۔

۴۲۔ سید رضوان علی ندوی، فرہنگ تلفظ۔۔۔ایک تنقیدی جائزہ مشمولہ اخبار اردو جلد ۱۷، ش ۱۱ (نومبر ۲۰۰۱ء)، ص ۲۵۔

اخبار اردو میں اس مضمون کی اشاعت کا ذکر شان الحق حقی نے بھی اپنے مضمون میں کیا ہے لیکن ان کے نزدیک کتابچہ پہلے اور اخبار اردو میں اس کی اشاعت بعد میں ہوئی۔

شان الحق حقی، "فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات" مشمولہ اخبار اردو جلد ۲۰ ش ۰۷ (جولائی ۲۰۰۴ء)، ص ۵۶۔

سید رضوان علی ندوی کا یہ مضمون مخزن ۲۰۰۳ء کے شمارہ مسلسل ۶، جلد ۳ اور شمارہ ۲ میں حصہ لسانیات میں شائع ہوا جس کے ساتھ ہی فرہنگ تلفظ (مرتب کا موقف) کے نام سے ایک خط موجود ہے۔

۴۳۔ رؤف پاریکھ، اردو لغت نویسی تاریخ مسائل و مباحث (کراچی: فضلی سنز، ۲۰۱۷ء)، ص ۷۶۴۔

۴۴۔ شان الحق حقی، "فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات" مشمولہ اخبار اردو جلد ۲۰ ش ۰۷ (جولائی ۲۰۰۴ء)، ص ۵۹۔

۴۵۔ شان الحق حقی ،"فرہنگ تلفظ کی بابت چند معروضات و تصریحات "مشمولہ اخبار اردو (جولائی۲۰۰۴ء)، ص۵۷

۴۶۔ اس بابت پچھلے صفحات پر بحث ہو چکی ہے کہ یہ فرہنگ ہے لغت نہیں۔

۴۷۔ ایم ڈی فرحان، "شان الحق حقی کی علمی وادبی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ "(مقالہ برائے پی ایچ ڈی علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی،۲۰۱۸ء)، ص۲۸۳۔

۴۸۔ یہ مضمون پہلے ماہ نامہ قومی زبان ستمبر۲۰۱۹ء میں اور پھر ان کی مرتبہ کتاب لغات اور فرہنگیں (۲۰۲۱ء) میں شائع ہوا۔ ملاحظہ کیجیے:

رؤف پاریکھ، "مسائل تلفظ، فرہنگ تلفظ اور صوتیات "مشمولہ قومی زبان (ستمبر۲۰۱۹ء)، ص۷۱۔

رؤف پاریکھ ،لغات اور فرہنگیں (کراچی: سٹی بک پوائنٹ،۲۰۲۱ء)، ص۱۰۳۔

رؤف پاریکھ نے فرہنگ تلفظ کا مختصر سا تعارف اپنی کتاب اردو میں لسانی تحقیق و تدوین گزشتہ چند عشروں میں بھی کیا ہے جس میں انھوں نے اسے اپنی نوعیت کی اولین کاوش قرار دیا ہے۔

رؤف پاریکھ ،اردو میں لسانی تحقیق و تدوین گزشتہ چند عشروں (کراچی اردو بازار،۲۰۱۳ء)، ص۴۶۔

۴۹۔ عابدہ بتول،اردو لغت نویسی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (لاہور: مکتبہ اخوت ۲۰۱۹ء)، ص۱۲۹۔

۵۰۔ بی بی امینہ، اردو لغت تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان،۲۰۱۹ء)، ص۶۲۔

۵۱۔ عرفان شاہ،نابغہ لسان و ادب محمد شان الحق حقی دہلوی (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان،۲۰۲۱ء)، ص۴۵۶۔

۵۲۔ شان الحق حقی کا اعراب مکتوبی و ملفوظی کا ضابطہ جسے فرہنگ تلفظ میں بھی شامل کیا گیا ہے اردو نامہ اور اخبار اردو میں شائع ہو چکا ہے اس سے قبل اردو نامہ میں یہ مضمون شائع ہو چکا ہے تفصیل کے لیے دیکھیے:

شان الحق حقی، اعراب مکتوبی اور ملفوظی کا ضابطہ مشمولہ اخبار اردو (اکتوبر۱۹۸۹ء)، ص۲۵۔

یہ مضمون اردو نامہ کراچی میں بھی شائع ہوا۔

شان الحق حقی، اعراب مکتوبی اور ملفوظی کا ضابطہ مشمولہ اردو نامہ (کراچی) جولائی ۱۹۷۳ء، ص۵۔

باب دوم:

ماہرین تلفظ کے جدید اُصول تلفظ بہ

حوالہ زبانِ اردو

باب دوم:

ماہرین تلفظ کے جدید اُصول تلفظ بہ حوالہ زبانِ اردو

حیات انسانی ہمہ وقت اُصولوں میں گھری نظر آتی ہے۔ہر شعبۂ ہائے زندگی میں یہ اُصول دیکھنے کو ملتے ہیں۔جن کا اطلاق زندگی میں نظم وضبط کے قیام کے لیے انفرادی، اجتماعی، ادارتی، معاشرتی اور معاشی سطح پر کیا جاتا ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ ان اُصولوں کی پیروری کیے بغیر آگے بڑھنا ممکن نہیں تو غلط نہ ہو گا۔جس طرح اُصول معاشرتی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اس طرح کیسے ممکن ہے کہ زبان جو معاشرتی روابط میں اہم کردار ادا کرتی ہے بغیر کسی اُصول کے لگے بندھے انداز میں چل سکے۔یوں کہ لیں کہ زبانوں کی موت کی ایک بڑی وجہ ان کا بے اُصول اور بے قاعدہ ہونا بھی ہے۔

زبان کی سطح پر یہ اُصول املائی، تلفظی، اشتقاقی، صرفی ونحوی اور قواعدی سطح پر جابجا دیکھنے کو ملتے ہیں۔دنیا کی ہر بڑی زبان ان تمام حوالوں سے اپنا قاعدہ رکھتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ لغت میں لغویوں کے اندراجات کے دوران ان تمام حوالوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔اردو کا شمار دنیا کی ان بڑی زبانوں میں ہوتا ہے، جن کی بین الاقوامی حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن بد قسمتی سے ہمارے یہاں ماہر لسانیات اردو املا، تلفظ بیاں اور دیگر اشتقاقی اور قواعدی مخمصوں میں الجھ کر رہ گئے ہیں، جس کی وجہ سے اردو زبان کی پیچیدگیوں اور مسائل میں اضافہ ہوا اور بہت سے اختلافی مباحث نے جنم لیا۔یہ تمام مسائل اردو زبان کی ترقی کے راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہیں۔اس کی بنیادی وجہ اردو زبان کی وسعت اور اس کا ہمہ گیر ہونا ہے۔اردو زبان میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ ہر زبان کو اس اپنائیت سے قبول کرتی ہے کہ یہ مستعار لغویے اوپرے محسوس نہیں ہوتے۔بسا اوقات لغویوں پر اس کا رنگ اس قدر غالب ہوتا ہے کہ تفریس وتعریب[1] کی طرح تارید[2] کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

اردو کی یہ خصوصیت جہاں اس کی اہمیت بڑھاتی ہے وہیں اس بنا پر املائی، تلفظی اور قواعدی حوالے سے اسے مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔اردو املا کے حوالے سے جابجا مباحث دیکھنے کو ملتے ہیں، جس کے نتائج کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب تک اردو زبان کے حروف تہجی پر ماہرین متفق نہیں ہو سکے۔

جدید املائی تصور کے مطابق لغویے کا املا ویسا ہونا چاہیے جیسا کہ وہ بولا جاتا ہے۔یہ الگ بات ہے کہ اس کا اطلاق زبان کے تمام لغویوں پر نہیں کیا جاسکتا۔یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ مکمل طور پر نہ سہی لیکن کسی حد تک

تلفظ کا دارومدار املا پر بھی ہوتا ہے اس لیے اگر تلفظ کے مسائل کو حل کیا جائے تو عین ممکن ہے کہ املا کے مسائل کا حل تلاش کرنے میں مدد مل سکے۔ڈاکٹر اشرف کمال لکھتے ہیں:

> زبان میں املا اور تلفظ کی یکسانیت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔زبان کی فصاحت اور بلاغت کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ کا تلفظ، املایعنی لکھائی کے مطابق ہوناچاہیے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ زبانوں میں املا اور تلفظ میں کئی جگہ اختلاف بھی پیدا ہو جاتا ہے۔یہ اختلاف اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ املا کے مسائل کے حوالے سے زبان میں الفاظ اور حروف کو درست کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔[۳]

اردو زبان میں تلفظ کے حوالے سے معاملات مزید پیچیدہ اور گھمبیر صورت اختیار کر جاتے ہیں۔تاہم ایسا بالکل نہیں کہ ماہرین نے اس حوالے سے اردو زبان کو نظر انداز کیا ہو۔اگرچہ انفرادی سطح پر کوششیں کی گئیں ہیں لیکن کوئی باقاعدہ اُصول قائم نہیں کیے گئے اور نہ ہی ایسا ممکن ہے کیوں کہ زبان تغیر پذیر ہے اور بدلتی رہتی ہے۔ قاعدوں کی سخت پابندی زبان کے ارتقا کو جمود کی جانب لے جاسکتی ہے۔اس حوالے سے وارث سرہندی لکھتے ہیں:

> زبان کسی خود ساختہ قاعدے کی پوری طرح پابند نہیں ہوتی اس لیے ہر زبان میں قاعدے سے استثنا کی مثالیں موجود ہیں اس کا نتیجہ ہے کے ماہرین زبان و قواعد رواج کو قیاس پر اور اہل زبان کے روزمرہ کو قاعدے پر ترجیح دینے پر مجبور ہیں۔۔۔۔قاعدوں کے بند باندھ کر زبان کے دھارے کو روکا نہیں جاسکتا۔میں سمجھتاہوں ایسی کوشش فطرت کے سخت خلاف ہے۔[۴]

اس بات سے قطع نظر اس بات کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ زبان کا معیار قائم رکھنا اور اُصول مقرر کرنا اپنی جگہ اہم بھی ہیں تاکہ زبان عامیانہ سطح سے بلند ہو۔اس حوالے سے صابر سنبھلی لکھتے ہیں کہ:

> تلفظ کے اصولوں پر ہمارے یہاں کتابوں کی بہت کمی ہے یا تو وہ لکھی ہی نہیں گئیں یا پھر ان کی خاطر خواہ اشاعت نہیں ہوئی۔اردو املا پر گوپی چند نارنگ اور جناب رشید حسن خان اور اُن سے پہلے بہت سے لوگوں نے توجہ سے کام کیا۔بلاشبہ یہ بھی وقت کی بڑی ضرورت اور زبان کی بڑی خدمت تھی، مگر تلفظ کی اہمیت بھی املا سے کم نہیں۔زندہ زبان کا مصرف بولنے میں زیادہ ہوتا ہے اور لکھنے میں کم، بلکہ زبان کا جو حصّہ لکھا جاتا ہے وہ بھی بولنے کے لیے ہوتا ہے اگر اس کو صحیح پڑھا نہ جائے تب بھی لکھنے کا مقصد صحیح طور پر پورا نہیں ہوتا۔[۵]

تلفظ کے بگاڑ کی ایک بڑی وجہ ہمارا تعلیمی نظام بھی ہے۔پچھلے کچھ عرصے میں ہمارے تعلیمی نظام پر انگریزی زبان نے ایسا تسلط جمایا کہ اردو زبان مغلوب ہو کر رہ گئی۔خوش آئند بات یہ ہے کہ اس بڑھتے غلبے کے پیشِ نظر

موجودہ حکومت نے عملی قدم اٹھاتے ہوئے ملک بھر میں نہ صرف یکساں قومی نصاب متعارف کیا بلکہ اردو کی درسی کتابوں میں اختلافی تلفظ والے لغویوں کا اندراج مع تلفظ کیا گیا ہے تا کہ اردو تلفظ کے حوالے سے معیار قائم ہو سکے۔

اردو زبان کے درست تلفظ کے فروغ کے لیے جن ماہرین نے کوششیں کیں ان میں صحت تلفظ(س-ن)از م۔ب۔کیف عرفانی،اصلاحِ تلفظ(۱۹۴۱ء)از مولانا ابوالخیر صدیقی،حُسنِ تلفظ(۱۹۷۲ء)از ممتاز احمد عباسی،یہ مسائل تلفظ(۱۹۷۵ء)از ادریس صدیقی،زبان و قواعد(۱۹۷۶ء)از رشید حسن خان،صحت الفاظ(۱۹۷۷ء)از سید بدرالحسن ،اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ(۱۹۷۹ء)از قیوم ملک ،زبان و لغت(۱۹۸۳ء)از ابو محمد سحر،شعار زبان دانی(۱۹۹۸ء)از صابر سنبھلی،اصلاح تلفظ و املا(۲۰۰۱ء)از طالب الہاشمی،آئینہ تلفظ(۲۰۰۵ء)از حفیظ رحمانی،سیاحت لفظی(۲۰۰۷ء)،چند الفاظ کی تحقیق و تلفظ(۲۰۱۰ء)از ممتاز احمد ڈاہر،انشا اور تلفظ(۲۰۱۱ء)از رشید حسن خان،اردو تحریر ،تلفظ اور قواعد(۲۰۱۴ء)از الحاج ماسٹر محمد یامین سنبھلی برکاتی ،لسانی مطالعے(۲۰۱۵ء)از غازی علم الدین،اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل (۲۰۱۸ء)از ڈاکٹر یوسف رام پوری،اصلاح تلفظ(۲۰۱۹ء)از ڈاکٹر عبدالودود قریشی اور صحت زباں(۲۰۲۱ء)از رؤف پاریکھ کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ جس کا تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے:

م۔ب۔کیف عرفانی نے صحت تلفظ[۷] کے نام سے چالیس(۴۰)صفحات پر مشتمل مختصر کتابچہ مرتب کیا، جس میں انھوں نے تلفظ کے اندراج کے لیے مساوی الاعراب کا طریقہ استعمال کرتے ہوئے اکسٹھ (۶۱) کے قریب اندراجات کیے ہیں جن کے ذیل میں ان کے ہم وزن الفاظ درج ہیں۔

مولانا ابوالخیر صدیقی نے اپنی کتاب اصلاحِ تلفظ[۷] میں اردو زبان میں رائج عربی کے کثیر الاستعمال لغویوں کے تلفظ کو درج کیا ہے، جس کے لیے انھوں نے سہ حرفی و غیر سہ حرفی افعال، اوزان جمع، اوزان اسم فاعل ، اوزان اسم مفعول، اوزان مبالغہ ، اسم پیشہ وراں ، اوزان اسم آلہ و اسم ظرف اور شمسی و قمری حروف کے ساتھ آخر میں عام اغلاط اور ان کی اصلاح کے حوالے سے لغویے درج کیے ہیں۔ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) صفحات پر مشتمل اس کتاب میں لغویوں کو ان کے درست تلفظ کے ساتھ درج کیا گیا ہے تاہم کوئی اُصول وضع نہیں کیا گیا۔

ممتاز احمد عباسی کی کتاب حُسنِ تلفظ[۸] اس حوالے سے اہم ہے کہ انھوں نے صرف لغویوں کے درست تلفظ کو کافی نہیں سمجھا۔ وہ تلفظ کے ساتھ لہجہ تلفظ[۹] کو بھی اہمیت دیتے ہیں اور تلفظ میں زور (Stress) کو اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک محض اعراب کے ذریعے تلفظ ظاہر کرنا کافی نہیں۔ دو سو تیرہ (۲۱۳) صفحات کی یہ کتاب آٹھ (۰۸) ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب حسن تلفظ کی تعریف اور لہجہ تلفظ کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ اسی طرح

دوسرا باب لفظ کے اجزائے ترکیبی متعین کرنے کے اُصول، تیسرا باب لہجہ تلفظ کے اجزائے ترکیبی و عوامل، چوتھا باب وزن عروضی سے لہجہ تلفظ کا تعلق اور ارکان عروضی کا معیاری لہجہ، پانچواں ہجہ تلفظ کے قدرتی اُصولِ زیر و بم، چھٹا باب ہم وزن و ہم لہجہ الفاظ کی فہرست، ساتواں باب مخارج حروف اور آٹھواں باب اعراب میں تصرفات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب لہجہ تلفظ کی کلید ہے مگر ایک قابلِ غور بات یہ ہے کہ ممتاز احمد عباسی نے علامات یا نشانات کا جو طریقہ وضع کیا ہے اس کے اطلاق کو ممکن بنانا خاصا دشوار ہے۔ کیوں کہ اردو دان طبقہ الفاظ پر اعراب لگانے میں عار محسوس کرتا ہے تو اس قدر پیچیدہ علامات اور نشانات کا اطلاق ایک مشکل امر ہے۔ اردو لغات و فرہنگوں میں تلفظ کے حوالے سے خاصی تعداد میں اختلافی مسائل دیکھنے کو ملتے ہیں ایسے میں ان اصولوں کی روشنی میں لہجہ تلفظ کے حوالے سے ایک کلید تیار کرنا دشوار گزار عمل ہے۔ ممتاز احمد کی یہ کاوش لائق تحسین ہے۔ اگر ماہرین اس حوالے سے کوئی عملی قدم اٹھائیں تو بلاشبہ یہ اردو زبان کی فصاحت میں اضافے کا باعث ہو گا۔

یہ مسائل تلفظ[10] چھپن (۵۶) صفحات پر مشتمل کتابچہ ہے جو ۱۹۷۵ء میں اردو اکیڈمی سندھ سے شائع ہوا۔ ادریس صدیقی نے اس کتابچے میں معیاری تلفظ کی سند عوام کو قرار دیا ہے تاہم اس کا قطعی مقصد یہ نہیں کہ تلفظ سے بے اعتنائی برتی جائے۔ اس کتابچے میں چار سو گیارہ (۴۱۱) الفاظ کا فصیح تلفظ درج کیا ہے نیز تلفظ کے ضمن میں آئندہ پیش آنے والی تبدیلیوں کی نشان دہی کا ذمہ آئندہ نسل کے سپرد کیا ہے۔

رشید حسن خان کی کتاب زبان و قواعد[11] اپنے موضوعات کی بنا پر منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ پانچ سو دو (۵۰۲) صفحات پر مشتمل اس کتاب میں پیش لفظ اور حرف آغاز کے علاوہ نو (۰۹) مضامین شامل ہیں۔ پہلا مضمون ''صحت الفاظ'' کے نام سے ہے، جس کا مقصد اُردو الفاظ کے تلفظ اور الفاظ کے حوالے سے غلط اور صحیح کے غیر علمی انداز کو بدلنا ہے، تاکہ زبان کا ایک معیار قائم ہو سکے۔ اس کے ذیل میں ایک سو تریسٹھ (۱۶۳) الفاظ نیز ''مُفاعلَۃ'' کے وزن پر اٹھاون (۵۸) الفاظ کی اصل اور ان کے تلفظ پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

دوسرا مضمون ''مشترک الفاظ'' کے عنوان سے ہے، جس میں مشترک الفاظ سے مراد وہ الفاظ لیے ہیں جن کی تذکیر و تانیث میں اختلاف ہے۔ اس مضمون میں ان الفاظ کا جائزہ لیتے ہوئے چند ضروری تفصیلات کے ساتھ جن الفاظ پر گفتگو کی گئی ہے ان میں آب، صاد، الاپ، ایجاد، آغوش اور املا شامل ہیں۔

اردو میں اشتقاق، تلفظ، معانی اور املا کے لحاظ سے عربی اور فارسی الفاظ میں بہت سے تغیرات دیکھنے کو ملتے ہیں، جن کا جائزہ لینا اہم ہے۔ ''لغت اور استعمال عام'' کے عنوان سے لکھے گئے اس مضمون میں اختصار کے ساتھ تلفظ کے تغیرات پر گفتگو کی گئی ہے، جس کا مقصد الفاظ میں تغیرات حرکات کی نشان دہی کی غرض سے الفاظ کی ایک فہرست پیش کرنا ہے جو لغت کے لیے ہر اعتبار سے قابلِ قبول ہیں۔ اس فہرست میں ایک سو اکانوے (۱۹۱) الفاظ کے

تلفظ پر رشید حسن خان نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔کتاب میں شامل اگلے چھے (۰۶) مضامین اپنی نوعیت کے اعتبار سے اہم ہیں لیکن چوں کہ ان مضامین میں تلفظ کے حوالے سے بحث نہیں کی گئی اس لیے یہاں ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

سید بدر الحسن کی کتاب صحت الفاظ تلفظ کے حوالے سے اہم کتاب ہے۔ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) صفحات کی اس کتاب میں چھبیس (۲۶) عنوانات کے تحت لغویوں کے تلفظ و املا پر توجہ دی گئی ہے کتاب ہذا میں الفاظ کے درست املا اور تلفظ کو درج کیا گیا ہے تا کہ غلط تلفظ اور املا کے رائج پانے کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔وہ لکھتے ہیں کہ:

> 'اس کتاب کی تالیف کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ اردو میں اعراب کا استعمال نہ ہونے کی وجہ سے گو کہ بہ نسبت دیگر زبانوں کے غلطی کا امکان زیادہ ہے تاہم اردو میں کوئی ایسی کتاب نظر نہ آئی جس کی مدد سے اغلاط سے بچا جا سکے حتیّٰ کہ اردو لغات میں بھی الفاظ کے ہجے اور تلفظ کا التزام نہیں ہے۔اگر بعض لغات میں ہے بھی تو ان میں باہم اختلاف اتنا زیادہ ہے کہ صحیح رائے قائم کرنا بہت دشوار ہے۔[۱۲]

قیوم ملک نے اپنی کتاب اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ[۱۳] اردو دان طبقے کی عربی سے واقفیت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے تالیف کی ہے۔کتاب میں عربی صرف و نحو کی مشکل اصطلاحات کو آسان اور سادہ انداز میں سمجھایا گیا ہے۔مؤلف کا کہنا ہے کہ اس کتاب کا مقصد اردو دان طبقے کو کم وقت میں عربی زبان سمجھنے کے قابل بنانا ہے تا کہ وہ عربی کے ساتھ اردو پر بھی عبور حاصل کر سکیں۔

کیوں کہ عربی، فارسی اور ہندی ایسی زبانیں ہیں جن سے اردو کا خمیر اٹھتا ہے اور جنھیں اردو زبان کے ذخیرہ الفاظ میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ممتاز خان ڈاہر کے نزدیک:

> بیسویں صدی کے پہلے نصف تک اردو زبان میں ہندی، عربی اور فارسی الفاظ کا تناسب نوے فی صد سے زیادہ تھا۔بعد میں اہل اردو نے عصری ضرورتوں کے پیشِ نظر کثیر تعداد میں انگریزی الفاظ اپنی زبان میں شامل کیے۔[۱۴]

دو سو چھیاسٹھ (۲۶۶) صفحات کی یہ کتاب چھپن (۵۶) عنوانات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، جس میں عربی لغویے، اسم مصدر، جمع، فاعل، مفعول وغیرہ کی اردو میں رائج صورت اور تلفظ کو درج کیا گیا ہے۔

ابو محمد سحر کی کتاب زبان و لغت، ایک سو چھہتر (۱۷۶) صفحات پر مشتمل مختصر کتاب ہونے کے ساتھ اپنے موضوعات کے اعتبار سے اہم ہے کیوں کہ اس کتاب میں رشید حسن خان کی کتاب زبان و قواعد کے بیانات سے اختلاف کا اظہار کیا ہے۔ابو محمد سحر لکھتے ہیں:

ان کے طرز فکر اور فیصلوں سے مجھے اکثر و بیش تر اختلاف رہا ہے۔اس لیے میں نے اسے خاص طور پر پیش نظر رکھا ہے۔[۱۵]

اس کتاب کے دوسرے باب "صحت زبان اور لغت" کے ذیل میں تلفظ کا مسئلہ کے عنوان سے تلفظ پر اجمالی گفتگو کی گئی ہے، جس میں رشید حسن خان کی فہرست میں شامل ایک سو اکانوے (۱۹۱) الفاظ میں سے پینتالیس (۴۵) الفاظ پر بہ طور نمونہ ابو محمد سحر نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔یہ کتاب اس حوالے سے بھی اہم ہے کہ یہ کتاب اپنے قاری کو اردو زبان کے دو اہم ماہرین زبان کے مختلف خیالات سے آگاہی فراہم کرتی ہے۔[۱۶]

صابر سنبھلی کی کتاب شعار زبان دانی[۱۷] تلفظ پر لکھی گئی کتابوں میں اہم اضافہ ہے، دو سو بتیس (۲۳۲) صفحات پر مشتمل اس کتاب میں نو (۰۹) ابواب شامل ہیں۔پہلا باب تعارف کے عنوان سے ہے، جس میں زبان دانی کیا ہے ؟ کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔اگلے ابواب میں یکے بعد دیگرے معنیات، قواعد، تلفظ، املا، لغات، صحت زبان اور ترکیب کے حوالے سے مصنف نے اظہار کیا ہے۔کتاب کا آخری باب متفرق کے نام سے ہے، جس میں اردو میں آوازوں کے عمل دخل کو موضوع بنایا گیا ہے۔

یوں تو اس کتاب کے تمام باب اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد اور اہمیت کے حامل ہیں، جن سے لسانیات کے طالب علم کو استفادہ کرنا چاہیے۔یہاں مقالے کے عنوان کی مناسبت سے صرف تلفظ کے باب پر اجمالی نظر ڈالی گئی ہے۔"تلفظ: اردو زبان کا ایک مسئلہ" اس باب میں تلفظ اور مخرج کے فرق کو بیان کرتے ہوئے اردو میں تلفظ کی صورت حال پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اس کے بعد لفظ "سمندر" اور "پریشان" کے تلفظ کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔اس کے بعد اس باب میں اشارات تلفظ کے عنوان سے تیرہ (۱۳) اشارات درج ہیں جو تلفظ کے تعین میں مددگار ہو سکتے ہیں۔یہ اشارات درج ذیل ہیں:

۱۔ ایسے الفاظ جن کے ایک سے زائد تلفظ رائج ہیں طلبہ کو چاہیے کہ ان الفاظ کی فہرست مع تلفظ لغات کی مدد سے تیار کی جائے تاکہ ان الفاظ کا تلفظ ذہن نشین کرنے میں آسانی ہو۔نیز سہ حرفی الفاظ کی بھی فہرست تیار کی جائے کیوں کہ ان الفاظ کی بڑی تعداد ایسی ہے کہ جس میں پہلا حرف مفتوح (زبر کے ساتھ) اور تیسرا ساکن ہوتا ہے اور دوسرا حرف کسی لفظ میں ساکن اور کسی میں مفتوح ہوتا ہے۔مثلاً بَرف، زَبَر، کَرَم۔

۲۔ اردو میں کچھ الفاظ ایسے ہیں، جن کے دو تلفظ ہیں لیکن دونوں اپنے موقع پر استعمال ہوتے ہیں فاعل اور مفعول کے لحاظ سے حرکت تبدیل ہو جاتی ہے۔فاعل کے لیے کسرہ (زیر) اور مفعول کے لیے فتحہ (زبر) خاص ہے۔مثلاً مترجِم (ج مکسور بہ معنی ترجمہ کرنے والا) اور مترجَم (ج مفتوح بہ معنی ترجمہ کیا ہوا)۔ان جوڑوں میں ایک جوڑا مقرِّر / مقرَّر کا بھی ہے۔حرکت کی تبدیلی سے ان لفظوں کے معنی میں ایک الگ قسم کی تبدیلی ہوئی

ہے۔ مقرِر (مکسور) کے معنی ہیں تقریر کرنے والا اور مقرَر (مفتوح) کے معنی ہیں قرار دیا ہوا۔ اس طرح دونوں لفظوں کے معنی میں آپسی تعلق نہیں لیکن ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہے۔ ایسے الفاظ اور بھی ہیں۔

۳۔ فارسی کے وہ حاصل مصدر جن کے آخر میں "ش" آتی ان میں "ش" سے پہلا حرف مکسور (زیر کے ساتھ) ہوتا ہے۔ جیسے آرایِش، خارِش، خلِش۔ اس میں استثنا یہ ہے کہ کچھ حاصل مصدر اس قاعدے کے تحت نہیں آتے۔ مثلاً تراش، جوش، نوش۔

۴۔ اردو میں کچھ پانچ حرفی الفاظ ایسے ہیں جن کا پہلا اور چوتھا حرف لازمی "الف" ہوتا ہے جو مصدر کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان کے تلفظ میں پہلا حرف الف مکسور (زیر)، دوسرا ساکن، تیسرا مفتوح (زبر) اور چوتھا اور پانچواں حرف ساکن ہوتا ہے جیسے اِب صَ اُرْ (اِبْصَار) معنی دیکھنا، اِبلاغ، اِرشاد، اِقبال۔

۵۔ اردو میں کچھ پانچ حرفی الفاظ ذرا سے بدلے ہوئے تلفظ اور مکمل بدلے ہوئے معنی میں بھی ہوتے ہیں یعنی ان کا بھی پہلا اور پانچواں حرف الف ہی ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ پہلا حرف یعنی الف مفتوح (زبر) ہوتا ہے اور باقی تمام حرکات چوتھے اشارے کی طرح ہوتی ہیں۔ یعنی پہلا حرف الف مفتوح (زبر)، دوسرا ساکن، تیسرا مفتوح (زبر) اور چوتھا اور پانچواں حرف ساکن ہوتا ہے جیسے اَبْ صَ اُ رْ (اَبْصَار)۔ یہ الفاظ کسی واحد کے جمع ہوتے ہیں۔ آسان لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ وہ پانچ حرفی الفاظ جو مصدر کی صورت میں آتے ہیں یعنی ان کا ترجمہ کیا جائے تو آخر میں "نا" آتا ہے۔ مثلاً اَبصَار، اَبلاغ، اَخبار، اَفلاک۔

۶۔ کچھ شش حرفی الفاظ "اِفتِعال" کے وزن پر آتے ہیں، جن میں پہلا اور پانچواں حرف لازمی الف ہوتا ہے۔ پہلا حرف یعنی الف مکسور، دوسرا ساکن، تیسرا مکسور، چوتھا مفتوح اور پانچواں یعنی الف اور چھٹا حرف ساکن ہوتے ہیں۔ مثلاً اِجتِماع، اِجتِناب، اِحتِجاج، اِحتِرام۔

۷۔ بعض ہفت حروفی الفاظ کا پہلا اور چھٹا حرف لازمی الف اور تلفظ اس طرح ہوتا ہے۔ پہلا حرف یعنی الف مکسور، دوسرا ساکن، تیسرا مکسور، چوتھا ساکن، پانچواں مفتوح، چھٹا یعنی الف اور ساتواں یا آخری حرف دونوں ساکن ہوتے ہیں۔ مثلاً اِسْ تِ بْ دَ اُدْ (اِستِبدَاد)، استحصال، استخراج، استفہام۔

۸۔ پنج حروفی الفاظ کا ایک بہت بڑا گروہ اردو میں مستعمل ہے، جس کے تلفظ کی کیفیت یہ ہے کہ پہلا حرف یعنی "ت" لازمی طور پر مفتوح ہوتا ہے، دوسرا ساکن، تیسرا مکسور، چوتھا لازمی طور پر یائے معروف اور ساکن اور اس طرح پانچواں اور آخری حرف بھی ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً تَ فْ عِ یْ لْ (تَفْعِیْلْ)، تاثیر، تاریخ، تاریک۔ اس میں استثنا یہ ہے کہ چند الفاظ ایسے ہیں جن پر تلفظ کا یہ قاعدہ لاگو نہیں ہوتا جیسے تَربِیَت، تَعزِیَت۔

اِن اور اِن جیسے دوسرے الفاظ میں ایک بات خاص طور سے یاد رکھنے کی ہے کہ جب پہلا حرف مفتوح ہو اور دوسرا حرف ہائے حطی (ح) یا ہائے ہوز (ہ) ہو تو عربی اور فارسی میں اس کا تلفظ بہ فتح اول لیکن اردو میں پہلا حرف مکسور ملفوظ ہوگا۔ مثلاً اَحباب، اَحمد، رحمت، خالص اردو میں تلفظ کا یہی رجحان پایا جاتا ہے۔ بہار کے رہنے والے اس کے پابند نہیں وہ ان الفاظ کو عربی تلفظ کے مطابق ہی بولتے ہیں، جسے ظاہری بات ہے کہ غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۹۔ چہار حرفی الفاظ کا ایک گروہ جس کا پہلا حرف 'ت' ہوتا ہے۔ اس کے تلفظ کی صورت یہ ہے کہ پہلا حرف (یعنی ت) اور دوسرا حرف مفتوح، تیسرا حرف مشدد و مضموم اور چوتھا حرف ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً تَ اَ ثُّ رُ (تَاَثُّر)، تَاَخُّر، تَدَبُّر۔

اس میں استثنا یہ ہے کہ اگر لفظ کہ آخر میں 'ی' آئے تو یہ قائدہ لاگو نہیں ہوگا جیسے تَرَقِّی، تَشَفِّی۔ ان الفاظ میں باقی حرکتیں قاعدے کے مطابق صرف تیسرے حرف کی حرکت آخر میں آنے والی 'ی' کی وجہ سے کسرہ میں بدل گئی ہے۔

۱۰۔ کچھ پانچ حرفی الفاظ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے شروع میں 'ت' ہوتی ہے، اُن کے تلفظ کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلا حرف (یعنی ت) اور دوسرا حرف مفتوح، تیسرا حرف ساکن، چوتھا حرف مضموم اور پانچواں ساکن ملفوظ ہوگا جیسے تَ فَ اُ عُ لُ (تَفَاعُلُ)۔ ایسے الفاظ کی چند مثالیں مثال کے طور پر تَبَادُل، تَصَادُم، تَجَاوُز۔ تَدَارُک۔ اس میں بھی استثنا یہ ہے کہ اگر آخری حرف 'الف' یا 'ی' ہوگا تو یہ قاعدہ کُلیتاً لاگو نہ ہوگا بلکہ چوتھے حرف کی حرکت 'ی' کی وجہ سے ضمہ کے بجائے کسرہ میں اور 'الف' کی وجہ سے (خواہ 'ی' پر کھڑا الف ہو) فتحہ میں بدل جائے گی جیسے تعالیٰ۔

۱۱۔ شش حرفی الفاظ کا ایک بڑا گروہ اردو میں مستعمل ہے، جن کا پہلا حرف 'م' اور تیسرا 'الف' ہوتا ہے۔ اسی طرح چھٹا حرف کبھی 'ت' اور کبھی 'ہ' ہوتا ہے۔ عربی میں ان کا تلفظ اس طرح ہوتا ہے کہ پہلا حرف 'م'، مضموم (پیش)، دوسرا حرف مفتوح (زبر)، تیسرا حرف (یعنی الف) ساکن، چوتھا اور پانچواں حرف مفتوح (زبر)، آخری یعنی چھٹا حرف (ت یا ہ) ساکن ہوتا ہے۔ جیسے مُ فَ اُ عَ لَ ہٗ (مُفَاْعَلَہٗ)۔ رشید حسن خان کے نزدیک اردو میں ایسے الفاظ کے تلفظ بکسرِ چہارم رائج ورواں ہے۔[۱۸]

صابر سنبھلی نے بھی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے ان الفاظ کا تلفظ اس طرح درج کرنے کی تجویز کی ہے کہ پہلا حرف 'م'، مضموم (پیش)، دوسرا حرف مفتوح (زبر)، تیسرا حرف (یعنی الف) ساکن، چوتھا حرف مکسور، پانچواں حرف مفتوح (زبر)، آخری یعنی چھٹا حرف (ت یاہ) ہو۔ جیسے مُ فَ اُ عِ لَ ہٗ (مُفَاْعِلَہٗ)، مُبَاحِثَہ۔

۱۲۔ فارسی کے اسم فاعل قیاسی جن کے آخر میں 'ن د ہ' ہوتا ہے۔ ان میں 'ن' سے پہلا حرف مکسور ہوتا ہے۔ جیسے آیِندہ، پَرِندہ، دہِندہ، کارِندہ۔

۱۳۔ یہ اشارہ ایسے الفاظ کے لیے ہے جن کے شروع میں حرف 'م' آتا ہے تفہیم کی سہولت کے لیے ان الفاظ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔اسم مکان ۲۔اسم آلہ

۱۔اسم مکان:

یہ چار حروفی الفاظ کسی مقام کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جنھیں دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ وہ چہار حروفی الفاظ جن کے شروع میں 'م' ہو اور وہ کسی مقام کے لیے استعمال ہوتے ہوں۔ان کا پہلا حرف 'م' مفتوح، دوسرا حرف ساکن، تیسرا حرف مفتوح اور چوتھا ساکن ہوتا ہے۔جیسے مَ اْخَ ذْ (ماخذ یعنی اخذ کرنے کی جگہ)، مطلَب، مجمَع، مخرَج۔ماسوائے محاذ کے جیسا کے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ ہائے حطی (ح) یا ہائے ہوز (ہ) ساکن سے پہلے کوئی حرف مفتوح ہو تو اردو میں اُس کی آواز حرف مکسور جیسی ہو گی۔ محشر اور محضر میں بھی ایسا ہی ہو گا۔

۲۔ کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جو کسی مقام کے لیے استعمال ہوتے ہیں لیکن ان کا تیسرا حرف مفتوح کے بجائے مکسور ہوتا ہے جیسے مَ حْ فِ لْ (محفِل)، مسجِد۔اس حرکت کے فرق کو سمجھنے کے لیے عربی قواعد سے واقفیت ضروری ہے۔اس لیے ایسے الفاظ کی فہرست تیار کی جائے تو بہتر ہے کیوں کہ ان الفاظ کی اردو میں تعداد زیادہ نہیں۔

۲۔اسم آلہ:

اسم آلہ سے مراد ایسے الفاظ ہیں جو کسی اوزار کے ترجمان ہوتے ہیں، جنھیں مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ پہلے حصّے میں پنج حروفی الفاظ آتے ہیں، جن کا پہلا حرف 'م' مکسور، دوسرا حرف ساکن، تیسرا حرف مفتوح، چوتھا حرف 'الف' ساکن اور پانچواں حرف بھی ساکن ہوتا ہے۔جیسے مِ عْ رَ اْ جْ (معراج) یعنی عروج یا بلندی پر اوپر چڑھنے کا آلہ، مضراب یعنی ستار بجانے کا چھوٹا سا آلہ، مقیاس یعنی حجم ناپنے کا پیمانہ۔

۲۔ دوسرے حصّے میں چار حروفی الفاظ آتے ہیں، جن کا پہلا حرف 'م' مکسور، دوسرا حرف ساکن، تیسرا حرف مفتوح اور چوتھا ساکن ہوتا ہے۔جیسے مِ سْ طَ رْ (مسطر) یعنی سطریں درست کرنے کا آلہ۔

اس کے علاوہ بہت سے الفاظ ایسے بھی ہیں، جن پر کسی قاعدے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ایسے الفاظ کے تلفظ کے لیے لغت کی کتابوں سے استفادہ ناگزیر ہے۔

اصلاح تلفظ و املا[۱۹] از طالب الہاشمی تلفظ کے ساتھ املا کی اغلاط کی تصحیح کے لیے بھی اہم کتاب ہے۔ مرتب نے کتاب کے سرورق میں تلفظ کو املا سے پہلے جگہ دی ہے جو اس بات کی غماز ہے کہ وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ املا کے مسائل تلفظ کی درستی کے بغیر ممکن نہیں۔کیوں کہ تلفظ اور املا ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم

ہیں۔ایک سو چالیس (۱۴۰) صفحات پر مشتمل اس کتاب میں انیس (۱۹) عنوانات کے تحت املا اور تلفظ کی اغلاط کی درستی کی گئی ہے۔

حفیظ رحمانی کی کتاب آئینہ تلفظ[۲۰] تلفظ کے لیے کی جانے والی کوششوں میں سے ایک اہم کوشش ہے۔چوہتر (۷۴) صفحات کی اس کتاب میں مؤلف نے زبان زد خاص وعام ایک ہزار لغویوں کا تلفظ درج کیا ہے اور بعض الفاظ کے تلفظ کی وضاحت کے لیے شعر بھی نقل کیے ہیں۔ اس کتاب پر فرہنگ ہونے کا گمان گزرتا ہے۔کتاب کے آخر میں املا کے حوالے سے رفیع الدین ہاشمی کا مضمون "املا کی بے قاعدگیاں" بھی دیا گیا ہے جس میں املا کی بے قاعدگیوں کو کم کرنے کے لیے اٹھائیس (۲۸) نکات کی صورت میں املا کے قاعدے درج ہیں۔

سیاحت لفظی اور چند الفاظ کی تحقیق اور تلفظ ممتاز ڈاہر کی تالیف کردہ کتابیں ہیں۔سیاحت لفظی[۲۱] میں مؤلف نے منتخب الفاظ کی تاریخ ،ساخت اور تلفظ پر بحث کی ہے ۔دو سو ستر (۲۷۰) صفحات پر مشتمل یہ کتاب چار (۰۴) ابواب پر مشتمل ہے۔باب اول "حدیث لفظی" کے عنوان سے ہے، جس کے ذیل میں لفظوں کی لسانی اصلیت، آنکھ ،اردو دستر خوان ، اردو میں ترکی الفاظ ، خط، عربی میں فارسی الفاظ، فارسی میں ہندی الفاظ اور لباس کے عنوان سے الفاظ کی اصلیت کا بیان کیا ہے۔باب دوم "عربی اور فارسی سے مرکب الفاظ " کے عنوان سے ہے ،جس میں عربی اور فارسی سے مرکب الفاظ، عربی الفاظ کے ساتھ فارسی لاحقے، عربی الفاظ سے پہلے فارسی سابقے اور عربی اور فارسی سے مرکب مذہبی الفاظ کے حوالے سے الفاظ کا اندراج کیا گیا ہے۔باب سوم "اِصابَتِ لفظی" کے عنوان سے ہے۔اس باب میں سینتالیس (۴۷) الفاظ کی اصابت پر بحث کی گئی ہے۔باب چہارم "صحت لفظی" کے عنوان سے ہے، جس میں تیرہ (۱۳) الفاظ کے غلط اور درست تلفظ پر تفصیلی بحث کے ساتھ تلفظ میں تبدیلی کے ذیل میں ستائیس (۲۷) ایسے الفاظ کا اندراج کیا ہے، جو اردو میں تصرف کے ساتھ رائج ہیں۔اسی طرح تلفظ اور معانی کے ذیل میں نوے (۹۰) ایسے الفاظ کا اندراج کیا ہے جو ہجوں میں ایک جیسے لیکن معنی اور تلفظ کے لحاظ سے مختلف ہیں ۔ لسانیات کی اصطلاح میں ایسے الفاظ کو ہم ترسیم (Homographs) کہا جاتا ہے۔اسی کے ساتھ مذہبی الفاظ کا صحیح تلفظ کے عنوان سے تیس (۳۰) مذہبی الفاظ جیسے قُرآن، اِسْتِغفار، اِمام وغیرہ کا درست تلفظ درج کیا گیا ہے۔

چند الفاظ کی تحقیق اور تلفظ[۲۲] میں مرتب نے طالب علموں کے لیے تلفظ کی مشکلات کو دور کرنے اور فارغ التحصیل طلبہ کی، جو نشریاتی اداروں سے وابستہ ہیں، اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے۔یہاں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ نشریاتی اداروں سے وابستہ طلبہ کے لیے تلفظ کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیوں کہ عوام انھی کے ذریعے نت نئے الفاظ سیکھتی اور بولتی ہے یہی وجہ ہے کہ انگریزی زبان کا معیاری تلفظ بی بی سی لندن ہے ۔ایک سو پچیس

(۱۲۵)صفحات کی اس کتاب کی فہرست میں کتابیات کو نکال کر کل نو(۰۹)عنوانات درج ہیں۔ جن میں چند الفاظ کی تحقیق لڑکے / لڑکیوں کے نام کے صحیح تلفظ کے ساتھ، سہ حرفی الفاظ کے صحیح تلفظ، چند مکسور اول الفاظ، چند سہ حرفی مضموم اول الفاظ، تلفظ میں تبدیلی، تلفظ اور معانی اور مذہبی الفاظ کا صحیح تلفظ شامل ہے۔ اس تلفظ کے بگاڑ کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں زبان رابطے سے زیادہ اختلافات کی حامل ہے اور یہ اختلافات ہمارے ہاں زبان کو مذہب اور اقدار سے جوڑنے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔

رشید حسن خان نے اپنی کتاب انشا اور تلفظ [۲۳] میں اردو املا کے ساتھ اردو جملے کی بنت کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی ہے۔ تہتر (۷۳)صفحات پر مشتمل اس مختصر کتاب میں انھوں نے املا اور انشا کے ساتھ قارئین کی توجہ تلفظ کی جانب مبذول کی ہے کیوں کہ املا اور انشا کا تعلق لکھنے سے ہے۔ اس لیے جو لکھا جائے گا اسے پڑھا بھی لازمی جائے گا۔ لہٰذا لفظوں کا صحیح تلفظ املا کی طرح اہمیت کا حامل ہے۔ اس حوالے سے کتاب میں اردو کے کچھ الفاظ کا درست اور غلط تلفظ درج کیا ہے، جن میں کچھ ایسے الفاظ کا بھی ذکر کیا ہے، جو تلفظ کے فرق سے اپنا معنی بدل لیتے ہیں۔ اس کتاب میں تلفظ پر نہایت مختصر مگر جامع گفتگو کی گئی ہے۔ راقمہ کے خیال میں یہ موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس کا آخری سرا ہاتھ میں لانا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ رشید حسن خان نے اردو زبان سے دل چسپی رکھنے والے افراد کو درست املا کے ساتھ درست تلفظ سے آگاہی حاصل کرنے کی تاکید کی ہے۔ ان کے نزدیک اس کے لیے لغت بہترین ذریعہ ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں اردو لغات میں معنی اور تلفظ میں اس قدر اختلاف موجود ہے کہ صارف لغت الجھ کر رہ جاتا ہے۔

محمد یامین سنبھلی نے تلفظ پر لکھی گئی کتابوں میں اردو تحریر ،تلفظ اور قواعد کے نام سے اضافہ کیا ہے۔ جس میں انھوں نے الفاظ کا تلفظ درج کرنے کے بجائے حروف اور ان کے مخارج کا ذکر کیا ہے۔ ایک سو تین (۱۰۳)صفحات پر مشتمل یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔

۱۔ املا و اعراب

۲۔ تلفظ

۳۔ قواعد

ڈاکٹر محمد ارشد علیگ لکھتے ہیں:

> کتاب کا دوسرا حصہ تلفظ ہے جس میں مصنف نے "کچھ تلفظ کے بارے میں"، "غلط تلفظ کے نقصانات" اور "تلفظ سدھارنے کی تدابیر جیسے عنوانات کی روشنی میں کار آمد، معلومات افزا اور مفید اشاروں کی جانب توجہ مبذول کی ہے۔ [۲۴]

غازی علم الدین اردو زبان کی جدید ضروریات کے پیش نظر اردو کے معیار اور اصلاح زبان کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں۔ اردو زبان پر لکھی جانے والی کتابوں میں ان کی کتاب لسانی مطالعے [۲۵] اہم اضافہ ہے۔ دو سو اڑسٹھ (۲۶۸) صفحات پر مشتمل اس کتاب کی فہرست عنوان میں دیباچے اور پیش گفتار کے علاوہ گیارہ (۱۱) مضامین شامل ہیں۔ ان مضامین میں پانچواں مضمون "اردو عربی لسانی تعلق اور اصلاح زبان وادب" کے عنوان سے ہے جس میں مصنف نے الفاظ کے تلفظ پر جن عنوانات کے تحت بحث کی ہے ان میں "افعال اور اِفعال کے وزن پر الفاظ کے معنی میں فرق"، "زیر اور زبر کے تغیر سے فاعل اور مفعول کا فرق"، "تلفظ پر مقامی لہجے کا اثر"، "سِوا اور علاوہ کے استعمال میں غلطی"، "باب مُفاعَلَہ کے وزن پر بولے جانے والے غلط الفاظ"، "مرکب اضافی میں تصرف"، "بعض اسمائے فاعل کا غلط تلفظ"، "تَفَعُّل کے وزن پر آنے والے اسما کے ساتھ "ی" کا اضافہ"، "ہم شکل اور ہم آواز الفاظ کا غلط تلفظ اور املائی اغلاط، "تاریخی شخصیات کے ناموں کا غلط تلفظ اور املا"، "اسم مبالغہ فَعَّال کے وزن پر الفاظ کا غلط تلفظ"، "اردو میں امالہ کا بے جا استعمال"، "باب استفعال کے وزن پر الفاظ کا غلط تلفظ" اور غلط تلفظ کے ساتھ متفرق الفاظ شامل ہیں۔ ان عنوانات کے تحت الفاظ کی مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ ان عنوانات کی فہرست کو دیکھ کر تلفظ کے حوالے سے اس مضمون کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

غازی علم الدین کا شمار ان ماہرین میں ہوتا ہے جو عربی سے مذہبی عقیدت کی بنا پر اردو زبان میں عربی کے اصل تلفظ کو رائج رکھنے کے قائل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> صحیح اردو لکھنے اور بولنے کے لیے اردو میں مستعمل عربی الفاظ کے تلفظ سے بہرہ ور ہونا بہت ضروری ہے۔ عربی زبان سے گہرے تعلق کے باوجود اردو دان غیر شعوری طور پر اکثر الفاظ کا تلفظ غلط کرتے ہیں۔ [۲۶]

حال ہی میں تلفظ کی اصلاح و درستی کے لیے ایک کاوش ڈاکٹر یوسف رام پوری کی کتاب اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل [۲۷] کی شکل میں سامنے آئی ہے، جس میں انھوں نے پیش لفظ اور مقدمے کے علاوہ انیس (۱۹) مضامین مرتب کیے، جن میں دو فرہنگیں بھی شامل ہیں۔

کتاب کا پیش لفظ فیروز اختر قاسمی اور مقدمہ ڈاکٹر یوسف رام پوری نے تحریر کیا ہے۔ فیروز اختر قاسمی نے اردو میں تلفظ کی صورت حال اور کتاب کی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے مقالہ نگاروں کا شکریہ ادا کیا ہے۔ پینتیس (۳۵) صفحات پر مشتمل اس مقدمے میں یوسف رام پوری نے اردو تلفظ اور اس سے ملحق مباحث پر گفتگو کی ہے۔ یوسف رامپوری کے خیال میں اردو کو درپیش مسائل میں ایک مسئلہ تلفظ کی ادائیگی کا ہے۔ تلفظ کے حوالے سے بڑھتی ہوئی بے اعتدالیوں کا ذمہ وہ عوام اور خواص دونوں کے سر ڈالتے ہیں۔ ان کے نزدیک تلفظ کی بعض اغلاط عربی

سے واقفیت نہ رکھنے کے سبب ہیں تو دوسری طرف عربی سے واقفیت رکھنے والے اصحاب کی وجہ سے بھی ہیں جو عربی زبان کی طرح اردو میں "ع" اور "ق" اور دیگر حروف کو عربی کی طرح پُر پڑھنے پر بضد ہیں۔ انھوں نے تلفظ کی اغلاط کو کم کرنے کے لیے اہلِ زبان اساتذہ کی صحبت، لغت، اور بہترین مقررین کی تقاریر کے سننے کو تجویز کیا ہے۔ بعد ازاں کتاب میں شامل مضامین کی نوعیت اور ان پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔

کتاب میں شامل پہلی فرہنگ میں ڈاکٹر مشتاق قادری نے ایک سو نواسی (۱۸۹) ایسے الفاظ کی فرہنگ تیار کی جن کے غلط تلفظ سے معنی بدل جاتے ہیں۔[28] دوسری فرہنگ میں ڈاکٹر یوسف رام پوری نے ایک سو چار (۱۰۴) ایسے عربی الفاظ کی فہرست تیار کی ہے، جن کا تلفظ اردو میں اکثر غلط کیا جاتا ہے۔[29]

کتاب کا پہلا مضمون ڈاکٹر سہیل احمد فاروقی کا "اردو تلفظ: چند مشاہدات" کے عنوان سے ہے۔ اپنے اس مضمون میں انھوں نے ذاتی مشاہدات کو بیان کیا ہے، جو انھوں نے بالخصوص اردو زبان کے حوالے سے کیے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اردو زبان کے حوالے سے ماہرین افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ ایک طرف اردو کو سہل اور دوسری طرف اردو کو اس کے مزاج کے خلاف دقیق بنانے کا رجحان غالب نظر آتا ہے۔ اردو املا، قواعد اور تلفظ کے حوالے سے اسی طرح کے مباحث سامنے آتے ہیں، جب کہ اس معاملے میں میانہ روی اختیار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اپنے اس مضمون میں سہیل احمد فاروقی نے اردو کے مزاج اور تلفظ پر بات کی ہے۔ ان کے مطابق ہر زبان اپنے اُصول رکھتی ہے اور زبان کو صحیح معنوں میں فروغ دینے کے لیے ان اُصولوں کی پیروی لازم ہے۔[30]

کتاب کے اگلے تین اور آخری مضمون عربی اور فارسی الفاظ کے حوالے سے ہیں، جن میں پروفیسر علیم اشرف خان کا "اردو میں مستعمل فارسی و عربی الفاظ کا تلفظ و املا" آصف اقبال جہاں آبادی کا "اردو تلفظ پر عربی صوتیات کے اثرات" ڈاکٹر جسیم الدین کا "اردو میں عربی الفاظ کا استعمال۔ ایک مطالعہ" اور ڈاکٹر اورنگ زیب اعظمی کا "اردو میں مستعمل عربی کی چند ترکیبیں اور ان کا صحیح تلفظ" شامل ہیں۔

پروفیسر علیم اشرف خان نے اپنے مضمون "اردو میں مستعمل عربی اور فارسی الفاظ کے تلفظ اور املا"[31] میں اردو زبان میں املا اور تلفظ کے حوالے سے پیچیدگیوں کا ذکر کیا ہے۔ تلفظ کے حوالے سے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے املا کی درستی پر بھی زور دیا ہے کیوں کہ کئی بار غلط املا تلفظ کے حوالے سے بھی غلط فہمی پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ضروری نہیں کہ جو لفظ جیسا لکھا جائے ہمیشہ ویسا بولا بھی جائے کیوں کہ تلفظ اور املا دو الگ چیزیں ہیں۔ ہر زبان کی طرح اردو میں بھی تلفظ اور املا میں فرق ہے ہم "خواب" کو "خاب" اور "چیونٹی" کو "چیں ٹی" اور "چوں ٹی" ہی پڑھیں گے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر اقتدار حسین لکھتے ہیں:

> تقریباً ہر زبان میں تحریر اور تقریر میں تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے۔ بعض الفاظ کو لکھتے ایک طرح سے ہیں اور اس کو بولتے دوسرے طریقے سے ہیں۔ یعنی بہت سے حروف ایسے ہیں جو کسی لفظ میں تحریر میں تو آتے ہیں لیکن تلفظ میں نہیں آتے۔ مثلاً اردو میں بالفرض یا فی الحال ایسے الفاظ ہیں جن میں الف اور ی کا استعمال تلفظ میں نہیں ہے۔ [۳۲]

اس ضمن میں وارث سرہندی کا بھی یہی ماننا ہے وہ لکھتے ہیں:

> اصولی طور پر یہ بات درست ہے کہ کسی زبان کے املا اور تلفظ میں یکسانی ہونی چاہیے مگر ایسا عموماً ہوتا نہیں ہے۔۔۔۔ انگریزی اور عربی کا شمار دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ زبانوں میں ہوتا ہے۔ ان میں بھی املا اور تلفظ کا توافق بہ تمام و کمال موجود نہیں ہے بلکہ مقابلتاً اردو میں املا اور تلفظ میں زیادہ مطابقت پائی جاتی ہے۔ [۳۳]

پروفیسر علیم اشرف خان نے تلفظ کے ضمن میں علاقائی تلفظ پر توجہ دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ انھوں نے املا کے حوالے سے فارسی اور عربی الفاظ کے اصل تلفظ جو اردو میں غلط رائج ہیں، ان کی درستی کی سفارش کی ہے۔ غالباً وہ فارسی اور عربی الفاظ کی اصل صورت اردو میں برقرار رکھنے کے درپے ہیں۔

آصف اقبال جہاں آبادی نے اپنے مضمون "اردو تلفظ پر عربی صوتیات کے اثرات" [۳۴] میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ اردو زبان کی تشکیل میں عربی زبان کا اہم حصّہ ہے نیز اردو زبان کے صوتی آہنگ کو نئی سَمت دکھانے، تلفظ اور آواز میں تمیز کرنے کے لیے عربی زبان لازمی ہے کیوں کہ اردو زبان کے تلفظ پر عربی صرفیات کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ اس لیے عربی قواعد سے واقفیت کو آصف اقبال جہاں آبادی نے لازمی قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر جسیم الدین نے اپنے مقالے "اردو میں عربی الفاظ کا استعمال۔ ایک مطالعہ" [۳۵] میں اردو میں رائج عربی الفاظ کے تلفظ کی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے ایسے امور کی نشان دہی کی ہے، جن کی مدد سے ان عربی الفاظ کے تلفظ کے مسائل کا حل ممکن ہے۔ انھوں نے تین سو(۳۰۰) ایسے الفاظ کو درج کیا ہے، جن کا تلفظ غلط کیا جاتا ہے نیز اس غلط تلفظ کے رواج پانے کی وجوہات کو بیان کیا ہے۔

کتاب کے آخری مضمون "اردو میں مستعمل عربی کی چند ترکیبیں اور ان کا صحیح تلفظ" [۳۶] میں ڈاکٹر اورنگ زیب اعظمی نے عربی زبان کو ایک ایسی متعصب زبان قرار دیا ہے، جو اپنے نحوی اور صرفی اُصول و قواعد سے سمجھوتا نہیں کرتی۔ اس اُصول کے پیشِ نظر انھوں نے عربی کی چند ایسی تراکیب کا مطالعہ کیا ہے، جو اردو میں بہ کثرت مستعمل ہیں اور غلط بولی جاتی ہیں۔ ان کے نزدیک ایسی تراکیب جن کے ایک سے زائد تلفظ رائج ہیں ان کے درست تلفظ کو جاننے کی سعی لازم ہے۔

کسی بھی زبان کے تلفظ میں اس زبان کے صوتی مزاج کا تداخل بھی کسی نہ کسی حد تک اثر انداز ہوتا ہے۔ اس حوالے سے اس کتاب میں شامل فاروق اعظم قاسمی کا مضمون "اردو کا صوتیاتی نظام"[27] اہمیت کا حامل ہے۔ اس مضمون میں اردو کے حروف تہجی پر ماہرین کے اختلافات اور مصوتوں اور مصمتوں کی بحث شامل ہے۔ مضمون میں اردو صوتیات کا مقابلہ عربی زبان کے علم تجوید سے کرتے ہوئے اردو اور عربی کے صوتیاتی نظام کے ڈھانچے کو ایک دوسرے کے مماثل قرار دیا گیا ہے۔ صحت تلفظ کی درستی کے ضمن میں مقالہ نگار نے محنت لگن اور ایک ایسے استاد کی راہ نمائی کو ضروری قرار دیا ہے جو اردو تلفظ کے حوالے سے مشتاق و ماہر ہو۔

اردو زبان بہت سی دوسری زبانوں اور بولیوں کے اختلاط سے وجود میں آئی یہی وجہ ہے کہ اردو میں اب عربی اور فارسی کے ساتھ انگریزی اور علاقائی زبانوں کے الفاظ بھی تیزی سے شامل ہو رہے ہیں۔ اس تناظر میں کتاب میں شامل مضامین میں "کھڑی بولی اور اردو زبان اور تلفظ" از حبیب سیفی، "اردو میں انگریزی الفاظ کی ادائیگی کا مسئلہ" از خواجہ شبیر الزماں اور "کشمیر میں اردو تلفظ کے مسائل" از غلام نبی کمار کے نام لیے جاسکتے ہیں۔

حبیب سیفی کا مضمون "کھڑی بولی اور اردو زبان اور تلفظ"[28] اس حوالے سے اہم ہے کہ انھوں نے اس مضمون میں اردو کی تعمیر و تشکیل میں کھڑی بولی کے کردار کی حیثیت کو بیان کیا ہے۔ وہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اردو تلفظ کی درستی کے لیے ان زبانوں اور بولیوں سے شناسائی ہونا ضروری ہے، جن سے مل کر اردو زبان بنی ہے۔

عہد حاضر میں جہاں اردو بہت سی زبانوں سے متاثر ہو رہی ہے وہیں انگریزی زبان بھی اپنے گہرے اثرات اردو پر ثبت کر رہی ہے۔ انگریزی زبان کا استعمال ہمارے ہاں شوق اور مجبوری کے تحت عام ہوتا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے اردو میں مستعمل انگریزی زبان کے تلفظ کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔ اس حوالے سے خواجہ شبیر الزماں کا مضمون "اردو میں انگریزی الفاظ کی ادائیگی کا مسئلہ"[29] اہم ہے۔ اس مضمون میں انگریزی الفاظ کے تلفظ میں حائل پیچیدگیوں کو بیان کرنے کے ساتھ چند تجاویز پیش کی ہیں اور ماہرین کی اس طرف توجہ مبذول کی ہے کہ اردو میں مستعمل انگریزی الفاظ کے تلفظ کی طرف متوجہ ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ اردو تلفظ میں بہتری کی گنجائش پیدا ہو سکے۔ اردو زبان کے حوالے سے تلفظ کے یہ مسائل کسی خاص خطے سے وابستہ نہیں بلکہ ہر خطے اور علاقے سے جڑے ہوئے ہیں۔ کوئی علاقہ یا خطہ ایسا نہیں جو تلفظ کی اغلاط سے مبرا ہو۔

غلام نبی کمار نے اپنے مضمون "کشمیر میں اردو تلفظ کے مسائل"[30] میں کشمیر میں بولی جانے والی اردو کے تلفظ کے مسائل کا احاطہ کیا ہے۔ ان کے نزدیک اس علاقے میں رہنے والے افراد کا مقامی لب و لہجہ اردو پر غالب رہتا ہے۔ مضمون میں اکسٹھ (۶۱) ایسے الفاظ کی فہرست شامل ہے جن کا تلفظ اہل کشمیر اپنے طرز پر غلط ادا کرتے

ہیں۔ کشمیر میں اردو زبان کے تعلق پر یہ مضمون معلوماتی نوعیت کا ہے، جس میں اس مسئلے کے حل کے لیے تجاویز بھی دی گئی ہیں۔

تلفظ کی راہ نمائی کے لیے کسی زبان میں لغت ایک مستند حوالہ قرار پاتی ہے۔ اردو لغات تلفظ میں کس حد تک معاون ہیں اس حوالے سے کتاب میں دو مضمون شامل ہیں۔ "روہیل کھنڈ اردو لغت: تلفظ کے آئینے میں"[۴۱] از ڈاکٹر محمد اطہر مسعود خان اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس مضمون میں مضمون نگار نے رئیس رام پوری کی مرتب کردہ لغت کے الفاظ کا احاطہ کیا ہے، جو اس علاقے کے مخصوص الفاظ ہیں اور ان کا استعمال دوسرے علاقوں میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔ یہ لغت رام پور میں بولی جانے والی اردو زبان کی نوعیت، یہاں کے مخصوص الفاظ اور ان کے تلفظ اور ان کے استعمالات کو سمجھنے میں معاون ہے۔ ڈاکٹر محمد اطہر مسعود خان نے لغت کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے تلفظ کو بھی گرفت میں لیا ہے اور اس طرف توجہ مبذول کی ہے کہ زبان متغیر ہونے کے باعث اپنے الفاظ کا تلفظ بدل لیتی ہے اگر علاقائی سطح پر لغت نگاری کو فروغ دیا جائے تو اصل تلفظ کی طرف رجوع کی صورت کو باقی رکھا جاسکتا ہے۔

اسی نوعیت کا دوسرا مضمون "اردو لغت میں تلفظ کی صورت حال"[۴۲] از امیر حمزہ شامل ہے جو اردو لغات میں تلفظ کی صورت حال کا عکاس ہے۔ مختلف لغات میں تلفظ کے اندراجات کی نوعیت پر بات کرتے ہوئے مضمون نگار نے اردو لغت نویسی کی تاریخ کا مختصراً ذکر کیا ہے نیز اردو کی چار (۰۴) مشہور لغات فیلن ہندوستانی۔ انگریزی، فرہنگ آصفیہ ، فرہنگ عامرہ ، جامع فیروز اللغات میں تلفظ کے اختلافات کی نشان دہی کی ہے اور دلیل کے طور پر ایک سو چوبیس (۱۲۴) الفاظ کی فہرست دی ہے، جس کے مطالعے سے اردو لغات میں تلفظ کی صورت حال کا اندازہ ہوتا ہے کہ تلفظ کے ضمن میں لغت سے استفادہ کرنے والے حضرات کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

موجودہ دور میں میڈیا اور سوشل میڈیا کی بڑھتی ہوتی ہوئی مقبولیت اور قبولیت سے انکار ممکن نہیں۔ اس بڑھتے ہوئے رجحان نے دیگر شعبۂ ہائے زندگی کی طرح زبان کو بھی متاثر کیا ہے۔ اس حوالے سے نایاب حسن نے اپنے مضمون "سوشل میڈیا پر اردو تلفظ: مسائل، اسباب اور تدارک"[۴۳] میں سوشل میڈیا پر اردو زبان کی صورت حال کو بالخصوص تلفظ کے حوالے سے موضوعِ بحث بنایا ہے۔ اِن کے نزدیک اردو لفظیات اور تلفظ سوشل میڈیا کے زیرِ اثر بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ ان اثرات کو مضمون نگار نے منطقی انداز میں پیش کیا ہے نیز ان سے بچنے کے لیے اہم تجاویز بھی پیش کی ہیں تاکہ اس طرح کی اغلاط سے بچا جاسکے۔ اسی نوعیت کا دوسرا مضمون شہاب الدین قاسمی کا " قومی میڈیا اور اردو زبان و تلفظ "[۴۴] کے عنوان سے ہے، جس میں انھوں نے میڈیا اور سوشل میڈیا کے زبان پر اثرات کے حوالے سے روشنی ڈالی ہے۔ میڈیا عہد جدید میں ہماری زندگی کا اہم حصّہ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ

اس کے تحت استعمال کی جانے والی زبان بھی معیاری ہو۔ مگر ہمارے ہاں صورتِ حال اس کے برعکس ہے۔ ٹیلی وژن پر نشر ہونے والے پروگرام اور خبروں میں بے شمار املا اور تلفظ کی اغلاط مل جاتی ہیں۔ جیسا کہ پروفیسر غازی علم الدین نے اپنی کتاب لسانی مطالعے میں ریڈیو اور ٹیلی وژن پر غلط بولے اور لکھے جانے والے الفاظ اور غلط بولے جانے والے شخصیات کے ناموں کی فہرست دی ہے۔ نیز اصلاح سخن اور پی ٹی وی / ریڈیو کے عنوان سے تلفظ میں کی جانے والی غلطیوں کی ایک سو چودہ (۱۱۴) مثالیں پیش کی ہیں۔[۴۵] ڈاکٹر سعد مشتاق حصیری کا مضمون "تلفظ اور اس کے استعمالات: فضلائے یونی ورسٹیز اور مدارس کے تناظر میں "[۴۶] مقالہ نگار نے جامعات اور مدارس (بالخصوص دینی مدارس) میں تعلیم پانے والے طلبا کے درمیان تلفظ کی سطح پر پائے جانے والے فرق کو نمایاں کیا ہے۔ ڈاکٹر یوسف رام پوری لکھتے ہیں کہ یہ مضمون اپنے اندر تلفظ کے حوالے سے ایک ایسا پہلو سمیٹے ہوئے ہے جسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ مضمون نگار نے فضلائے مدارس اور فضلائے یونی ورسٹیز کے مابین تلفظ کی سطح پر فرق اور وجوہات کا جائزہ لیا ہے۔ مضمون میں ان الفاظ کی نشان دہی بھی کی ہے، جن کا تلفظ دونوں طبقوں کے افراد الگ انداز سے کرتے ہیں اور اس کی اصلاح کے لیے کچھ مؤثر طریقے بھی درج کیے ہیں۔ مضمون میں تلفظ کی معنویت اور اہمیت کے ساتھ درست تلفظ کے فوائد اور غلط تلفظ کے مضمرات سے بھی پردہ اٹھایا گیا ہے۔[۴۷]

ان مضامین کے علاوہ "عہد جدید میں اردو تلفظ کی حالت زار" از عبد الباری قاسمی "اردو تلفظ: تحفظ اور بازیافت" از ارشاد سیانوی اور "حروف تہجی اور اردو تلفظ" از نازیہ شامل ہیں۔

عبد الباری قاسمی نے اپنے مضمون "عہد جدید میں اردو تلفظ کی حالت زار"[۴۸] میں تلفظ کی غلطیوں کے اسباب و عوامل کو بیان کرنے کے ساتھ میڈیا، مدارس اور جامعات میں تلفظ کی صورت حال اور اردو تلفظ کا عالمی تناظر میں جائزہ لیا ہے۔

ارشاد سیانوی نے اپنے مضمون "اردو تلفظ: تحفظ اور بازیافت "[۴۹] میں اردو تلفظ کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر اردو زبان سے اسی طرح بے اعتنائی برتی گئی تو ممکن ہے کہ اردو اپنی شناخت کھو دے۔ انھوں نے تلفظ کے مختلف پہلوؤں پر بات کرتے ہوئے اردو دان طبقے کو تلفظ کے حوالے سے بیدار کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

نازیہ نے اپنے مضمون "حروف تہجی اور اردو تلفظ "[۵۰] میں اردو تلفظ کی وسعت اور جامعیت بیان کرتے ہوئے اردو تلفظ کے ضمن میں حروف تہجی کے کردار کی وضاحت کی ہے۔ یوسف رام پوری لکھتے ہیں:

> پیشِ نظر کتاب اردو میں تلفظ :معنویت اور مسائل کا امتیاز یہ ہے کہ یہ نئے اور غیر مطبوعہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ کتاب میں شامل مقالات و مضامین سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا

ہے کہ فی زمانہ تلفظ کی بابت اردو ادیبوں و قلم کاروں کے کیا خیالات ہیں؟ اگر چہ اس سے قبل بھی تلفظ پر کئی کتابیں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں، مگر ان میں زیادہ تر کئی دہائیوں سے پہلے کی صورت حال کا نقشہ کھینچتی نظر آتی ہیں۔ جب کہ ہر آنے والے لمحے کے ساتھ دنیا میں تیزی کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔۔۔۔ اردو میں تلفظ :معنویت اور مسائل بھی اسی نوع کی ایک کوشش ہے جس میں نئے حالات اور نئے تقاضوں کو سامنے رکھ کر تلفظ پر بات کی گئی ہے۔[۵۱]

ڈاکٹر عبدالودود قریشی نے اصلاحِ تلفظ[۵۲] کے نام سے اکتیس (۳۱) صفحات پر مشتمل ایک مختصر کتابچے میں دو سو اکاون (۲۵۱) لغویوں کے تلفظ کو عام کرنے کی سعی، بالخصوص ابلاغِ عامہ سے منسلک صحافیوں کے لیے کی ہے۔ کیوں کہ ذرائع ابلاغ وہ واحد ذریعہ ہے، جس کی مدد سے نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر زبان کے درست یا غلط استعمال کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر عابد سیال لکھتے ہیں کہ:

زبان کی ترویج و اشاعت اور اس کے معیار کے استحکام کے ضمن میں ذرائع ابلاغ کا کردار ہمیشہ سے مسلم سمجھا جاتا رہا ہے۔ موجودہ دور میں تربیت کے فقدان کے باعث جو ادارہ جاتی انحطاط ہمارے معاشرے میں آیا ہے، میڈیا بھی اس سے متاثر ہے۔ قاعدے سے ہٹی ہوئی زبان کی تکرار جہاں میڈیا کے اپنے پیشہ ورانہ معیار کو داغ دار کرنے کا باعث ہے اس سے زیادہ تشویشناک امر یہ ہے اس کے زیرِ اثر پورے معاشرے کی لسانی تربیت بھی انھی خطوط پر ہونے لگی ہے۔[۵۳]

کتابچے کے آخر میں بارہ (۱۲) مثالی مورد الفاظ کو بھی درج کیا گیا ہے۔ تلفظ کے اندراج میں غلط اور درست دونوں طرح کے تلفظ کو درج کیا گیا ہے۔

درج بالا کتب کے مختصر تعارف کا مقصد یہی تھا کہ قارئین کو اس بات کی آگاہی دی جائے کہ اردو دان طبقہ تلفظ کی ضرورت اور اہمیت کو نظر انداز کیے ہوئے نہیں ہے۔ تاہم پاکستان میں بھی جدید تقاضوں اور بدلتے منظر نامے کی روشنی میں سیمی ناروں کے انعقاد کی ضرورت ہے۔ انفرادی سطح کی ان کاوشوں میں زیادہ تر الفاظ کے غلط اور صحیح تلفظ کو درج کیا گیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ ان درج الفاظ کے تلفظ میں بھی کئی اختلافات سامنے آجائیں جس طرح امیر حمزہ کے مضمون "اردو لغت میں تلفظ کی صورت حال" میں ہندوستانی انگریزی لغت ، فرہنگ آصفیہ، فرہنگ عامرہ اور جامع فیروز الغات میں درج چند الفاظ کے تلفظی اختلافات کو بیان کیا گیا ہے۔[۵۴]

رؤف پاریکھ کی کتاب صحت زباں[۵۵] اردو زبان کی اصلاح کے لیے لکھی گئی کتب میں ایک اور اہم اضافہ ہے۔ ایک سو چون (۱۵۴) صفحات پر مشتمل یہ کتاب حالاتِ حاضرہ میں زبان کی حالت زار کو دیکھ کر لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب رؤف پاریکھ کے لکھے ہوئے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً اخبار اردو میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان مضامین کو انھوں نے افتخار عارف کی تجویز پر کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔

اس کتاب میں "فہرست الفاظ و مرکبات" کے تحت ایک سو بارہ (۱۱۲) ایسے الفاظ درج ہیں، جن کا استعمال املا، تلفظ اور بول چال کے حوالے سے اکثر غلط کیا جاتا ہے اور ان کی اصلاح ضروری ہے۔ اس کتاب میں جدید تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اردو زبان کے الفاظ کو قارئین کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا ان تمام کتب کے علاوہ اخبار اردو میں بھی تلفظ کے حوالے سے ماہرین کے مضامین چھپتے رہے ہیں، جن میں "اردو املا" از غلام رسول حیدر آباد دکن، "اصلاح زبان" از عبد الکریم، "عربی الفاظ کا صحیح تلفظ" از شرف الدین اصلاحی، "اعراب مکتوبی اور ملفوظی کا ضابطہ" از شان الحق حقی، "اردو میں اعراب کا مسئلہ" از جمیل جالبی، "اردو میں مستعمل جاپانی الفاظ کی املا[۵۶] اور تلفظ" از محمد امین، "اردو رسم الخط میں اعراب کا مسئلہ" از نعیم حنیف اور "اردو شاعری میں تلفظ الفاظ" از قمر حیدر قمر شامل ہیں۔

"اردو املا"[۵۷] کے عنوان سے لکھے گئے اس مضمون میں غلام رسول نے "اصول پنج گانہ متعلق اعراب" کے ذیل میں اعراب لگانے کے حوالے سے پانچ اصول وضع کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ مفتوح حرف پر خواہ وہ مجرد ہو یا مخلوط، زبر کی علامت نہ لگائی جائے۔

۲۔ اردو میں آخری حرف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اس لیے اسے خالی چھوڑا جائے اور سکون کا استعمال درمیان میں متحرک حرف کے بعد کیا جائے۔

۳۔ واو پیش کا قائم مقام ہے اس لیے واو معروف اور واو مجہول کے ماقبل کو پیش سے نہیں لکھنا چاہیے۔

۴۔ واو لین یا یاے لین سے پہلے کا حرف ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اس لیے ان سے ماقبل کو زیر سے نہیں لکھنا چاہیے۔

۵۔ یاے معروف اور یاے مجہول سے پہلے کا حرف ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اس لیے ان سے ماقبل کو زیر سے نہیں لکھنا چاہیے۔

"اصلاح زبان"[۵۸] میں عبد الکریم نے باب افعال کے تحت اردو میں آنے والے الفاظ کے تلفظ کی درستی کو لازم قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر اِغوا، اِبلاغ، اِفراط، اِحیا، اِجلاس وغیرہ۔ اُن کا موقف ہے کہ باب افعال کی

خصوصیت ہے کہ اس کے باب کے تحت آنے والے تمام الفاظ پنج حرفی ہوتے ہیں جن کا پہلا حرف لازماً "الف" مکسور ہوتا ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے باب افعال کے تحت آنے والے اڑتالیس (۴۸) الفاظ درج کیے ہیں۔

ان الفاظ میں سے اکثر کا تلفظ "الف" کے زبر کے ساتھ، اکثر کا "الف" کے زیر کے ساتھ اور اکثر کا زبر اور زیر دونوں کے ساتھ رائج ہے۔ راقمہ کے نزدیک یہ ایک منفی رویہ ہے کیوں کہ اس سے زبان کے معیار پر سوال اٹھتا ہے۔ بلاشبہ یہ بات درست ہے کہ اردو زبان کا اپنا ایک الگ صوتی نظام اور لب ولہجہ رکھتی ہے مگر یہ رویہ کہ ایک ہی باب کے تحت آنے والے کچھ الفاظ کو عربی کے تتبع میں اِفعال کے وزن پر برتا جائے جب کہ کچھ پر اس کا اطلاق نہ کیا جائے۔

"عربی الفاظ کا صحیح تلفظ"[۵۹] میں اشرف الدین اصلاحی نے اردو زبان میں عربی الفاظ کی اہمیت اور استعمال کو واضح کیا ہے۔ ان کے نزدیک اردو زبان پر عبور حاصل کرنے کے لیے عربی قواعد سے واقفیت حاصل کرنا آسانی پیدا کر سکتا ہے۔ وہ تلفظ کے مسئلے کے حل کے لیے اردو میں مستعمل عربی اوزان اور ان کے وزن پر آنے والے الفاظ کو ازبر کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اردو الفاظ کی دو جہتی فہرست اس طرح بنائی جائے کہ ایک میں ایک ہی مادہ لیکن مختلف اشتقاق والے الفاظ اور دوسری میں ہم وزن و ہم اشتقاق الفاظ جن کا مادہ مختلف ہو شامل کیے جائیں۔ اس بنا پر عربی قواعد سے واقفیت حاصل کیے بغیر بھی اردو کے عربی الفاظ کا صحیح تلفظ رائج ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی نے اپنے مضمون "اردو میں اعراب کا مسئلہ"[۶۰] میں اردو اعراب میں اضافے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک نئی علامت وضع کرنے کی تجویز دی ہے۔ ان کا موقف ہے کہ اردو میں مَیل (م ے ل)، پیڑ (پ ے ڑ)، دیر (د ے ر)، شیر (ش ے ر)، بیل (ب ے ل)، تیل (ت ے ل)، جیل (ج ے ل) وغیرہ جیسے الفاظ کی آواز کے لیے کوئی علامت مقرر کی جائے تاکہ پڑھنے والے اس لفظ کا صحیح تلفظ ادا کر سکیں۔ اس کے لیے انھوں نے ترچھا زیر (`) کی علامت تجویز کی، جسے انھوں نے میش کا نام دیا۔ اس کے لیے آٹھ کے ہندسے کے دوسرے حصے کو تجویز کیا ہے۔

اس مضمون کے جواب میں اولاً غلام مصطفیٰ خان، فرمان فتح پوری اور شان الحق حقی[۶۱] اور اس کے بعد سہیل بخاری، سید قدرت نقوی اور رشید حسن خان[۶۲] اور صابر سنبھلی[۶۳] نے ڈاکٹر جالبی کی تجویز پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ ان کی آرا کے مطابق غلام مصطفیٰ خان نے اس علامت کے استعمال کو دقت طلب قرار دیتے ہوئے اس پر عمل درآمد نہ کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ فرمان فتح پوری نے اس بات سے تو اتفاق کیا ہے کہ اس سلسلے میں پیش رفت کی ضرورت ہے اور جالبی صاحب کا یہ مطالبہ درست ہے مگر ان کی وضع کردہ علامت سے انھوں نے بھی اتفاق نہیں کیا جس کی وجہ علامت کا رسم الخط کے خلاف بائیں سے دائیں جانب ہونا ہے۔ شان الحق حقی نے جمیل جالبی سے اتفاق

کرتے ہوئے اپنی علامات بھی وضع کی ہے۔ حقی صاحب کے نزدیک الفاظ کو پڑھتے ہوئے ان کی صرف شکلیں پہچانی جاتی ہیں۔اس سبب اعراب کی اتنی ضرورت پیش نہیں آتی۔ تاہم سہولت کے لیے جہاں ضروری ہو وہاں علاماتِ اعراب لگا کر تلفظ کو حتمیت کے ساتھ واضح کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر سہیل بخاری نے اس فیصلے کو سراہتے ہوئے اس بات کی تائید کی ہے کہ اس اضافی حرکت کی، جسے ڈاکٹر جمیل جالبی نے میش کا نام دیا ہے، ضرورت محسوس کی جاسکتی ہے۔اس لیے اس تجویز کے قبول کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ سید قدرت نقوی نے یاے مجہول کے لیے دو تجاویز پیش کی ہیں ایک تو یہ کہ یاے مجہول کو بغیر علامت کے لکھا جائے اور اس بات کی صراحت کر دی جائے کہ اردو میں اس کے لیے کوئی علامت نہیں۔ دوسری یہ کہ اگر کوئی علامت وضع کرنی ہو تو وہ مانوس اور مستعمل ہو۔ انھوں نے ڈاکٹر جمیل جالبی کی وضع کردہ علامت سے اختلاف کرنے کی درج ذیل وجوہات بیان کی ہیں:

۱۔ اس علامت کے لکھنے میں دقت پیش آئے گی کیوں کہ یہ علامت قلم کی روش کے برخلاف ہے۔

۲۔ آڑا تر چھا یہ زیر لگانے کی صورت میں یہ قباحت ہے کہ یہ علامت کبھی زیر اور کبھی کھڑا زیر کا روپ اختیار کر سکتی ہے۔

۳۔ چھاپے کے حروف میں اسے الگ ڈھالنا پڑے گا۔

۴۔ اس تجویز کردہ علامت کا نام میش خود وضاحت طلب ہے۔

نقوی صاحب نے یاے مجہول کے لیے الٹا جزم تجویز کیا ہے جو اردو میں ن غنہ کے لیے "ن" کے نقطے پر مستعمل ہے اور جسے فرہنگ تلفظ کی اشاعت اول میں بھی برتا گیا ہے۔ یاے مجہول کے شوشے پر الٹے جزم کی یہ علامت لگا کر اس کی صورت کو واضح کیا جا سکتا ہے۔ نقوی صاحب نے اس کا نام جزم معکوس اور اس کا مخفف "جم" تجویز کیا ہے۔ رشید حسن خان کا شمار بھی ان ماہرین میں ہوتا ہے جنھوں نے اس تجویز کو رد کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ زیر استعمال علامات کو بدلنا مناسب نہیں اور جالبی صاحب کی مجوزہ یہ علامت ابہام کا ہدف بنتی رہے گی۔

صابر سنبھلی نے بھی جمیل جالبی کی اس تجویز سے اختلاف کیا ہے ان کا کہنا ہے:

> ڈاکٹر جالبی کی ایجاد کردہ علامت صرف قباحت سے خالی نہیں ہے، بلکہ جس آواز کے لیے انھوں نے نئی علامت وضع کرنے کی تجویز رکھی ہے اس آواز کی ادائیگی اردو رسم الخط میں پہلے ہی ہو رہی ہے۔۔۔۔انھوں نے کسرہ کی علامت کو یاے معروف کی آواز کا اظہار سمجھ یا مان لیا ہے۔ اس لیے ایک نئی علامت کی کھوج کی ضرورت ہوئی جب کہ یاے معروف کے اظہار کے لیے ہمارے یہاں پہلے ہی علامت موجود ہے اور وہ ہمیں عربی سے وراثت میں ملی ہے۔[۲۴]

اپنے اس مضمون میں صابر سنبھلی نے 'ی' سے ظاہر ہونے والی تین آوازوں کی نمائندہ علامتوں کی مثالیں دی ہیں جیسے:

بِیر (بہادر)	بِیر (پھل)	بَیر (دشمنی)
سِیل (نمی)	سِیل (بیڑی)	سَیل (بہاو)
مِیل (کلومیٹر کا فاصلہ)	مِیل (دوستی)	مَیل (گندگی)

صابر سنبھلی کا موقف ہے کہ 'ی' کی جس آواز کے لیے جمیل جالبی نے علامت تجویز کی اس کے لیے کھڑا زیر لگانا چاہیے نیز جمیل جالبی کی تجویز کردہ علامت کے لیے بائیں سے دائیں خط کھینچنا پڑے گا جو اردو مزاج کے خلاف ہے بالفرض اس کی عادت ڈال لی جائے تو بھی اس ترچھے زیر کا کھڑا زیر بننے کا امکان رہے گا۔

مضمون کے آخر میں انھوں نے توجہ دلائی ہے کہ اردو میں انگریزی کے دخیل الفاظ سے متعلق ایک آواز ایسی ہے جس کے لیے ایک نئی علامت کی ضرورت ہے۔ اس آواز کا اظہار اردو میں الف سے کیا جاتا ہے مگر یہ آواز الف اور واو کے مابین ہوتی ہے۔ مثال کے طور colleg,knowledge,ball اور hall جیسے الفاظ کے لیے ایک نئی علامت کی ضرورت ہے جس کی طرف علمائے زبان کو توجہ کرنی چاہیے۔

اپنے مضمون "اردو میں مستعمل جاپانی الفاظ کی املا اور تلفظ "[۶۵] میں محمد امین نے جاپانی الفاظ کو انگریزی کی طرز پر لکھنے اور بولنے کی ممانعت کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ مستعار الفاظ میں زیادہ تر زبانوں کے اصل تلفظ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اس لیے جاپانی الفاظ کے ضمن میں بھی ایسا ہی کیا جانا چاہیے۔ اس سلسلے میں جو اُصول انھوں نے وضع کیے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ جاپانی زبان میں ٹ، ڑ اور ڈ کی آوازیں نہیں ہیں اس لیے (ٹوکیو کو توکیو یا طوکیو) اور (جوڈو کراٹے کو جودو کراتے) لکھنا چاہیے۔

۲۔ جاپانی زبان میں انگریزی حرف "u" اُ کی آواز دیتا ہے اس لیے اسے اردو میں واؤ اور اس کے ماقبل پر پیش کے ساتھ لکھنا چاہیے مثلاً سُوزُوکی

۳۔ چوں کہ جاپانی الفاظ کے آخر میں عربی اور فارسی کی طرح ہائے ہوز استعمال نہیں ہوتی لہذا جاپانی الفاظ کے آخر میں لکھنا درست نہیں مثلاً رکشہ جاپانی لفظ ہے اسے الف کے ساتھ "رکشا" لکھنا درست ہے۔

۴۔ اگر کا، کی اور تا کی آوازیں لفظ کے شروع میں آئیں تو جاپانی اسے ہندی کی طرز پر کھا، کھی اور تھا کی طرح ادا کرتے ہیں لیکن املا میں کا، کی اور تا ہی لکھا جاتا ہے۔ اس لیے کراتے کو کھراتے پڑھنا چاہیے۔

ان تجاویز سے راقمہ مطمئن نہیں۔ محمد امین جو بات کر رہے ہیں اس کے مطابق مستعمل الفاظ کو ان کی اصل زبان کے تتبع میں استعمال کیا جا رہا ہے جب کہ ۱۹۷۵ء میں شائع ہونے والے ادریس صدیقی کے کتابچے یہ مسائل تلفظ میں اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ مستعار الفاظ کو اردو کے مزاج کے مطابق برتا جائے۔ وہ لکھتے ہیں:

> تمام علمائے زبان نے اس اُصول سے اتفاق کیا ہے کہ جو لفظ اُردو کے عام پڑھے لکھے طبقے میں جس طرح رائج اور مستعمل ہے اُسی طرح دُرست مانا جائے گا خواہ وہ اپنی اصل کے مطابق ہو یا اس سے مختلف۔[٦٦]

اس لیے محمد امین کی اس تجویز پر عمل کرنا زبان کے مزاج کے خلاف ہو گا کیوں کہ کھراتے کی جگہ کراٹے بولنا زیادہ آسان اور اردو کے قریب معلوم ہوتا ہے۔

نعیم حنیف نے "اردو رسم الخط میں اعراب کا مسئلہ "[٦٧] کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے۔ اس میں انھوں نے اردو رسم الخط میں اعراب کے لیے چند تجاویز پیش کیں، جن پر عمل کرنا دقت طلب ہے۔ انھوں نے مختصر اعراب کے لیے علامات اور طویل اعراب "و" اور "ی" کی شکل کو تھوڑا سا بدل کر لکھنے کی تجویز دی ہے، جس سے اعراب کا یہ مسئلہ حل ہونے کے بجائے مزید الجھ کر رہ جائے گا۔ تاہم ان کی یہ تجویز کہ اعراب کو درسی کتب میں لازمی استعمال کیا جائے قابل عمل ہے اس سے تلفظ کے مسئلے کے حل میں مدد مل سکتی ہے۔

"اردو شاعری میں تلفظ الفاظ "[٦٨] میں سید قمر حیدر نے اعراب کی اہمیت معنی کے ضمن میں واضح کی ہے کیوں کہ زیر اور زبر کے فرق سے معنی مکمل بدل جاتا ہے۔ انھوں نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ شعری وزن درست تلفظ پر منحصر ہے۔ اسی بنا پر تلفظ کو شعری وزن میں اولیت حاصل ہے لیکن اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ضرورت شعری کے تحت الفاظ کا تلفظ بدلا بھی جاتا ہے۔ اس کے لیے قمر حیدر نے لفظ "کوئی" کی مختلف صورتوں اور تلفظ کو اشعار میں تفصیل سے واضح کیا ہے، جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اردو شاعری کو تلفظ کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔ لہٰذا عروضی وزن کو تلفظ کے تعین سے عاری سمجھنا چاہیے۔

ڈاکٹر اشرف کمال کا مضمون "زبان میں املا اور تلفظ کی اہمیت "[٦٩] تلفظ کے لیے لکھے گئے مضامین میں ایک اہم حوالہ ہے۔ انھوں نے اپنے مضمون میں املا اور تلفظ کی تعریف کرتے ہوئے تلفظ اور املا کے باہمی تعلق کو بیان کیا ہے۔ مزید بر آں زبان میں تلفظ کی مختلف نوعیتوں کو مثالوں کے ساتھ واضح کیا ہے۔ مضمون نگار نے تلفظ کا تعلق املا اور شاعری سے جوڑا ہے اور خود اس کی مذمت بھی کی ہے۔ اس بات سے قطعی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ درست تلفظ، درست املا اور عروض کے مطابق شاعری کرنے میں معاون ہیں لیکن یہ مکمل طور پر درست نہیں کیوں کہ شعرا بھی شعری ضرورت کے تحت شعر میں الفاظ کا وزن گراتے یا بڑھاتے ہیں۔ اسی طرح املا میں بہت سے ایسے الفاظ

آتے ہیں جنھیں لکھا تو جاتا ہے مگر تلفظ میں وہ کوئی کردار ادا نہیں کرتے۔ اسی طرح کچھ ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں، جن کا تلفظ یکساں مگر املا مختلف ہوتا ہے۔ ان الفاظ میں سے چھتیس(۳۶) الفاظ کا اندراج انھوں نے اپنے مضمون میں کیا ہے۔ اشرف کمال کا یہ مضمون اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد اور اہمیت کا حامل ہے۔

اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ لغت اور فرہنگ جیسی حوالہ جاتی کتب ترتیب دینا اور زبان کے الفاظ کو اس میں محفوظ کرنا کٹھن فریضہ ہے جس کے لیے ماہرین لغت کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر نجیبہ عارف اور ڈاکٹر بی بی امینہ نے "لغت نویسی اصول و مسائل"[۳۷] کے عنوان سے ایک مضمون لکھا، جس میں انھوں نے لغت نویسی کی راہ میں حائل مشکلات کو دور کرنے کے لیے چند اُصول پیش کیے ہیں۔ ان اُصولوں میں اندراج تلفظ کی صورت حال پر بات کرتے ہوئے یہ تجویز دی گئی ہے کہ اردو میں مستعار وہ الفاظ جنھوں نے تصرف کیا ہے انھیں ان کی پوری تاریخ کے ساتھ درج کیا جائے تاکہ غلطی کی گنجائش کم سے کم ہو۔ اسی طرح متنازعہ فیہ الفاظ کے تمام متبادل درج کرنا بھی ضروری ہے۔

اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے ڈاکٹر بی بی امینہ نے "مغرب کے جدید اصول لغت نویسی"[۳۸] کے عنوان سے مضمون لکھا، جس میں انھوں نے لغت نویسی کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے معیاری لغت نویسی کے لوازمات کو نو عنوانات کے تحت تقسیم کیا ہے، جن میں تلفظ کے اُصول بھی شامل ہیں۔ ان اُصولوں کا بیان کرتے ہوئے لغت میں اندراجِ تلفظ کی صورت کی وضاحت کی گئی ہے۔ تلفظ کے ضمن میں جو دشواری پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ تلفظ کو تحریری صورت میں کس طرح ادا کیا جائے نیز اس کے لیے کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے۔ اس کے لیے انھوں نے آٹھ نکات مختصر اور جامع انداز میں پیش کیے ہیں۔

اردو میں تلفظ کے حوالے سے سائنسی طرز پر کوئی ضوابط متعین نہیں کیے گئے اور نہ ہی ایسا کرنا ممکن ہے کیوں کہ زبان اور اس کے استعمال میں فرد کو قید نہیں کیا جا سکتا۔ ملکی، صوبائی اور علاقائی سطح پر زبان کا تلفظ اور لہجہ ہر چند بدل جاتا ہے لیکن اس حقیقت کو فراموش بھی نہیں کیا جا سکتا کہ عالمی سطح پر زبان کے معیار کو قائم رکھنا بھی ضروری ہے۔ اردو میں تلفظ کے حوالے سے زیادہ تر عربی قواعد کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ درج بالا کتب اور مضامین میں کچھ ایسے نکات مل جاتے ہیں جن کی مدد سے تلفظ کے تعین میں آسانی ہوتی ہے۔ یہ نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ عربی میں بیش تر الفاظ کا تلفظ لفظ کے باب کی مناسبت سے متعین ہوتا ہے اردو کا بھی یہی قاعدہ ہے ایک باب کے وزن پر جو بھی لفظ آئے گا لا محالہ اسی وزن میں ڈھل جائے گا۔ مثال کے طور پر باب اِفعال کے وزن پر آنے والا ہر لفظ اسی سانچے میں ڈھلا ہو گا جیسے اِرشاد، اِرسال[۳۹]

۲۔ عربی میں سہ حرفی لفظ کے دوسرے حرف پر عموماً زبر یا جزم آتا ہے۔ جیسے مَرَض، خَبَر۔ ان الفاظ کی جمع اکثر اَفْعَال کے وزن پر آتی ہے۔[۳۷]

۳۔ اردو زبان کے وہ الفاظ جن کے دو یا دو سے زائد تلفظ رائج ہیں دونوں کو درست مانا جائے۔[۴۷]

۴۔ اردو کے وہ الفاظ جو معرب اور تفریس شدہ ہیں اور انھیں اردو میں تصرف کیا گیا ہے تو اس سلسلے میں تصرف شدہ لفظ کو فوقیت دی جائے۔ مختصراً یہ کہ دخیل الفاظ کے اصل تلفظ کے بجائے اردو میں رائج تلفظ کو ترجیح دی جائے۔ اس حوالے سے یہ بات مدِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ تصرف کی گنجائش اس وقت ہوتی ہے جہاں تصرف ناگزیر ہو۔ اپنی منشا کے مطابق تصرف کرنا دراصل الفاظ کی صورت مسخ کرنے کے مترادف ہے۔[۵۷]

۵۔ جس تلفظ کو عوام قبول کر لے اسی تلفظ کو رائج کیا جائے تاہم غلط العام اور غلط العوام کے فرق کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔[۶۷]

۶۔ عربی کے ایسے افعال جن میں زیر اور زبر کی تبدیلی سے معنی میں فاعل اور مفعول کا فرق پیدا ہو ان میں عربی قواعد کی پابندی ضروری ہے۔ کیوں کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو مفہوم تبدیل ہونے کا احتمال رہتا ہے۔[۷۷]

۷۔ جن الفاظ کے تلفظ میں اختلاف موجود ہو۔ فرہنگ یا لغت میں اندراج کے دوران اختلافی تلفظ کی وضاحت دی جائے۔[۸۷]

۸۔ عربی یا فارسی الفاظ میں "ن" ساکن کے بعد اگر "ب" آجائے تو "ن" لکھا تو جائے گا مگر آواز "م" کی نکلے گی۔[۹۷]

۹۔ 'ی' کی آواز نہ نکلنے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت میں وہ عربی الفاظ جن میں "ال" سے پہلے (ی) آئے اور وہ متحرک نہ ہو تو "ی" کی آواز نہیں نکلتی مثلاً حَتَّی الاِمکان، ذِی الحجہ، فِی البدیہہ۔ دوسری صورت میں عربی کے بعض الفاظ میں (ی) ہوتی تو ہے مگر نہ تو خود متحرک ہوتی ہے اور نہ ما قبل سے کسی اعراب کے ذریعے بنتی ہے نیز اس سے پہلا حرف "الف مقصورہ" ہوتا ہے جو آواز دیتا ہے مثلاً اَدنٰی، سَلمٰی، اَعلٰی۔[۸۰]

۱۰۔ تنوین سے بھی لفظ کے تلفظ میں فرق آتا ہے۔ دو زبر، دو زیر اور دو پیش کو تنوین کہتے ہیں۔ اردو میں زیادہ تر زبر کی تنوین ہی آتی ہے۔ یہ الفاظ اسم نکرہ پر دو زبر کی تنوین لگا کر بنائے جاتے ہیں۔ تنوین کی آواز "ن" کی ہوتی ہے۔ تنوین سے یہ الفاظ اسم نکرہ سے بدل کر متعلقہ فعل ہو جاتے ہیں۔ متعلقہ فعل بنانے کے کئی قاعدے ہیں جنھیں مثالوں کے ساتھ مع تلفظ و معانی درج کیا گیا ہے۔

۱۔ وہ الفاظ جن کے آخر میں ہاے مختفی (ہ) یا تاے مدورہ (ۃ) کے علاوہ کوئی حرف ہو اُن کے آخری حرف پر تنوین لگا کر "الف" بڑھا دینے سے متعلقہ فعل بن جاتے ہیں۔ مثلاً احتجاج سے احتجاجاً (اِح، تِ، جَاجَن) احتجاج کرتے ہوئے۔

۲۔ الفاظ جن کے آخر میں ہاے مختفی (ہ) ہو ان میں "ہ" سے قبل "ت" بڑھا کر اس پر دوزبر کی تنوین لگا دیتے ہیں۔ مثلاً تحفہ سے تُحفتہً (تُح، فَ، تَن)

۳۔ وہ الفاظ جن کے آخر میں تاے مدورہ (ۃ) ہوتی ہے۔ اردو میں چوں کہ تاے مدورہ (ۃ) کوئی حرف نہیں اس لیے ان الفاظ کو بھی "ت" سے لکھا جاتا ہے نیز "ت" پر تنوین لگا کر آگے "ہ" بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً حقیقت سے حقیقتہً (حَ، قِی، قَ، تَن)

سید بدر الحسن کی رائے میں اس باب میں اصلاح کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ امر یاد کرنا کہ کہاں "ت" اور "ۃ" بہت دشوار ہے کیوں کہ اردو میں دونوں قسم کے الفاظ کو "ت" سے لکھا جاتا ہے۔ اس لیے تمام الفاظ خواہ اُن کے آخر میں کوئی بھی حرف ہو یکساں طور پر متعلقہ فعل بنانے چاہیے۔[۸۱]

۱۱۔ فارسی اور عربی الاصل سہ حرفی یک رکنی الفاظ میں مصوتی تداخل کے ذریعے انھیں دو رکنی بنا دینا اردو کا وصف ہے جیسے وزن (زِیر جزم) سے وزَن۔ اس کے برعکس سہ رکنی لفظ کو دو رکنی بنانا بھی اردو کا وصف ہے جیسے مدَنی (م۔ دَ۔ ن۔ ی) سے مدنی (مد۔ نی) اور حنَفی (ح۔ نَ۔ ف۔ ی) سے حنفی (حن۔ فی)[۸۲]

۱۲۔ جن الفاظ میں واو معدولہ آتی ہے اسے لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔[۸۳]

۱۳۔ حرف جرفی کے بعد جو لفظ آئے گا مکسور ہو گا یعنی اس کے آخر میں زیر لگے گی۔[۸۴]

۱۴۔ باب افعال کے تحت آنے والے تمام الفاظ پنج حرفی ہوتے ہیں، جن کا پہلا حرف لازماً "الف" مکسور ہو گا۔[۸۵]

۱۵۔ عربی زبان کا سابقہ "ذو" ہے جب بھی اس کے بعد "الف لام" آئے تو "واو" پڑھا نہیں جائے گا جیسے ذوالفقار، ذوالنورین[۸۶]

۱۶۔ قمری حروف سے شروع ہونے والے عربی لفظ سے قبل اگر "ال" آئے اور الف متحرک نہ ہو تو "الف" کی آواز نہیں نکلتی صرف "لام" کی آواز نکلتی ہے۔ اس کے برعکس شمسی حرف سے قبل "ال" آئے اور متحرک نہ ہو تو "ال" کی آواز نہیں نکلتی اور شمسی حرف مشدد ہو جاتا ہے۔[۸۷]

۱۷۔ اردو میں عام طور پر لفظ کے آخر میں ہکاریت (ھ) کا تلفظ دب جاتا ہے یہ عمل طویل مصوتوں (حروف علت) یعنی (ع، ا، و) آوازوں کے ساتھ بھی دہرایا جاتا ہے۔[۸۸]

تحقیق کے لیے نظریاتی ڈھانچے (Frame work) کی تلاش میں راقمہ کو حارث بن ضیا، آغا علی رضا اور اویس اطہر کا تیار کردہ ڈھانچہ PronouncUR:An urdu pronunciation lexicon generator کے نام سے ملا۔فرہنگ تلفظ پر اس کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ اس میں تلفظ کے لیے نقلِ حرفی (Transliteration) کے ذریعے تلفظ واضح نہیں کیا گیا۔رومن رسم الخط کی بحث حالیہ عرصے میں ہی شروع ہوئی ہے۔تاہم اس تحقیقی ڈھانچے کا اطلاق نصیر احمد خان کی مرتب کردہ اردو کی صوتی لغت[۸۹] پر کیا جاسکتا ہے، جس میں انھوں نے تلفظ کی وضاحت کے لیے نقل حرفی کے طریقے کو اختیار کیا ہے۔

مجوزہ تحقیق پر جس تحقیقی ڈھانچے کا اطلاق کیا جائے گا اس کا انتخاب ڈاکٹر نذیر آزاد کی کتاب لغت نگاری اصول و قواعد باب "لغت اور تلفظ" سے کیا گیا ہے۔ایک سو انیس (۱۱۹) صفحات کی یہ کتاب ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔یہ کتاب چھے (۰۶) ابواب پر مشتمل ہے۔پہلا باب" لفظ تعریف تفاعل و اندراج لغت"، دوسرا "لغت و املا"، تیسرا "لغت اور تلفظ"، "چوتھا لغت کا قواعدی کردار"، "پانچواں لغت اور ماٰخذ لسانی" اور چھٹا "لغت کا معنیاتی تفاعل" کے نام سے ہے۔کتاب کے تیسرے باب" لغت و تلفظ" میں انھوں نے لغت میں اندراجِ تلفظ کے دوران پیش آنے والی صورت حال اور ان کے سد باب کے لیے حل پیش کیا ہے۔اس باب سے جن نکات کو تحقیقی ڈھانچے کی اساس بنایا گیا ہے ان کی روشنی میں تحقیقی ڈھانچے کی درجہ بندی یوں کی جاسکتی ہے:

۱۔اندراجِ تلفظ کے اصول:

اردو زبان کی لغات میں تلفظ کے اندراج کے لیے عام طور پر ملفوظی ،مکتوبی ،مساوی الاعراب الفاظ اور اعراب بالحروف کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے یہ لغت نویس پر منحصر ہے کہ وہ کس طریقے کو اپناتا ہے۔اب انگریزی لغات میں بین الاقوامی صوتیاتی ابجد (International Phonetic Alphabets) کے تحت تلفظ کا اندراج کیا جاتا ہے۔یہاں فرہنگ میں درج اندراج تلفظ کے طریقے کو پرکھا جائے گا کہ وہ کس نوعیت کا ہے اور تلفظ کی فراہمی میں کس حد تک کامیاب ہے۔

۲۔مکانی اختلافات اور تلفظ:

زبان میں تلفظ کی عدم یکسانیت دیکھنے میں آتی ہے جس کی وجوہات میں ایک وجہ مکانی اختلاف بھی ہے۔علاقے کی تبدیلی سے لفظ کا تلفظ بھی یکسر بدل کر رہ جاتا ہے۔اردو لغات میں تلفظ کے اندراج میں اس سے عدم توجہی برتی گئی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے الفاظ کے تلفظ کی صراحت ،لغت کی ضخامت میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ماہرین کے نزدیک ایسے الفاظ کے لیے علاقائی لغت ترتیب دی جانی چاہیے البتہ چیدہ چیدہ مکانی اختلافات کا

تذکرہ عام لغات میں کیا جا سکتا ہے۔ اس اُصول کے تحت فرہنگ میں درج الفاظ کے تلفظ کی نوعیت کو دیکھا جائے گا کہ آیا تلفظ کے اندراج کے دوران علاقائی تلفظ درج کیا ہے یا اس سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے علاقائی تلفظ کے اندراج کی ذمے داری علاقائی لغات و فرہنگ پر عائد کی ہے۔ مثال کے طور پر پنجابی علاقے سے تعلق رکھنے والے لوگ زیادہ تر مَقام کو مُقام، وَقت کو وَقَت اور مَرد کو مَرَد بولتے ہیں۔ فرہنگ تلفظ میں لفظ مَقام کا تلفظ مُقام درج ہے جو کہ علاقائی تلفظ ہے۔ فرہنگ میں اس اصول کے تحت درج الفاظ کے تلفظ کو دیکھا جائے گا۔

۳۔ تصریفی اختلاف اور تلفظ:

عربی فارسی اور دیگر زبانوں کے الفاظ اردو میں داخل ہو کر یہاں کے لسانی تقاضوں کے مطابق ڈھل گئے ہیں کیوں کہ عربی کے بہت سے الفاظ جیسے ق، غ، خ کا تلفظ اردو بولنے والے عربی کے مطابق نہیں کرتے۔ اس سلسلے میں بعض ماہرین کے نزدیک زبان نے جس طرح لفظ اپنایا اس کے مطابق بدلی ہوئی صورت کو ہی اپنایا جائے کیوں کہ ہر زبان کا اپنا ایک لسانی مزاج ہوتا ہے۔ ان ماہرین میں انشا اللہ خان انشا[۹۰]، سید سلیمان ندوی[۹۱]، ادریس صدیقی[۹۲]، دتا تریہ کیفی[۹۳]، رشید حسن خان[۹۴]، فرمان فتح پوری[۹۴]، اقتدار حسین[۹۵]، شان الحق حقی[۹۶] کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ اس طرح بعض ماہرین نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے زبان کا اصل تلفظ برقرار رکھنے کی حمایت کی ہے۔ جن میں قاموس الاغلاط کے مصنفین مولانا مختار احمد، مولانا ذہین[۹۷]، مسعود حسین خان[۹۸] اور غازی علم الدین[۹۹] کے نام لیے جاسکتے ہیں۔

فرہنگ میں مستعار الفاظ کے ضمن میں تلفظ کی کس صورت کو فوقیت دی گئی ہے یہاں اس اُصول کے پیشِ نظر فرہنگ میں درج الفاظ کے تلفظ کو دیکھا جائے گا۔

شان الحق حقی بھی اسی اصول کے قائل ہیں کیوں کہ چلن اصل پر حاوی رہتا ہے۔ اس کے باوجود لفظ رَعایا کو اس کی اصل شکل یعنی اصل تلفظ میں درج کیا گیا ہے جب کہ اس کی تصرف شدہ شکل رِعایا ہے۔ فرہنگ کے آغاز میں ۱۰۶ تصرف شدہ الفاظ کی فہرست دی گئی ہے جہاں لفظ رَاتَب درج کیا ہے جب کہ فرہنگ میں اندراج کے وقت اس کے اصل تلفظ کی طرف رجوع کرتے ہوئے رَاتَب کو رَاتِب بنا دیا گیا ہے۔

۴۔ شمسی و قمری حروف کے حامل الفاظ کا تلفظ:

عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ شمسی حروف[۱۰۰] کے ساتھ اگر "ال" لکھا گیا ہو تو اسے پڑھا نہیں جاتا۔ اسی طرح قمری حروف سے پہلے "ال" آئے اور الف پر کوئی حرکت نہ ہو تو "ل" کی آواز نہیں نکلتی لیکن اکثر و بیشتر ان الفاظ کے تلفظ میں یہ غلطیاں دوہرائی جاتی ہیں۔ یہ خالصتاً قواعدی مسئلہ ہے اور اس میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں

ہے۔ اس لیے ان الفاظ کا تلفظ اس قاعدے کے مطابق ہی کیا جانا چاہیے۔ ماہرین کے مطابق ایسے حروف کے اندراج کا کوئی مختص طریقہ کار لازمی ہونا چاہیے تاکہ استعمال کنندہ کے لیے وضاحت ہو سکے کہ یہاں "ال" کی ادائیگی کی جائے گی یا نہیں۔ اس حوالے سے فرہنگ میں ان الفاظ کے تلفظ کی ادائیگی کے لیے کیا طریقہ کا اختیار کیا ہے اس کی نوعیت معلوم کی جائے گی۔

فرہنگ تلفظ میں "ال" کو حروف تخصیص کہا گیا ہے جو عربی الفاظ و اسما سے پہلے آتا ہے۔ جیسے:

الرحمن (اررحمان)

الرحیل (اررحیل)

الزہرہ، الشمس، الصلاح اور الصفا جیسے دوسرے الفاظ کا اندراج نہیں کیا گیا۔ یہاں اس اصول کے تحت دیکھا جائے گا کہ فرہنگ میں اس کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔

۵۔ دخیل الفاظ کا تلفظ:

زبان ایک متغیر شے ہے اور اس میں دوسری زبانوں کے الفاظ شامل ہوتے اور نکلتے رہتے ہیں۔ دخیل الفاظ کے تلفظ کے حوالے بعض ماہرین اصل تلفظ کو اور بعض زبان کے مزاج کے مطابق تلفظ کو ترجیح دیتے ہیں۔ فارسی میں ایک لفظ اَبرَہ بہ معنی سلے ہوئے کپڑے، لحاف ہے۔ عربی میں اسی طرح کا ایک لفظ مختلف تلفظ اور معنی کے ساتھ اِبرَہ ہے جس کے معنی سوئی کے ہیں۔ اس کا اندراج فرہنگ میں نہیں کیا گیا۔ اس اُصول کے تحت مختلف زبانوں میں شامل الفاظ جن کی املا مماثل ہو لیکن تلفظ اور معنی میں اختلاف ہو ان الفاظ کے فرہنگ تلفظ میں اندراج کی نوعیت کا جائزہ لیا جائے گا۔ مثال کے طور پر

مُجَدد	ضم م، فت ج، شد بفت	از سر نو پیدا کیا ہوا
مُجِدد	ضمہ م، فت ج، شد کس د	از سر نو کوئی کام کرنے والا، نئی راہ نکالنے والا

اول الذکر لفظ کا اندراج اردو لغت تاریخی اصول پر میں کیا گیا ہے جو معنی اور تلفظ کے لحاظ سے الگ لفظ ہے فرہنگ تلفظ میں اس کا اندراج نہیں کیا گیا

۶۔ انگریزی الفاظ کا تلفظ:

انگریزی عالمی زبان ہے جو فی زمانہ دوسری زبانوں پر گہرے اثرات ڈال رہی ہے۔ اردو پر بھی اس کے اثرات ہیں لیکن انگریزی کے بعض الفاظ جو اردو کا حصہ ہیں کوئی بھی اردو والا انگریزی تلفظ کے ساتھ نہیں پڑھتا۔

اردو زبان کے مزاج کے مطابق کون سا تلفظ درست ہے اور کیسے اپنایا جانا چاہیے ۔یہ ایک مسئلہ اپنی جگہ موجود ہے فرہنگ میں ان الفاظ کے تلفظ کے اندراج کی نوعیت کو پرکھا جائے گا۔

فرہنگ تلفظ میں انگریزی الفاظ کے تلفظ کے لیے توضیحی طریقہ تلفظ اپنایا گیا ہے اور ساتھ انگریزی لفظ بھی لکھا گیا ہے۔مثال کے طور پر

سَمَن	فت س،فت م	حاضر ہونے کا حکم	(انگ:summons)
لاٹ	تلفظ درج نہیں کیا	انگریز گورنر	(انگ:Lord)

اسی طرح لفظ پستول(Pistol)،اسپتال(Hospital)اور اسپرٹ(Spirit)کا اندراج نہیں کیا گیا جب کہ یہ الفاظ اردو زبان کا حصہ بن چکے ہیں۔اس حوالے سے فرہنگ میں درج انگریزی الفاظ کا،جو اب اردو کا حصہ ہیں، تلفظ دیکھا جائے گا۔

۷۔ مختلف التلفظ الفاظ کی ادائیگی:

بعض اوقات ناواقفیت کی بنا پر زبان میں ایک ہی لفظ کے ایک سے زائد تلفظ رائج ہو جاتے ہیں ۔ یہ لغت نویس پر منحصر ہے کہ وہ کس تلفظ کو اہمیت دیتا ہے یہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ معیاری تلفظ کے تعین میں کوئی قاعدہ بنایا جائے ۔ فرہنگ میں درج ایک سے زائد تلفظ رکھنے والے الفاظ کے اندراج تلفظ کی نوعیت معلوم کی جائے گی۔مثال کے طور پر:

فَراواں فت ف،غنہ۔صف

کثیر،بکثرت،بہتات سے،بھرپور نیز فِراواں(کس ر)۔

مَحَلّ فت م،ح،شدل۔اذ

مقام،ٹھکانہ موقع،حرم،بیگمات کے رہنے کی جگہ نیز مَحْل(فت م ل)۔

فرہنگ میں ان کا الگ اندراج کرنے کے بجائے ایک ساتھ ہی معنی درج کیے جانے چاہیے۔شان الحق حقی نے ایسے الفاظ کے تلفظ کے اندراج کے لیے کیا یہی طریقہ روا رکھا ہے اس کو دیکھا جائے گا۔

۸۔ ضرورت شعری کے تحت استعمال کیے جانے والے الفاظ کا تلفظ:

اردو میں تلفظ کے تعین میں شعری اسناد کا حوالہ بھی دیا جاتا رہا ہے کیوں کہ شعرا شعری ضرورت کے تحت بھی الفاظ کو شعر میں باندھ دیتے ہیں اس سلسلے میں وہ سند تو معتبر ہو سکتی ہے جس میں اختلاف نہ ہو اگر اختلاف ہو تو

اسے مسترد کر دیا جانا ہی بہتر ہے۔ اس سلسلے میں شان الحق حقی نے کیا روش اختیار کی ہے اس کی نوعیت معلوم کی جائے گی۔

۹۔ ایک سے زائد تلفظ رکھنے والے الفاظ کا تلفظ:

اردو میں رائج وہ الفاظ جو غلط العام ہونے کی وجہ سے دو تلفظ کے ساتھ قابلِ قبول ہیں۔ مثال کے طور پر

دُستور	دَستور	کسی حکومت یا ادارے کا بنیادی قانون
اَغوا	اِغوا	بھگا لے جانا

دُستور فارسی اور اَغوا عربی زبان کے لفظ ہیں جن کی تصرف شدہ شکل کو ترجیح دی گئی ہے اس کے برعکس

نَشَاط	نِشاط	خوشی

نَشَاط کے اصل تلفظ کو درج کیا گیا ہے جب کہ اردو میں اس کا تلفظ نِشاط رائج ہے۔ فرہنگ میں اندراج کے لیے اسی طریقے کو اپنایا گیا ہے یا اس سے انحراف بھی کیا گیا ہے اسے دیکھا جائے گا۔

اگر عربی زبان سے کوئی لفظ دوسری زبان میں شامل کیا جائے تو اسے معرب کرنا کہا جاتا ہے، یعنی کسی غیر زبان کے لفظ کا عربی بنالیا جانا ہے۔ اسی طرح اگر کسی دوسری زبان کا لفظ فارسی میں شامل کیا جائے تو اسے مفرس کرنا کہا جاتا ہے، یعنی کسی غیر زبان کے الفاظ کا فارسی بنالینا ہے۔

مجوزہ تحقیق ان ہی نکات کی روشنی میں فرہنگ تلفظ کی نستعلیق اشاعت (۲۰۱۷ء) کے معیار و استناد کا تعین کرے گی۔ اس کے علاوہ اردو لغت بورڈ کے اصول تلفظ سے بھی راہ نمائی لی جائے گی کیوں کہ اُن کی تیاری میں بھی شان الحق حقی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سلیم شہزاد،فرہنگ ادبیات(مالیگاؤں:منظر نما پبلشرز،۱۹۹۸ء)،ص۲۵۰۔

بیرونی لفظ کو اردو لب و لہجے کے مطابق ڈھالنا تورید کہلاتا ہے۔

۲۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص۲۴۰۔

۳۔ اشرف کمال، لسانیات اور زبان کی تشکیل(اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن،۲۰۱۹ء)، ص۲۴۷۔

۴۔ وارث سرہندی،زبان و بیان(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۸۹ء)،ص۳۲۔۳۳۔

۵۔ صابر سنبھلی،شعار زبان دانی(دہلی:جید پریس بلیماران،۱۹۹۸)،ص۱۱۳۔۱۱۴۔

۶۔ م۔ب کیف عرفانی،صحت تلفظ(گجرات:شاہین بک ڈپو۔ س۔ن)۔

۷۔ مولانا ابوالخیر صدیقی،اصلاحِ تلفظ(سیالکوٹ: مکتبہ شرقیہ،۱۹۴۱ء)۔

لہجہ تلفظ آواز کے اس زیر و بم کی مجموعی کیفیت کا نام ہے جو کسی لفظ کے کسی حصے پر کم اور کسی پر زیادہ زور دینے سے پیدا ہوتی ہے۔

۸۔ ممتاز احمد عباسی،حُسنِ تلفظ(کراچی:عباسی لیتھو آرٹ پریس،۱۹۷۲ء)،ص۱۰۔

۹۔ ایضاً،ص۱۰۔

۱۰۔ ادریس صدیقی،یہ مسائل تلفظ(کراچی:اردو اکیڈمی سندھ،۱۹۷۵ء)۔

۱۱۔ رشید حسن خان،زبان و قواعد(نئی دہلی:ترقی اردو بورڈ،۱۹۷۶)۔

۱۲۔ سید بدر الحسن،صحت الفاظ(دہلی:کوچہ میر ہاشم،۱۹۷۷ء)،ص۰۶۔

پہلی بار اس کتاب کی اشاعت ۱۹۷۹ء میں ہوئی۔اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کتاب کی کو حال ہی میں دوبارہ شائع کیا گیا ہے جو کہ اس کتاب کی پانچویں اشاعت ہے۔

۱۳۔ قیوم ملک،اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ(اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن،۲۰۱۹ء)،ص س۔

۱۴۔ ممتاز ڈاہر،سیاحت لفظی(میلسی:شرجیل پبلی کیشنز،۲۰۰۷ء)،ص۷۔

۱۵۔ ابو محمد سحر،زبان و لغت(بھوپال:مکتبہ دانیال،۱۹۸۳ء)،ص۹۔

۱۶۔ ایضاً،ص۹۔

۱۷۔ رشید حسن خان،زبان اور قواعد،ص۱۷۔۲۳۔

۱۸۔ صابر سنبھلی،شعار زبان دانی،ص۔

۱۹۔ طالب الہاشمی،اصلاح تلفظ(لاہور:القمر انٹرپرائزر،۲۰۰۱ء)۔

اصلاح تلفظ و املا سنہ اشاعت کے حوالے سے سند نہیں ملی تاہم غلام نبی کمار نے اپنے مضمون ''کشمیر میں اردو تلفظ کے مسائل'' کے حوالہ جات میں اس کتاب کا سنہ اشاعت ۲۰۰۱ء،جب کہ ابرار خان نے اپنے مضمون ''اردو میں عربی الفاظ کا املا'' کے حوالہ جات میں ۲۰۰۴ء لکھا ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے:

غلام نبی کمار،''کشمیر میں اردو تلفظ کے مسائل''مشمولہ اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل مرتبہ یوسف رام پوری(نئی دہلی:مرکزی پبلی کیشنز۲۰۱۸ء)،ص۱۵۱۔

ابرار خان،''اردو میں عربی الفاظ کا املا''مشمولہ الایضاح جلد۳۷،ش۰۲(دسمبر۲۰۱۹ء)،ص۱۰۵۔

۲۰۔ حفیظ رحمانی،آئینہ تلفظ(نئی دہلی:ثمر آفسٹ پرنٹنگ پریس،۲۰۰۵ء)

۲۱۔ ممتاز ڈاہر،سیاحت لفظی(میلسی:شر جیل پبلی کیشنز،۲۰۰۷ء)۔

۲۲۔ ممتاز ڈاہر،چند الفاظ کی تحقیق اور تلفظ(میلسی:شر جیل پبلی کیشنز،۲۰۱۰ء)۔

یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی۔

۲۳۔ رشید حسن خان،انشا اور تلفظ(نئی دہلی:مکتبہ پیام تعلیم،۱۹۹۳ء)۔

رشید حسن خان،انشا اور تلفظ(نئی دہلی:قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،۲۰۱۱ء)۔

۲۴۔ یامین سنبھلی،اردو تحریر ،تلفظ اور قواعد(دہلی"البرکات پرنٹنگ ایجنسی،۲۰۱۴ء)،ص۲۲۔

اس کتاب کی پہلی اشاعت ۲۰۱۲ میں ہوئی۔جس میں نو مضامین شامل تھے۔دوسری اشاعت میں ''اردو میں عربی کلمات کا خلاقانہ تصرف و تغیر''اور''زبان کا تلفظ۔۔۔۔زَبان یا زُبان''کا اضافہ کیا گیا ہے۔یہ اشاعت ۲۰۱۵ء میں منظر عام پر آئی۔

۲۵۔ غازی علم الدین،لسانی مطالعے(دہلی:روشناس پرنٹر،۲۰۱۵ء)۔

غازی علم الدین کی اس کتاب پر ماہرین نے کئی تبصرے اور تبصراتی خطوط لکھے ہیں جنھیں اردو:معیار اور استعمال کے عنوان سے عاشق ہرگانوی نے مرتب کیا ہے۔ملاحظہ کیجیے:

عاشق ہرگانوی،اردو:معیار اور استعمال(دہلی:ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس۲۰۱۴ء)۔

۲۶۔ ایضاً،ص۱۳۹۔

۲۷۔ یوسف رام پوری،اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل(دہلی:مرکزی پبلی کیشنز،۲۰۱۸)، ص۴۳۔۴۳۔

۲۸۔ ایضاً، ص ۲۰۳۔۲۱۳۔

۲۹۔ ایضاً، ص ۲۱۴۔۲۶۰۔

۳۰۔ ایضاً، ص ۴۴۔۴۶۔

۳۱۔ ایضاً، ص ۴۷۔۵۶۔

۳۲۔ اقتدار حسین، اردو صرف و نحو (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۸ء)، ص ۱۲۔

۳۳۔ وارث سرہندی، زبان و بیان (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء)، ص ۳۱۔

۳۴۔ یوسف رام پوری، اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل، ص ۵۷۔۶۶۔

۳۵۔ ایضاً، ص ۶۷۔۸۱۔

۳۶۔ ایضاً، ص ۲۶۱۔۲۶۴۔

۳۷۔ ایضاً، ص ۸۲۔۸۷۔

۳۸۔ ایضاً، ص ۸۸۔۹۵۔

۳۹۔ ایضاً، ص ۱۳۷۔۱۴۱۔

۴۰۔ ایضاً، ص، ۱۴۲۔۱۵۱۔

۴۱۔ ایضاً، ص ۹۶۔۱۰۷۔

۴۲۔ ایضاً، ص ۱۰۸۔۱۳۶۔

۴۳۔ ایضاً، ص ۱۵۹۔۱۷۱۔

۴۴۔ ایضاً، ص ۱۷۲۔۱۷۷۔

۴۵۔ غازی علم الدین، لسانی مطالعے، ص ۲۰۰۔۲۲۶۔

مقالہ نگار نے اس کا املا فضلائے یونیورسٹیز درج کیا ہے۔ جدید املائی تقاضوں کے مطابق لفظ کو اس کی سادہ اور مختصر صورت میں لکھنے کو فوقیت دی گئی ہے راقمہ اس تجویز کی حامی ہے اس لیے اس کا املا تبدیل کرتے ہوئے یونی ورسٹیز درج کیا گیا ہے۔

۴۶۔ یوسف رام پوری، اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل ، ص ۱۵۲۔۱۵۸۔

۴۷۔ ایضاً، ص ۳۹۔

۴۸۔ ایضاً، ص ۱۷۸۔۱۸۸۔

۴۹۔ ایضاً، ص ۱۸۹۔۱۹۶۔

۵۰۔ ایضاً، ص۱۹۷۔ ۲۰۲۔

۵۱۔ ایضاً، ص ۴۲۔ ۴۳۔

۵۲۔ عبدالودود قریشی، اصلاحِ تلفظ(لاہور: ماورا پبلشرز، ۲۰۱۹ء)، ص۹۔

اردو زبان میں اگر کوئی لفظ دوسری زبان سے مستعار لیا جائے تو اسے مورد کرنا کہتے ہیں

۵۳۔ ایضاً، ص۱۷۔

۵۴۔ یوسف رام پوری، اردو میں تلفظ :معنویت اور مسائل، ص۱۰۸۔

۵۵۔ رؤف پاریکھ، صحت زباں(اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۲۱ء)۔

۵۶۔ املا مذکر ہے لیکن چوں کہ مصنف نے اسے مؤنث لکھا ہے اس لیے اسے عنوان میں مؤنث ہی لکھا گیا ہے۔

۵۷۔ غلام رسول حیدر آباد، اردو املا مشمولہ ہماری زبان، ج۱۷، ش۲۸(اگست ۱۹۸۵ء)، ص۱۔

۵۸۔ عبدالکریم، اصلاح زبان مشمولہ اخبار اردو، ج۰۵، ش۰۵(مئی ۱۹۸۸ء)، ص۱۷۔

۵۹۔ شرف الدین اصلاحی، عربی الفاظ کا صحیح تلفظ مشمولہ اخبار اردو، ج۰۶، ش۰۱ (جنوری، ۱۹۸۹ء)، ص۲۰۔

۶۰۔ جمیل جالبی، اردو میں اعراب کا مسئلہ مشمولہ اخبار اردو ج۰۶، ش۰۴(اپریل، ۱۹۸۹ء)، ص۱۱۔

۶۱۔ غلام مصطفیٰ خان، فرمان فتح پوری اور شان الحق حقی، اردو میں اعراب کا مسئلہ مشمولہ اخبار اردو، ج۰۶، ش۰۵(مئی، ۱۹۸۹ء)، ص۷۔

۶۲۔ سہیل بخاری، سید قدرت نقوی اور رشید حسن خان" اردو میں اعراب کا مسئلہ" مشمولہ اخبار اردو، ج۰۶، ش۰۶(جون، ۱۹۸۹ء)، ص۱۵۔

۶۳۔ صابر سنبھلی، شعار زبان دانی، ص۱۴۶۔

۶۴۔ ایضاً، ص۱۴۷۔

۶۵۔ محمد امین، " اردو میں مستعمل جاپانی الفاظ کی املا اور تلفظ" مشمولہ اخبار اردو، ج۰۸، ش۰۷(جولائی، ۱۹۹۱ء)، ص۱۲۔

۶۶۔ ادریس صدیقی، یہ مسائل تلفظ(کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۵ء)، ص۸۔۹۔

۶۷۔ نعیم حنیف ،"اردو رسم الخط میں اعراب کا مسئلہ" مشمولہ اخبار اردو، ج۲۵، ش۰۷ (جولائی ۲۰۰۸ء)، ص۳۶۔

۶۸۔ قمر حیدر قمر،" اردو شاعری میں تلفظ الفاظ" مشمولہ اخبار اردو، ج۲۶،ش۰۵ (مئی، ۲۰۰۹ء)، ص۲۷۔

اشرف کمال کا یہ مضمون پہلی بار رسالہ معیار کے شمارہ نمبر ۰۷(جون ۲۰۱۲ء)میں شائع ہوا۔اب ان کی کتاب میں شامل ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے:

۶۹۔ اشرف کمال،لسانیات اور زبان کی تشکیل،ص۲۴۵۔

۷۰۔ نجیبہ عارف ،بی بی امینہ،"لغت نویسی اصول و مسائل"مشمولہ تحقیق نامہ، ش ۱۸(جنوری تا جون ۲۰۱۶ء)، ص۳۴۲۔

۷۱۔ بی بی امینہ،"مغرب کے جدید اصول لغت نویسی"مشمولہ بنیاد(لاہور)ج۱۰،۲۰۱۹ء،ص۱۱۵۔

یہ نکات اب ان کی کتاب میں بھی شامل ہے۔حوالے کے لیے ملاحظہ کیجیے:

بی بی امینہ،اردو لغت (تاریخی اصول پر) تحقیقی و تنقیدی مطالعہ(کراچی:انجمن ترقی اردو،۲۰۱۹ء)، ص۹۶۔

۷۲۔ حفیظ رحمانی،آئینہ تلفظ،ص۷۰۔

۷۳۔ قیوم ملک،اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ(اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن،۲۰۱۹ء)،ص۔

۷۴۔ صابر سنبھلی،شعار زبان دانی،ص۱۳۱۔

۷۵۔ ممتاز ڈاہر،سیاحت لفظی(میلسی: شرجیل پبلی کیشنز،۲۰۰۷ء)،ص۲۳۳۔

۷۶۔ ادریس صدیقی،یہ مسائل تلفظ(کراچی:اردو اکیڈمی سندھ،۱۹۷۵ء)،ص۱۵۔

اس پر رائے ملاحظہ کیجیے:

۷۷۔ حفیظ رحمانی،آئینہ تلفظ، ص۰۸۔

رؤف پاریکھ،صحت زباں(اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۲۱ء)،ص۱۳۰۔

۷۸۔ نذیر آزاد،لغت نگاری اصول و قواعد(دہلی:ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس)،ص۷۱۔

۷۹۔ سید بدرالحسن،صحت الفاظ(دہلی: کوچہ میر ہاشم،۱۹۷۷ء)،ص۸۲۔

۸۰۔ ایضاً،ص۸۱۔

۸۱۔ ایضاً،ص۸۴۔

۸۲۔ سہیل احمد فاروقی،"اردو میں تلفظ چند مشاہدات"مشمولہ اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل مرتبہ یوسف رام پوری(نئی دہلی: مرکزی پبلی کیشنز،۲۰۱۸ء)،ص۴۵۔

۸۳۔ علیم اشرف، "اردو میں مستعمل عربی اور فارسی الفاظ کا تلفظ اور املا" مشمولہ اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل مرتبہ: یوسف رام پوری (نئی دہلی: مرکزی پبلی کیشنز ۲۰۱۸ء)، ص ۵۴۔
شان الحق حقی، "صحت زبان کے سلسلے" مشمولہ اخبار اردو، ج ۱۸، ش ۰۷ (جولائی ۲۰۰۲ء)، ص ۵۷۔

۸۴۔ عبدالکریم، "اصلاح زبان" مشمولہ اخبار اردو، ج ۰۵، ش ۰۵ (مئی ۱۹۸۸)، ص ۱۷۔

۸۵۔ پروفیسر علیم اشرف، "اردو میں مستعمل عربی اور فارسی الفاظ کا تلفظ اور املا" مشمولہ اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل مرتبہ یوسف رام پوری (نئی دہلی: مرکزی پبلی کیشنز ۲۰۱۸ء)، ص ۵۵۔

۸۶۔ سید بدر الحسن، صحت الفاظ، ص ۷۸۔۷۹۔

۸۷۔ نصیر احمد خان، اردو کی صوتی لغت (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ۲۰۱۴ء)، ص ۱۷۔
یہ لغت پہلی مرتبہ ۲۰۱۴ء میں شائع ہوئی جس میں لغت نگار نے رومن حروف تہجی کے ذریعے الفاظ کا تلفظ درج کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

۸۸۔ ایضاً۔

۸۹۔ انشاء اللہ خان انشا، دریائے لطافت مترجم دتاتریا کیفی (نئی دہلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۸۸ء)، ص ۲۶۴۔

۹۰۔ سید سلیمان ندوی، نقوش سلیمانی (کراچی: در کلیم پریس، ۱۹۷۶ء)، ص ۹۰۔

۹۱۔ ادریس صدیقی، یہ مسائل تلفظ، ص ۰۵۔

۹۲۔ دتاتریہ کیفی، اردو لسانیات (دہلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۸ء)، ص ۹۱۔

۹۳۔ رشید حسن خان، تلاش و تعبیر (دہلی: اردو اکادمی ۱۹۸۸ء)، ص ۲۶۲۔

۹۴۔ فرمان فتح پوری، زبان اور اردو زبان (کراچی: ثمر کتاب گھر اردو بازار ۱۹۸۰ء)، ص ۰۷۔

۹۵۔ اقتدار حسین، لسانیات کے بنیادی اصول (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاوس، ۱۹۸۵ء)، ص ۱۳۴۔

۹۶۔ شان الحق حقی، نقد و نگارش (کراچی: مکتبہ اسلوب ۱۹۸۵ء)، ص ۱۳۵۔
قاموس الاغلاط ۱۹۳۶ء میں حیدر آباد سے شائع ہوئی۔ تلاش بسیار کے باوجود اس کتاب تک راقمہ کو رسائی حاصل نہ ہو سکی۔ مصنفین کے نام اور کتاب کے سنہ اشاعت کا علم رشید حسن خان کی تحریر سے ہوا۔ ملاحظہ کیجیے:

۹۷۔ رشید حسن خان، زبان اور قواعد (نئی دہلی: ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۶ء)، ص ۱۷۔

۹۸۔ مسعود حسین خان،مضامین مسعود(علی گڑھ:ایجو کیشنل بک ہاؤس،۱۹۷۷ء)،ص ۲۵۲۔
۹۹۔ غازی علم الدین،لسانی مطالعے(دہلی:ایجو کیشنل پبلشنگ ہاؤس،۲۰۱۵ء)،ص۱۳۹۔
شمسی حروف وہ حروف ہیں جن سے پہلے "الف لام" آئے تو"ل"تلفظ میں شامل نہیں ہوتا۔یہ چودہ(۱۴) ہیں حروف درج ذیل ہیں۔
ت،ث،د،ذ،ر،ز،س،ش،ص،ض،ط،ظ،ل،ن
قمری حروف وہ حروف ہیں جن سے پہلے "الف لام" آئے تو"ل"تلفظ میں شامل ہوتا ہے۔یہ تیرہ(۱۳) حروف درج ذیل ہیں۔
ب،ج،ح،خ،ع،غ،ف،ق،ک،م،و،ہ،ی
تمام ماہرین کے مابین شمسی و قمری حروف کی تعداد پر اتفاق ہے حوالے کے لیے ملاحظہ کیجیے:
۱۰۰۔ ادریس صدیقی،یہ مسائل تلفظ،ص۲۰۔
سید بدرالحسن،صحت الفاظ(دہلی:کوچہ میر ہاشم۱۹۷۷ء)،ص۷۷۔
ہمت رائے شرما،نکات زبان دانی(نئی دہلی:موڈرن پبلشنگ ہاؤس،۱۹۸۲ء)،ص۱۲۶۔
جابر علی سید، تحقیق الفاظ مشمولہ اخبار اردو ج۰۶،ش۰۹(ستمبر ۱۹۸۲ء)،ص۰۶۔
رشید حسن خان،عبارت کیسے لکھیں(نئی دہلی:مکتبہ پیام تعلیم ۲۰۰۰ء)،ص۳۶۔
طالب الہاشمی،اصلاح تلفظ(لاہور القمر انٹر پرائزر،۲۰۰۱ء)،ص ۵۳۔
پروفیسر علیم اشرف خان،"اردو میں مستعمل عربی الفاظ کا تلفظ اور املا"مشمولہ اردو میں تلفظ :معنویت اور مسائل مرتبہ یوسف رام پوری(دہلی:مرکزی پبلی کیشنز،۲۰۱۸ء)،ص۵۱۔
عبدالودو قریشی،اصلاح تلفظ(لاہور:ماوراپبلشرز،۲۰۱۹ء)،ص۱۷۔

باب سوم:

جدید اُصول تلفظ کی روشنی میں
فرہنگ تلفظ کے اندراجات کا تجزیاتی
مطالعہ

باب سوم:

جدید اُصول تلفظ کی روشنی میں فرہنگ تلفظ کے اندراجات کا تجزیاتی مطالعہ

اس فانی دنیا میں کوئی بھی چیز تکمیل کا دعویٰ نہیں کر سکتی کیوں کہ اصلاح کی گنجائش بہر حال قائم رہتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ زبانیں بھی بنتی، بگڑتی سنورتی، باقی رہتی یا فنا ہو جاتی ہیں۔ کسی زبان کے تحفظ اور بقا کا انحصار اس کے بولنے والوں پر ہوتا ہے۔زبان ہمہ وقت تبدیلی کے عمل سے گزرتی رہتی ہے۔زبان کے یہ تغیرات تلفظ، معنی اور املا کی سطح پر زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ان ہی تغیرات کے باعث زبان کی فرہنگ / لغت تبدیلی کا تقاضا بھی کرتی ہے۔

اس بنا پر فرہنگ تلفظ کی اب تک متعدد اشاعتیں منظر عام پر آچکی ہیں۔صارفین کی سہولت کے لیے اس کی اب تک کی آخری اشاعت کو خطِ نستعلیق میں شائع کیا گیا ہے، جس میں لغویوں کے معنی خط نسخ کے بجائے خط نستعلیق میں مع رائج اور فصیح تلفظ کے درج ہیں۔حسب موقع بعض لغویوں کے اصل تلفظ اور اردو زبان میں رائج تلفظ دونوں کا اندراج کیا گیا ہے۔

دور حاضر میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے کیوں کہ تلفظ کی سطح پر بگاڑ میں روز بروز اضافہ بڑھتا جا رہا ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ اردو زبان بولنے والوں کے لیے فرہنگ تلفظ ایسی کلید ہے، جو ان کی زبان میں فصاحت اور بہتری لانے کی صلاحیت رکھتی ہے تو غلط نہ ہو گا۔اس سے قطع نظر فرہنگ تلفظ کی نستعلیق اشاعت میں راقمہ کے سامنے طباعت کی بہت سی اغلاط سامنے آئی، جن کے پیش نظر فرہنگ تلفظ(طبع اول) اور فرہنگ تلفظ(طبع پنجم) کے ابتدائی ۲۰ صفحات کا تقابل کیا گیا ہے۔اس تقابل کو ذیل میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

فرہنگ تلفظ(طبع اول)	فرہنگ تلفظ(طبع پنجم)
ا۔اِبتِذال کس ا، سک ب، سجّ ت۔ امذ عامیانہ پن، گھٹیا ،مذاق۔ صف مُبتذل(ف ذ) گھٹیا، پامال، گھساپٹا، فرسودہ	اِبتذال کس ا، سک ب، سجّ ت۔ امذ۔ عامیانہ پن، گھٹیا، مذاق (اصلاً: بذل)

"طبع اول" میں اس لغویے میں ت کے نیچے "کس مج" کی علامت اعرابی صورت درج ہے نیز اس لغویے کی اصل درج نہیں۔ "طبع پنجم" میں اس لغویے میں "کس مج" اعرابی صورت میں درج نہیں اور اس لغویے کے آگے اس کی اصل کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح "طبع پنجم" میں "اِبتِسام" میں بھی "کس ج" کی علامت درج نہیں۔

۲۔ اُپَنشَد ضمہ ا، فت پ، کس ن، فت ش۔ امذ ویدوں کے مقالات، اقتباسات اور ان کی شرح	۲۔ اُپَنشَد ضمہ ا، فت پ، کس ن، فت ش۔ امذ ویدوں کے مقالات، اقتباسات اور ان کی شرح

اس لغویے کے اندراج میں ملفوظی صورت میں درج تلفظ درست ہے جب کہ اعرابی صورت میں "طبع اول" میں "پ" "فتحہ جب کہ "طبع پنجم" میں "پ" ساکن کے ساتھ درج ہے۔

۳۔ "اُپی" کا لغویہ آب دار اور چمک دار کے معنوں میں درج ہے اور اس سے آگے لغویہ "اَپھار" بہ معنی پیٹ کا پھولنا درج ہے۔	اُپی" کا لغویہ درج نہیں اور "اَپھار" کا لغویہ دو مرتبہ درج کر کے اس کے معنی پہلے آب دار، چمک دار اور بعد میں پیٹ کا پھولنا درج ہیں۔

یہاں "طبع اول" میں درج لغویے "اُپی" کی جگہ "اَپھار" کو انھی معنوں میں درج کیا گیا ہے، جو طباعت کی غلطی ہے۔

۴۔ اَتَرپال فت ا، ت، سک ر۔ امث۔ ناقابل کاشت خشک زمین	اُتَرپال فت ا، سک ر۔ امث۔ ناقابل کاشت خشک زمین

اس لغویے کی "اعرابی" اور ملفوظی تلفظ میں اختلاف ہے "طبع اول" میں یہ لغویہ "فتحہ ت" کے ساتھ درج ہے، جب کہ "طبع پنجم" میں اعرابی صورت میں "ت" پر جزم اور ملفوظی صورت میں "ت" کا تلفظ درج نہیں۔

۵۔ اُترُج ضمہ ا، کس ت، ضمہ ر۔ امذ لیموں کی قسم کا پھل	اُتْرُج ضمہ ا، کس ت، ضمہ ر، امذ لیموں کی قسم کا پھل

اس لغویے میں "اعرابی صورت" میں طباعت کی غلطی موجود ہے کیوں کہ ملفوظی تلفظ "کس ت" کے ساتھ درج ہے اس لیے "طبع پنجم" میں اعرابی صورت میں "ت" پر جزم کے بجائے "کس" ڈالی جانی چاہیے۔

۶۔ اَتگَندَھ فت ا، سک ت، فت گ، سک ن اصلاً [اَتِ گَندَھ نہایت مہکیلا]	اَتگَندھ فت ا، سک ت، فت گ، سک ن [اصلاً اِت گندھ نہایت مہکیلا]

اس لغویے کی "طبع اول" میں اعرابی صورت میں "ن" پر فتحہ درج ہے، جسے "طبع پنجم" میں درست کر دیا گیا ہے لیکن اس لغویے کے ذیل میں اس کی اصل میں اعرابی صورت میں اختلاف ہے کیوں کہ "طبع اول" میں یہ

اصل "فت ا، کس ت" کے ساتھ "اَتِ" جب کہ "طبع پنجم" میں "کس ا، کس ت" کے ساتھ "اِتِ" درج ہے جسے درست کیا جانا چاہیے۔

۷۔ اثدیٰ فت ا، سک ث، ی غم۔ ج مث چھاتیاں، پستان۔	اَثدی فت ا، سک ث، ی غم۔ ج مث چھاتیاں، پستان۔

اس لغویے پر "طبع اول" میں درج اعراب میں "ا" پر کوئی علامت درج نہیں، جب کہ "ث" پر ساکن کے بجائے فتحہ ڈالی گئی ہے جسے "طبع پنجم" میں درست کر دیا گیا ہے۔

۸۔ اَثَرہ فت ا، ث، ر امذ۔ انانیت، خود غرضی، زبردستی، ہماہمی۔	اَثْرہ فت ا، ث، ر۔ امذ۔ انانیت، خود غرضی، زبردستی، ہماہمی۔

اس لغویے کا درست تلفظ "فت ا، ث اور ر" ہے جب کہ "طبع پنجم" میں اعرابی صورت میں "ث" پر جزم ڈالی گئی ہے۔ "ر" اور "ہ" پر کوئی اعراب درج نہیں۔ اس لغویے کا ملفوظی تلفظ "طبع پنجم" میں درست درج ہے۔ اس لیے اعرابی صورت میں بھی طباعت کی اس غلطی کو رفع کیا جانا چاہیئے۔

۹۔ اِثلاث کس ا، سک ث۔ امذ۔ تین سے تقسیم کرنا، تین حصے بنانا۔	اَثلاث کس ا، سک ث۔ امذ تین سے تقسیم کرنا، تین حصے بنانا۔

اس لغویے کا اعرابی تلفظ "طبع پنجم" میں "فت ا" کے ساتھ درج ہے، جو کہ طباعت کی غلطی ہے کیوں کہ ملفوظی تلفظ "کس ا" کے ساتھ درج ہے اس لیے اس کی تصحیح کی جانی چاہیے۔

۱۰۔ اَثنافت ا، سک ث۔ امذ۔ دوران، وقفہ، مدت، عرصہ	اِثنافت ا، سک ث۔ امذ۔ دورانِ وقفہ، مدت، عرصہ

اس لغویے کا اعرابی تلفظ "طبع پنجم" میں "کس ا" کے ساتھ درج ہے نیز اس کے درج معنوں میں "دورانِ وقفہ" مرکب اضافی" کی صورت میں درج کیا گیا ہے۔ اس کی تصحیح کی جانی چاہیئے کیوں کہ اس لغویے کا ملفوظی تلفظ "فت ا" کے ساتھ ہی درج ہے۔ معنی کی سطح پر "طبع اول" سے یہ سند ملتی ہے کہ اس لغویے میں دوران اور وقفہ دو الگ معنی ہیں۔

۱۱۔ اِجازَہ کس ا، فت ز۔ امذ۔ اَجازت (رک) کی اصل شکل	اِجازَہ کس ا، فت ز۔ امذ۔ اَجازت (رک) کی اصل شکل

"طبع اول" میں اَجازہَ کے لغویے کے معنی میں "اِجازت" کی طرف رجوع کرنے کا کہا گیا ہے، جب کہ اِجازت کا لغویے کا اندراج نہیں کیا گیا۔ "طبع پنجم" میں اس کا اہتمام کرتے ہوئے اس لغویے سے قبل "اجازت" کا لغویہ مع معنی درج ہے جو کہ ایک مثبت قدم ہے۔

۱۲۔ اِجتہاد کس ا، سک ج، کسِجَ ت۔ امذ کوشش، محنت، جستجو	اِجْتہاد کس ا، کس ج، کسِجَ ت۔ امذ کوشش، محنت، جستجو

"طبع اول" میں اس لغویے پر "ا" کے علاوہ اعراب درج نہیں، جب کہ "طبع پنجم" میں اعراب لگائے گئے ہیں، جو کہ مثبت قدم ہے لیکن یہاں ملفوظی تلفظ میں "سک ج" کے بجائے "کس ج" درج کیا گیا ہے، جو طباعت کی غلطی ہے اس لیے اس کی اصلاح کی جانی چاہیئے۔

۱۳۔ اَجْر فت ا، سک ج۔ امذ۔ صلہ، بدلہ، عوض، انعام، ثواب	اَجَر فت ا، سک ج۔ امذ۔ صلہ، بدلہ، عوض، انعام، ثواب

اس لغویے کا ملفوظی تلفظ "طبع پنجم" میں درست ہے لیکن اعرابی صورت میں اس لغویے میں "ج" کو فتحہ کے ساتھ درج کیا گیا ہے جو طباعت کی غلطی ہے۔

۱۴۔ اَجسام کے لغویے کا واحد جِسم درج ہے۔	اَجسام کے لغویے کا واحد جَسم درج ہے۔

طبع پنجم میں "جَسم" کا اندراج بلاشبہ طباعت کی غلطی ہے کیوں کہ یہ لغویہ "کس ج" کے ساتھ "جِسم" ہی بولا جاتا ہے۔

۱۵۔ اَجَل فت ا، ج۔ امث۔ مقررہ وقت، مراد موت	اَجَل فت ا، ج۔ امث۔ مقررہ وقت، مراد: موت
اَجَلّ فت ا، ج۔ صف۔ عظیم، ذی مرتبت، مہا، مہان	اَجَل فت ا، ج۔ صف عظیم، ذی مرتبت، مہا، مہان

"طبع اول" میں دو ہم ترسیم (Homographs) لغویے "اَجَل" اور "اَجَلّ" درج ہیں، جن کے اعراب میں اختلاف ہے یعنی ان کا تلفظ مختلف ہے۔ ملفوظی تلفظ میں اس کو درج نہیں کیا گیا لیکن اعرابی صورت میں "ل" تشدید کے ساتھ درج ہے، جب کہ "طبع پنجم" میں "ل" پر تشدید درج نہیں۔ اس وجہ سے ان دو مختلف لغویوں کا تلفظ ایک جیسا درج ہے اس لیے اعرابی صورت میں "ل" پر تشدید کے ساتھ ملفوظی تلفظ میں بھی اس کا اضافہ کیا جانا چاہیئے۔

١٦۔ اِجمال کس ا، سک ج۔ امذ اختصار، خلاصہ۔ صف: اَجمالی مختصر، مشترک	اِجمال کس ا، سک ج۔ امذ اختصار، خلاصہ۔ صف: اِجمالی مختصر، مشترک

"طبع اول" میں اس لغویے کی صفت "فت ا" کے ساتھ اَجمالی درج ہے، جو کہ غلط ہے۔ "طبع پنجم" میں "اِجمالی" درست ہے کیوں کہ اس لغویے کا تلفظ "کس" کے ساتھ درست ہے۔

١٧۔ اَچُت فت ا، ضمہ چ۔ صف۔ جسے گرایا نہ جا سکے، مضبوط، محکم	اَچُت فت ا، ضمہ چ۔ صف۔ جسے گرایا نہ جا سکے، مضبوط، محکم
اُچِت ضمہ ا، کس چ۔ صف مناسب بہتر	اندراج نہیں کیا گیا

"طبع اول" میں دو ہم ترسیم (Homographs) لغویے "اَچُت" اور "اُچِت" درج ہیں۔ جب کہ "طبع پنجم" میں "اُچِت" کے بجائے "اُچُت (ضمہ ا، سک چ) کا لغویہ بہ معنی کھیت میں چڑیوں کو ڈرانے کے لیے کھڑی کی ہوئی آدمی سے ملتی جلتی صورت، چشمارو، درج ہے، جو کہ اسی صفحے پر درج لغویے "اُچکا" کے معنی ہیں۔ یہ طباعت کی غلطی ہے کیوں کہ "طبع اول" میں "اُچُت" کا لغویہ موجود نہیں اس کی جگہ "اُچِت" کا لغویہ بہ معنی مناسب اور بہتر درج ہے اس لیے اس کی تصحیح لازم ہے۔

اُچھُّو ضمہ ا، شد چھ، فت ب۔ امذ حلق کا پھندا، سانس کی نالی میں کوئی چیز اٹک جانے سے اٹھنے والا کھانسی کا ٹھکا	اَچھُّو ضمہ ا، شد چھ۔ امذ حلق کا پھندا، سانس کی نالی میں کوئی چیز اٹک جانے سے اٹھنے والا کھانسی کا ٹھکا

"طبع اول" میں اس لغویے کا تلفظ اعرابی صورت میں درست درج ہے، جب کہ ملفوظی تلفظ میں "فت ب" طباعت کی غلطی ہے، جسے اب درست کر دیا گیا ہے۔ تاہم "طبع پنجم" میں "ا" پر اعرابی صورت میں "ضمہ" کے بجائے "فتحہ" لگائی گئی ہے جو کہ طباعت کی غلطی ہے جسے درست کیا جانا چاہیے۔

١٩۔ اِختوا سمج ا، سک ح، سمج ت۔ امذ گھیرنا، جمع کرنا، سمیٹنا، یکجا کرنا، جزویات پر حاوی ہونا، احتیاز، صف۔ محتوی گھیرنے والا، محیط	اِختوا سمج ا، سک ح، سمج ت۔ امذ گھیرنا، جمع کرنا، سمیٹنا، یکجا کرنا، جزویات پر حاوی ہونا، احتیاز، صف۔ محتوی، گھیرنے والا، محیط

احتوا کے لغویے کی صف "محتوی" بہ معنی گھیرنے والا ہے، جب کہ "طبع پنجم" میں اس کی صف بہ معنی گھیرنے والا درج ہے جو کہ طباعت کی غلطی ہے۔

۲۰۔ اَحَد فت ا، ح، اکیف مث اَحَدِیَّت (کس د، شد فت ی) یکتائی	اَحَد فت ا، ح، اکیف مث اَحَدِیَّث (کس د، شد فت ی) یکتائی

طبع پنجم میں "اَحَد" بہ معنی یکتائی کی اسم کیفیت مونث میں "ت" کو "ث" سے بدل کر اَحدِیَّث کر دیا گیا ہے جو کہ طباعت کی غلطی ہے۔

۲۱۔ اِختلاط کس ا، سک خ، فت ج ت میل جول، ربط ضبط، تعلق، بے تکلفی کی علامت	درج نہیں

"طبع اول" میں درج لغویے "اِختلاط" کا "طبع پنجم" میں اندراج نہیں کیا گیا۔

۲۲۔ اِخوان الصَّفا (نُس سَ فا) صاف دل لوگ	اِخْوانُ الصِفّا (نس س فا) صاف دل لوگ

"طبع اول" میں "اخوان" کے ذیل میں درج لغویے "اِخوان الصَّفا (نُس سَ فا) میں "ص" فتحہ تشدید کے ساتھ درج ہے، جب کہ "طبع پنجم" میں "ص" کسرہ اور "ف" تشدید کے ساتھ درج ہے نیز اعراب بالحروف کے تحت درج تلفظ پر اعراب نہیں لگائے گئے۔

ان منتخب صفحات میں موجود اغلاط اوپر درج کی گئی ہیں ایسا نہیں کہ بہتری کی صورت پیدا نہیں کی گئی۔ کچھ اغلاط جو "طبع اول" میں موجود تھیں ان کی تصحیح بھی کی گئی ہے۔ جیسے کے "اِجازہ" اور "اِجمال" کے لغویے میں درج اغلاط کو دور کیا گیا ہے۔ تاہم طباعت کی غلطیاں زیادہ ہیں۔ امید ہے کہ فرہنگ تلفظ کی اگلی اشاعت میں طباعت پر توجہ دی جائے گی۔

اندراجات کے ضمن میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ فرہنگ تلفظ میں سے بعض لغویوں کو خارج کر دیا گیا ہے، جن میں سے کچھ لغویے ایسے ہیں، جن کے اندراج پر سید رضوان علی ندوی نے اعتراض اٹھایا ہے۔ فرہنگ تلفظ (طبع چہارم) میں ان لغویوں کی جگہ دائرہ لگایا ہے۔ اس کی نشان دہی ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے بھی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> سید رضوان علی ندوی صاحب نے اپنے ایک مقالے میں سخت اعتراضات کیے۔۔۔ اس کی بعد کی اشاعت میں ان اعتراضات کی روشنی میں کچھ تبدیلی بھی کی گئی اور بعض ایسے الفاظ جن کے بارے میں ندوی صاحب نے شدید اعتراض کیے تھے۔۔۔ ان کو بعد کی اشاعت سے اس طرح نکالا گیا کہ ان کی جگہ خالی ہے اور وہاں صفحے کے درمیان میں دائرہ بنا دیا گیا ہے۔[۱]

فرہنگ تلفظ (طبع پنجم) میں یہ اختصاص باقی نہیں اور نہ ہی ان لغویوں کے فرہنگ تلفظ سے اخراج کی توجیہ بیان کی گئی ہے۔ راقمہ کے خیال میں فرہنگ تلفظ کے ابتدائی صفحات میں ان لغویوں کے اخراج کی توجیہ درج کی جانی چاہیے۔ فرہنگ تلفظ (طبع چہارم) میں کل دس صفحات پر دائرے لگائے گئے ہیں۔[۲] لیکن صرف "سات" لغویوں کو خارج کیا گیا ہے۔ جو درج ذیل ہیں:

اِملاق کس ا، سک م۔ امذ

تنگ دستی، افلاس[۳]

تَبَطُّق فت ت، ب، شد ضم ط۔ امذ

باطن میں پوشیدہ رکھنا، چھپانا۔[۴]

تَخَبِیر فت ت، سک خ، ی مع۔ امث

ترجیح، انتخاب[۵]

تَسَرِّی فت ت، س شد ر، امث

کنیز کو حرم بنانا، نکاح میں لانا۔[۶]

تَخَطِیط فت ت، سک م، ی مع۔ امث

قرأت میں آوازوں کو کھینچنا[۷]

حَرِیسَہ فت ح، ی مع۔ امذ

ایک طرح کا کھچڑا یا حلیم۔[۸]

قَزِیفَہ فت ق، ی مع، فت ف، ہ غم۔ امذ

توپ کا گولا (انگ: Missile کے لیے مستعمل)[۹]

ان صفحات میں سے دو صفحات ایسے ہیں جن پر دائرہ تو لگایا گیا ہے مگر وہاں سے کوئی لغویہ خارج نہیں کیا گیا[۱۰]۔ ایک صفحے پر دائرہ اس لیے لگایا گیا ہے کہ وہاں "پے" کے ذیل میں دو لغویوں میں سے ایک لغویے کے معنی مکمل درج نہیں ہیں۔

پےَ (۲) ولین امث

عَقب، پُشت، پچھاڑی۔[۱۱]

اس لغویے کے آگے "م۔ف: پئے (ے مج) کے پیچھے، کے عقب میں، کے واسطے، کے لیے" درج نہیں ہے۔

اس باب کا مقصد فرہنگ تلفظ کا تجزیاتی مطالعہ ہے، تا کہ اس فرہنگ کی اہمیت کو ثابت کرتے ہوئے اس میں اگر بہتری کی گنجائش ہو تو اسے مزید بہتر بنایا جا سکے، جس کے لیے مجوزہ تحقیقی خاکے کا اطلاق فرہنگ تلفظ کے اندراجات پر کیا جائے گا۔ اس تحقیقی خاکے کا تفصیلی تعارف باب دوم میں موجود ہے۔ اس لیے یہاں اختصار کی غرض سے صرف تحقیقی ڈھانچے کے نکات کو بیان کیا گیا ہے جو درج ذیل ہیں:

ا۔ اندراج تلفظ کے اصول۔

اردو لغات میں تلفظ کو ظاہر کرنے کے لیے عمومی طور پر چار طریقے مروج اور معروف ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ملفوظی طریقہ تلفظ:

ملفوظی طریقہ تلفظ، جسے توضیحی طریقہ تلفظ بھی کہا جاتا ہے۔ اس طریقہ تلفظ میں لغویے کے اندراج کے بعد قوسین میں تلفظ لکھ کر درج کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

فرض (ف، ر، مفتوح)، فرض (فتحہ اول، دوم)، فرض (فت ف، ر)

۲۔مکتوبی طریقہ تلفظ:

مکتوبی طریقہ تلفظ میں لغویے کے اندراج کے بعد اس کے حروف پر اعراب لگا دیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

دَرُو بَسْت، فَرَائِض، اَشْکال

۳۔ہم وزن / مساوی الاعراب / مساوی الحرکات:

اس طریقہ تلفظ کو ہم وزن یا مساوی الحرکات بھی کہا جاتا ہے۔ اس طریقہ تلفظ میں لغویوں کے ذریعے تلفظ درج کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر:

آوَبر وزن پاؤ، کُنوارا بر وزن گزارہ۔

اس طریقہ تلفظ کے استعمال میں ایک مسئلہ یہ ہے، کہ جس صارف کو "گزارہ" کا بھی درست تلفظ معلوم نہ ہو تو وہ "کُنوارہ" کا تلفظ کیا کرے؟ اس لیے اس طریقہ تلفظ کو اب استعمال نہیں کیا جاتا اگر کیا بھی جاتا ہے تو بہت کم استعمال میں لایا جاتا ہے۔

۴۔اعراب بالحروف:

اس طریقہ تلفظ کو حرکات بالحروف بھی کہا جاتا ہے۔ اس طریقہ تلفظ میں حرف پر حرکات لگائے جانے کے

بجائے لفظ کے درمیان اسے شامل کر دیا جاتا ہے۔ جیسے اس طریقے میں "اُن" کو "اون" لکھا جائے گا۔ تلفظ لکھنے کا یہ طریقہ اب ترک کر دیا گیا ہے۔ پرانے متون اور مخطوطات میں اس طریقہ تلفظ کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

ان طریقوں کے علاوہ ایک جدید طریقہ تلفظ بھی اختیار کیا جاتا ہے، جس کا ذکر ڈاکٹر بی بی امینہ نے اپنے مضمون "مغرب کے جدید اصول لغت نویسی" میں کیا ہے۔ وہ لکھتی ہیں:

> جدید برطانوی لغات میں صوتیاتی ترسیم کا نظام (Phonetic Transcription System) اختیار کیا گیا ہے جس کا ایک مظہر بین الاقوامی صوتیاتی ابجد (International Phonetic Alphabet) یا I-P-A ہے۔ یہ طریقہ انیسویں صدی کے اواخر میں متعارف ہوا۔ یہ رومن حروف تہجی پر مشتمل ہے---۔ مثلاً IPA کے تحت لغویہ "کرکٹ" کا تلفظ "krikit" ظاہر کیا جائے گا۔ اس کے متبادل کے طور پر دوبارہ ہجے کرنے کا طریقہ (respelling) استعمال ہوتا ہے، جو تلفظ کی ادائیگی کا ایسا طریقہ ہے، جس میں اجزائے صوت، اجزائے کلمہ یا ارکان تہجی (Syllables) کو الگ الگ تحریر کیا جاتا ہے مثلاً ہیئت (ہے، اَت)، اشیا (اَش، یا) وغیرہ۔ [۱۲]

درج بالا تمام طریقہ تلفظ میں سے "اعراب بالحروف" کو چھوڑ کر کم و بیش تمام طریقہ تلفظ کو فرہنگ تلفظ میں اپنایا گیا ہے۔ ان طریقہ تلفظ میں سے "مکتوبی طریقہ تلفظ" اور "اعرابی طریقہ تلفظ" کو بالخصوص برتا گیا ہے جب کہ مساوی الاعراب اور دوبارہ ہجے کرنا (Respelling) کے طریقے کا استعمال مکتوبی اور ملفوظی طریقہ تلفظ کے مقابلے میں کم کیا گیا ہے۔ دوبارہ ہجے کرنے (Respelling) کا طریقہ زیادہ تر وہاں اختیار کیا گیا ہے جہاں مرکب الفاظ کے تلفظ اور شمسی و قمری حروف کے تلفظ میں "ال" کے پڑھے جانے اور نہ پڑھے جانے کی وضاحت مطلوب ہے۔ فرہنگ تلفظ میں "اعراب ملفوظی و مکتوبی" کے الگ الگ ضابطے مقرر کیے گئے ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

عنوان	علامت	تخفیف	عنوان	علامت	تخفیف
الف مقصورہ	ا	-	الف ممدودہ	آ	امد / مد
الف بالا	اُ	-	الف غیر ملفوظ	ا	اغم
الف واوی	آ	-	الف زیریں	اِ	امثل ی مع
واو معروف	وُ	و مع	واو مجہول	و	وج
واو لین	ـَو	ولین	واو معدولہ	و	و غم (غیر ملفوظ)
یائے معروف	ی یہ	ی مع	یائے مجہول	ے	ے مج

یائے لین	ـَـے	یَہ / ے لین	فتحہ	ـَ	فت
کسرہ	ـِ	کس	ضمہ	ـُ	ضمہ / ضم
فت مجہول	-	فت مج	کَسرہ مجہول	-	کس مج / کسمج
ضمہ مجہول	-	ضم مج	ضمہ معکوس	ـٗ	ضمہ مجہول
فتحہ مغنُونہ	-	فت مغ	کَسرہ مغنُونہ	-	کس مغ
ضمہ مغنُونہ	-	ضم مغ	نونِ صحیح	ن	ن
نُونِ غُنہ	ں	غنہ	میم بہ شکلِ ن	نہ	ن مثل م
تشدید	ـّ	شد	جزم	ْ	سک
مخلوط	-	مخ			

اعراب مکتوبی:

فرہنگ تلفظ میں اعرابی مکتوبی کے لیے جو ضابطہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس ضابطے میں جو علامات اور اعراب ملتے ہیں۔ ان میں فتحہ (ـَ)، کسرہ (ـِ)، ضمہ (ـُ)، جزم و سکون (ـْ)، تشدید (ـّ)، واو معروف (ـُ و)، واو مجہول (ـ و)، واو لین (ـَو)، واو معدولہ (ºو)، یائے معروف (ـِ ی)، اور ضمہ معکوس (ـٗ) شامل ہیں۔ ان کے علاوہ فتحہ مجہول، کسرہ مجہول، ضمہ مجہول، فتحہ مغنونہ، کسرہ مغنونہ اور ضمہ مغنونہ کی علامات کا اندراج فرہنگ تلفظ (طبع پنجم) میں نہیں کیا گیا۔ یہ علامات فرہنگ تلفظ کا اختصاص ہے، جنھیں بحال کیا جانا چاہیے۔

فرہنگ تلفظ میں، جن طریقہ تلفظ کو فوقیت دی گئی ہے۔ ان میں "ملفوظی" اور "اعرابی" طریقہ تلفظ شامل ہیں۔ فرہنگ تلفظ میں ملفوظی اور اعرابی طریقہ تلفظ کی صورت یوں ہے:

اِخلاص   کس ا، اسک خ۔ امث۔

نیک نیتی، خلوص، دوستی، خیر خواہی

قرآن کریم کی ایک سورت کا نام جو آخر سے تیسری ہے۔[13]

تَکَلُّم   فت ت، فت ک، شد ضم ل۔ امذ۔

بولنا، بات کرنا[14]

مَعیُوب   فت م، سک ع، و مع۔ صف۔

جس سے عیب لگے ناپسندیدہ[15]

مَرَض   فت م، ر۔ امذ

جسمانی یا ذہنی عارضہ، روگ، علت، آزار، بیماری[16]

ان دو طریقوں کے ساتھ مساوی الاعراب اور دوبارہ ہجے کرنے (respelling) کے طریقہ کار کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں مساوی الاعراب کے استعمال کی نوعیت یوں ہے:

پاؤ   سک و (بروزن آو)۔ صف

عددِ کسری ایک چوتھائی[17]

مُنڈانا   ضمہ مغ م۔ ف م (بروزن اٹھانا)

اُسترا پھروانا، بال استرے سے صاف کرانا[18]

حَلی   فت ح، امذ۔ (بروزنِ علی)

زیور۔ گہنا[19]

فرہنگ تلفظ میں دوبارہ ہجے کرنا (Respelling) کے استعمال کی نوعیت ملاحظہ کیجیے:

ذُو مَعنَیین   (مَع نَ یَین، بَرُوَزن مشرقین)

جس کے دو معنی نکلتے ہوں (لفظ یا کلام)[20]

خُطوُط بالیدگی   (بالی دَگی)

درخت کے تنے میں یا سیپ کے اوپر گول دائرہ نما نشانات جو اس کی تدریجی پختگی کو ظاہر کرتے ہیں۔[21]

خَلطِ مَبُحَث   (خَ لُ طے مَ بَ حَ ثْ)

غیر متعلق بات، چھیڑ دینا[22]

دستور العمل   (دَس تُو رُل عَ مَل)

بندھے ہوئے قوانین یا طریقے (انگ: rules of procedure)[23]

مَغلُوبُ الغَضَب   (مَغ لُو بُل غَ زَب)

غصیل[24]

فرہنگ تلفظ میں اگرچہ ان طریقہ تلفظ کو اختیار کرنے کی سعی کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود کچھ مسائل موجود ہیں جن کا ذکر ذیل میں پیش کیا گیا ہے:

۱۔ اگرچہ بعض جگہ توفرہنگ تلفظ میں اعرابی اور مکتوبی دونوں تلفظ وضاحت کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں، لیکن بعض جگہ تلفظ کی مکمل وضاحت کے لیے لغویے کے ہر حرف پر اعراب نہیں لگائے گئے، کہیں اعراب ملفوظی نامکمل ہیں اور کہیں اعراب مکتوبی میں کچھ حروف کے اعراب کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

اعراب ملفوظی کے نامکمل ہونے کی مثالیں:

بَست فت ب، سک، امث

شے، چیز[۲۵]

اس لغویے کا مکمل ملفوظی تلفظ "فت ب، سک س" ہونا چاہیے۔

جالِب کس ل۔ صف

اپنی طرف کھینچنے والا، کشش کرنے والا، بٹورنے حاصل کرنے والا[۲۶]

اس لغویے کا ملفوظی تلفظ "فت ج، کس ل" ہونا چاہیے۔

حَرّاف فت ح، شد ر

کسی حرفے کا ماہر، عیار، چالاک[۲۷]

اس لغویے کا مکمل ملفوظی تلفظ "فت ح، شد فت ر" ہونا چاہیے۔

خِیّاط ملفوظی تلفظ درج نہیں[۲۸]

اس لغویے کا مکمل ملفوظی تلفظ فرہنگ تلفظ(طبع چہارم) میں اس طرح درج ہے

خیّاط فت ح، شد ی

درزی[۲۹]

فَرْشی فت ف، سک ر

فرش سے تعلق رکھنے والا نیز رک: فراشی[۳۰]

اس لغویے کا مکتوبی اور اعرابی تلفظ "فَرْشِی" (فت ف، سک ر، کس ش) ہونا چاہیے۔

اعراب مکتوبی کے نامکمل ہونے کی مثالیں:

جبلّت کس ج، ب، شد فت ل، امث

سرشت، فطری خصلت، خلقی خصوصیات[۳۱]

اس لغویے کا ملفوظی تلفظ مکمل مگر اعرابی تلفظ میں صرف "شد" ڈالنے کو کافی سمجھا گیا ہے۔ اعرابی صورت میں اس لغویے کا مکمل تلفظ "جِبِلّت" ہونا چاہیئے۔

جپ فت ج

جاپ [۳۲]

اس لغویے پر اعراب نہیں لگائے گئے اس کا اعرابی تلفظ "جَپ" ہونا چاہیئے۔

فرہنگ تلفظ میں کیوں کہ ان دونوں طریقہ تلفظ کا استعمال زیادہ کیا گیا ہے۔ اس لیے لغویے کا تلفظ "اعرابی اور ملفوظی" دونوں صورتوں میں مکمل ہونا چاہیے تا کہ صارفِ فرہنگ اپنی سہولت کے مطابق اس سے استفادہ کر سکے۔

۲۔ فرہنگ تلفظ میں درج مکتوبی تلفظ میں یکسانیت کی کمی ہے۔ اس نکتے کی تفہیم کے لئے درج ذیل مثالیں ملاحظہ کیجیے:

سُلف ضمہ س، سک ل۔ امذ

ساڑھو، ہم زلف۔ نیز سِلف [۳۳]

سَمُّکھ فت س، شد ضم م۔ صف۔

سامنے، آمنے سامنے۔ نیز اصلاً سَمکھ [۳۴]

ان لغویوں میں پیش (ـُ) کی حرکت کے لیے جو مخفف استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں یکسانیت نہیں ایک جگہ "ضمہ" اور دوسری جگہ "ضم" لکھا گیا ہے۔ تاہم فرہنگ میں جو مخفف زیادہ استعمال میں لایا گیا ہے وہ "ضمہ" ہے۔ راقمہ کے خیال میں اسے ہی اپنایا جانا چاہیے۔

فَرَح فت ف، ر۔ امث

خوشی، خرمی، شادمانی، چین، آسودگی [۳۵]

دَرَخْت فت د، فت ر، سک خ۔ امذ

پیڑ، پودا، شجر، نہال [۳۶]

ان دونوں لغویوں میں پہلے دونوں حروف "فتحہ (ـَ) کے ساتھ درج ہیں۔ ان کے ملفوظی تلفظ میں ایک کے لیے "فت ف ر" جب کہ دوسرے کے لیے "فت د، فت ر" لکھا گیا ہے۔ راقمہ کے خیال میں ان میں سے کوئی ایک طریقہ کار اختیار کیا جائے تو بہتر ہے۔ اسی طرح فرہنگِ تلفظ میں کسرہ مجہول کے لیے بھی دو مخففات "کس مج" اور "کسمج" اپنائے گئے ہیں۔ ان میں سے بھی کسی ایک کو اپنایا جائے تو بہتر ہے۔ مثال کے طور پر:

اِنْدراج   کس ا، سک ن کسج د۔ امذ

درج کرنا، فہرست، جدول وغیرہ میں چڑھانا لکھنا[۳۷]

نامِ خُدا   کس مج م، ضمہ خ۔ کلمۂ دعا

خدا رکھے، چشمِ بد دور، ماشاء اللہ۔[۳۸]

جاؤشیر   وج، ی مع۔ امذ

ایک درخت جس کا گوند یا دودھیا ریزش نیز پتے دواء مستعمل ہے۔[۳۹]

جَبسِیا   فت ج، سک ب، کس س۔ امث

وہ زمین جو جوانسے کی بیل کا جال پھیل جانے کی بنا پر قابلِ کاشت نہ رہے۔[۴۰]

ان دونوں لغویوں کے ملفوظی تلفظ پر غور کریں تو "ی" سے پہلے حرف پر کسرہ ہونے کے باعث ملفوظی تلفظ میں یائے معروف "ی مع" لکھا ہے، جب کہ دوسرے لغویے کے ملفوظی تلفظ میں "ی مع" کے بجائے "کس س" لکھا ہے۔ اس حوالے سے بھی ملفوظی تلفظ میں یکسانیت لانے کی ضرورت ہے۔ ملفوظی تلفظ میں ایک اختلاف "شد" کا بھی ہے۔ اس کے لئے ذیل کی مثال ملاحظہ کیجئے:

جَرّار   فت ج، شد ر۔ صف

کثیر، بھاری، زبردست[۴۱]

خِفَّت   کس خ، شد فت ف۔ امث

ندامت، شرمندگی، سبکی، ہلکا پن[۴۲]

ان لغویوں میں "شد" کی صورت میں موخر الذکر اعرابی اور ملفوظی دونوں طرح سے مکمل ہیں۔ اس لیے فرہنگ تلفظ میں اس طرح کے لغویوں کے اندراج میں اس بات کو ملحوظ رکھا جانا چاہیے۔ راقمہ کے مشاہدے کے مطابق اس طریقے کو فرہنگ تلفظ کے آخری صفحات میں بہتر طور پر برتا گیا ہے۔ ابتدائی صفحات میں اس کا التزام نہ ہونے کے برابر ہے۔

۳۔ بعض جگہ اندراج تلفظ میں طباعت کے دوران بد احتیاطی کے سبب اعرابی اور ملفوظی تلفظ میں اغلاط سامنے آتی ہیں، جن میں سے چند ایک کی مثالیں ذیل میں درج ہیں:

دباؤ   فت د، وج۔ امذ

بوجھ، فشار، زور، اثر، رعب، دھوم دھام[۴۳]

اس لغویے کے ملفوظی تلفظ میں "فت و" کے بجائے "فت د" لکھا جانا چاہیے۔

فَرِستادَہ فت ف د، کس ر، سک س۔ صف۔

بھیجا ہوا۔ [۴۴]

اس لغویہ کا ملفوظی تلفظ "فت ف د" کس ر، سک س" کے بجائے "فت ف، کس ر، سک س، فت د" لکھا جانا چاہیے۔

نُہ (۱) ضمہ مج ن۔ عدد نو

نہٗ (۲) ضم مج ن (دیہاتی) ناخن [۴۵]

اس لغویے کے اندراج میں ملفوظی طور پر پیش (ُ) کا مخفف "ضمہ" کے بجائے "ضم" ڈالا گیا ہے اس کے علاوہ اول الذکر لغویے میں ضمہ مج کے بجائے ضمہ (ُ) ڈال دی گئی ہے۔

یَثْرَب فت ی، سک ث، کس ر

مدینے کا قدیم نام [۴۶]

اس لغویے میں اعرابی صورت میں "ر" پر فتحہ اور ملفوظی تلفظ میں "کس ر" درج ہے۔ جو کہ غلط ہے اس لغویے کا ملفوظی تلفظ "فت ر" کے ساتھ درج کیا جانا چاہیے۔

فَجائیہ ضمہ ف، کس ء، فت ی

وہ کلمہ جو اچانک منہ سے نکل جائے [۴۷]

اس لغویے میں اعرابی تلفظ "ضمہ ف" کے بجائے "فت ف" سے درج ہے، جو کہ درست نہیں۔ کیوں کہ ملفوظی صورت میں اس لغویے کا تلفظ "ضمہ ف" درج ہے۔ اس لغویے کا ملفوظی تلفظ بھی نامکمل ہے۔ اسے "ضمہ ف، فت ج، کس ء، فت ی" درج کیا جانا چاہیے۔

نَثّار فت ن، شدت۔ صف

نثر نگار [۴۸]

اس لغویے کے ملفوظی تلفظ میں "ث" کے بجائے "ت" درج ہے، جو طباعت کی غلطی ہے۔

فِرِشْتَہ کس ف ر، سک ش، فت۔ اند

ایک نادیدہ آسمانی مخلوق جو عقیدے کے مطابق احکام الٰہی بجالانے پر معمور ہے۔ [۴۹]

اس لغویے کے اعرابی اور ملفوظی دونوں تلفظ غلط درج ہیں کیوں کہ اس لغویے کا تلفظ فرشتہ (فت ف، کس ر، سک ش، فت ت) درست ہے۔

فَرمائِش فت ف، سک ر، کس ء۔ امث

خواہش، مطالبہ، حکم، ارشاد۔[۵۰]

اس لغویے کے اعرابی تلفظ میں "ء"فت کے ساتھ درج ہے، جو کہ غلط ہے۔ اس لغویے کے ملفوظی تلفظ کو دیکھتے ہوئے یہاں "ء" کے ساتھ کسرہ آنا چاہیے۔

۴۔ فرہنگ تلفظ میں درج لغویوں کے تلفظ میں افراط و تفریط بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ بعض لغویوں کے ملفوظی تلفظ میں ایک اور دو حرف کا تلفظ درج کرنے کو کافی جانا گیا ہے۔ اسی طرح بعض جگھوں پر ملفوظی تلفظ مکمل ہے۔ اور اسے سمجھنے میں دشواری پیدا نہیں ہوتی۔ ذیل میں چند مثالیں ایسے لغویوں کی درج کی گئی ہیں، جن کا ملفوظی تلفظ مکمل ہے اور پڑھنے میں دشواری پیدا نہیں ہوتی ہے۔

بَخشِندَگی فت ب، سک خ، کس ش، سک ن فت د۔[۵۱]

بَخشِنہار فت ب، سک خ، فت ش، سک ن۔[۵۲]

جَلتَرَنگ فت ج، سک ل، فت ت، فت ر، غنہ۔[۵۳]

سَرِشتَہ فت س، کس ر، سک ش، فت ت، ہ غم۔[۵۴]

مُستَغرَق ضمہ م سک س، فت ت، سک غ فت ر۔ صف[۵۵]

ان لغویوں میں ملفوظی طریقہ تلفظ مکمل ہے، جو کہ عام فہم ہے اس لیے ضروری ہے کہ فرہنگ تلفظ میں اندراج تلفظ کے دوران تمام لغویوں کا ملفوظی تلفظ مکمل طور پر لکھا جائے، جو الجھاؤ پیدا نہ کرے۔ تاکہ ایک عام خواندہ شخص بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔

۵۔ فرہنگ میں درج مساوی الاعراب کے ذریعے جو تلفظ بتائے گئے ہیں۔ ان میں سے اکثر لغویوں کا تلفظ سمجھ آنے کے بجائے مزید الجھ کر رہ جاتا ہے مثال کے طور پر ملاحظہ کیجیے:

سَتھراؤ فت س، سک ت، وج (بروزن سرکار)[۵۶]

دوچار وج (بروزن خمار و پوشاک)[۵۷]

رَچاؤ فت ر، وج (بروزن نکھار)[۵۸]

رائے ے ج (بروزن رات)[۵۹]

شِبہ کس ش، سک ب، ہ ملفوظ (بروزن رزق)[۶۰]

مُتَرجِم ضمہ م، فت ت، کس ر کس ج (بروزن مصنف)[۶۱]

جیسا کہ پہلے بھی بات کی جاچکی ہے کہ، جس صارف کو درج لغویے کا تلفظ معلوم نہ ہو گا وہ مطلوبہ لغویے کے تلفظ تک نہیں پہنچ سکتا راقمہ کے خیال میں اندراج تلفظ کا یہ طریقہ فرسودہ ہو چکا ہے اور اب کار گر نہیں رہا۔

۶۔ فرہنگ تلفظ میں دوبارہ ہجے کرنا(Respelling) کا طریقہ کار قابل صراحت ہے۔ تاہم اس طریقہ تلفظ کے اندراج میں احتیاط ضروری ہے کیوں کہ طباعت کی غلطی سے تلفظ کے بگڑنے کا احتمال رہتا ہے مثال کے طور پر :

خَفِیفُ الحرکات (خُ فی فُل حَ رَ کات)[۶۲]

حرف "خ" پر "ضمہ" کے بجائے "فتحہ" ڈالی جانی چاہیے۔

مُعَدَّل النَّہار (مَ عُ دُ لُن نَ ہار)[۶۳]

حرف "م" پر ضمہ مجہول کے بجائے فتحہ ڈالی گئی ہے، اسے ضمہ مجہول (ـٗ) سے بدل دیا جانا چاہیے۔

۷۔ اردو میں سکون اول یعنی پہلے حرف پر جزم ڈالنے پر اختلاف ملتا ہے۔ عبد الودود قریشی کے مطابق اردو کا کوئی لفظ ساکن نہیں ہوتا۔ ان کے مطابق اگر دوسری زبانوں کے ساکن الفاظ اعراب لگانے سے توازن کھو رہے ہوں تو ان کے شروع میں "الف" کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً سکول سے اسکول اور سٹیشن سے اسٹیشن۔[۶۴]

ڈاکٹر سہیل بخاری نے اس مسئلے پر خصوصی لکھا ہے، جس کے مطابق "سکول" کو "اسکول" بولنا اہل اردو کا اجتماعی شیوہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

> لغویوں کی یہ قسم عجیب سی ہے جس کی ابتدا میں دو حرف صحیحہ پے در پے آتے ہیں، کیوں کہ آج اس برصغیر میں جتنی زبانیں بولی جارہی ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی بنیادی مادے کی کوئی ایسی مثال نہیں مل سکتی جس میں ابتدائی حرف صحیح ساکن ہو اور جس میں دو حرف صحیحہ کے درمیان حرف علت نہ بولا جاتا ہو۔ چناں چہ اس برصغیر کی کسی زبان میں بھی لفظ اسکول کا تلفظ سین ساکن سے نہیں کیا جاسکتا۔[۶۵]

ڈاکٹر سہیل بخاری نے انگریزی کے ان الفاظ کے آگے "الف" کا اضافہ کرنے کی حمایت کی ہے، جن کا پہلا حرف ساکن ہو۔ انھوں نے مثالوں کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ اردو میں ہند یورپی لفظ کے ابتدائی مرکب حروف صحیحہ (مصمتوں) کے درمیان زیر کا اور ابتدائی ساکن حرف سے قبل الف مقصورہ کا اضافہ اردو کی اپنی ایجاد نہیں بلکہ خود ہند یورپی زبانوں کا اصول ہے۔ لہٰذا اہل اردو، جو "سکول" کو "اسکول"، "سٹیشن"، "اسٹیشن" اور "سٹول" کو "اسٹول" بولتے ہیں۔ اُسی اصول کی پیروی کرتے ہیں۔

عبدالودود قریشی اور سہیل بخاری کے برعکس شان الحق حقی کا مؤقف ہے کہ اب عوام سکون اول پر قادر ہو رہی ہے اس لیے "سکول" اور "سٹینڈ" بولنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔[۶۶] ان ماہرین کے برعکس ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اس مسئلے پر اپنے مضمون "اردو صوت رکن مصمتی خوشے اور تلفظ کا مسئلہ" میں ایسے الفاظ جن کے آغاز میں پہلا حرف ساکن ہوتا ہے پر لسانیاتی نقطہ نظر سے تفصیلی گفتگو کی ہے۔[۶۷]

ان کی رائے میں اردو میں "سَکول"، "سِکول" اور اِسکول" تینوں تلفظ درست ہیں اور یہ بات اس طرح کی قبیل کے دوسرے الفاظ پر بھی صادر آتی ہے۔ راقمہ کے خیال میں یہ رائے قابل قبول ہے کیوں کہ اردو میں ایسے الفاظ کے تینوں تلفظ سننے کو ملتے ہیں۔ اب رہی بات فرہنگِ تلفظ میں ایسے لغویوں کے اندراج کی تو اس میں سکون اول کے ساتھ درج لغویے درج ذیل ہیں:

دُرِشٹی　سک د، کس ر، سک ش۔ امث

نظر، نگاہ[۶۸]

دُرون　سک د، وج۔ اند

حجم کا ایک پیمانہ، ایک آڑھک کے برابر[۶۹]

کُلَب　سک ک، فت ل۔ امث

ہم مذاق، ہم مشرب ارکان کے باہمی ارتباط کا مقام ادارہ یا انجمن[۷۰]

نُرِپ　سک ن، کس ر، فت پ۔ اند۔

راجہ سورما، عام نِرپ[۷۱]

بُرِچھ　سک ب، کس ر، سک چھ۔ اند۔

درخت، پیڑ۔ (اصلاً، س: ورکش)[۷۲]

ان لغویوں کے علاوہ راقمہ کو فرہنگ تلفظ میں کوئی لفظ ساکن کے ساتھ درج نہیں ملا نیز " اسکول"، "اسٹینڈ"، "اسٹیشن" یا "سکول"، "سٹینڈ"، "سٹیشن" جیسے انگریزی لغویوں کو درج نہیں کیا گیا۔

۸۔　فرہنگِ تلفظ میں بعض جگہ درج لغویے "مکتوبی" اور "ملفوظی" دونوں صورتوں میں تلفظ واضح کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں مثلاً۔

سَرکَنڈا　فت س، سک ر، فت ک۔ سک ن۔ اند

سرکی کے پودے کی قلم یا شاخ[۷۳]

بِسْرام   کس ب، سک س۔ امذ

قیام، پڑاؤ، آرام، استراحت [۷۴]

مَفْہُوم   فت م، سک ف، و مع۔ امذ

مطلب، مغنی، صف: جو کچھ سمجھا گیا ہو، جو سمجھ میں آئے۔[۷۵]

اس لغویے کے معنی کے اندراج میں "معنی" کو مغنی لکھا گیا ہے، جو طباعت کی غلطی ہے۔

اس تمام تر بحث میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ فرہنگ تلفظ میں درج اندراجِ تلفظ کے طریقہ کار کو بہتر کیا جانا چاہیے کیوں کہ بعض لغویوں کا ملفوظی تلفظ مکمل نہیں، بعض پر اعرب نہیں، بعض میں طباعت کی اغلاط سامنے آجاتی ہیں۔ اس کے ساتھ فرہنگ میں اندراج تلفظ کے ضمن میں یکساں طریقہ کار اختیار کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۲۔ مکانی اختلافات اور تلفظ

تلفظ دراصل زبان کے بولنے سے تعلق رکھتا ہے یعنی کسی لفظ کو لکھنے کے بعد کس طرح بولا جائے گا۔ اصطلاح میں کسی املائی صورت کو صوتی شکل دینے کے عمل کو تلفظ کہتے ہیں۔[۷۶]

اردو ایک بین الاقوامی زبان کی حیثیت سے جانی جاتی ہے۔ اس کے بولنے والے مختلف خطوں اور علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے اردو زبان کے تلفظ میں اختلاف کی صورت مزید بڑھ جاتی ہے۔ کیوں کہ زبان پر اکثر و بیش تر علاقائی لب و لہجہ غالب آجاتا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ کچھ علاقوں کے لوگ بعض الفاظ کے تلفظ سے عاری ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بنگال میں رہنے والے "ج" کو "ز" سے بدل دیتے ہیں۔ نصیر احمد خان لکھتے ہیں:

> اردو زبان کے تلفظ کی یہ علاقائی تعریف فطری ہے اور ان کے علاقائی معیار بھی درست ہیں لیکن معیاری اردو کا ایک الگ تلفظ ہے، جس کا ریکاڈ بھی ہوتا ہے۔[۷۷]

اسی کے پیش نظر ڈاکٹر نذیر آزاد نے یہ رائے دی ہے کہ کسی لغت یا فرہنگ میں اندراجِ تلفظ کے دوران علاقائی تلفظ میں الجھنے سے گریز کرتے ہوئے اردو کے معیاری تلفظ کو فوقیت دی جائے۔ تاہم چیدہ چیدہ مکانی تلفظ کا تذکرہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ فرہنگ تلفظ میں اس اُصول کے پیش نظر تلفظ کے مکانی اختلاف کو درج نہیں کیا گیا۔ ذیل میں چند مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

مکانی تلفظ	فرہنگ میں اندراج	مکانی تلفظ	فرہنگ میں اندراج

وَقت	وَقُت	تَجاب / تزَاب	تیزاب
پَوٗنی	پَانِی	جاہَل	جاہِل
شخَص	شخُص	سازَش	سازِش
ذِکر	ذِکُر	سَیاسَت	سِیاسَت
سَونچ	سَوچ	مَطابَق	مُطابِق

البتہ چند لغویوں کے ساتھ مکانی تلفظ نیز لکھ کر درج کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:

دیس   ے مج۔ امذ۔

وطن، ملک، ولایت، علاقہ۔ نیز دیش [78]

دیوالی   ی مع۔ امث

ہندوانی تہوار جو کاتک کے مہینے میں اماوس کی رات کو منایا جاتا ہے اور اس میں چراغا کرنے کے ساتھ لکشمی دیوی کی پوجا کی جاتی ہے۔ نیز دِوالی [79]

لِیمُوں   ی مع، و مع۔ امذ۔

گول، زرد پھل جس کا کھٹا رس کھانے میں ذائقے کے لیے ڈالتے یا پانی میں گھول کر سکنجبین بناتے ہیں۔ نیز لیمو۔ [80]

وَچار   کس و۔ امذ۔

سوچ، فکر، خیال، عقل، سمجھ۔ نیز بِچار [81]

فرہنگ تلفظ میں راقمہ کو چند ایک مثالیں ایسی بھی ملیں، جن میں مکانی تلفظ کو فوقیت دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر:

مَنُجا   فت م، سک ن۔ امذ۔

گھاٹ، پلنگ۔ نیز منجھا۔ [82]

یہاں "گھاٹ" کا اندراج طباعت کی غلطی ہے یہ "کھاٹ" ہے۔ نیز "مَنُجا" مکانی تلفظ ہے جو زیادہ تر پنجاب کے رہنے والے بولتے ہیں۔

چھاں   امث

سایہ عکس۔ رک چھاؤں [83]

"چھاں" زیادہ تر پنجاب کے علاقے کے رہنے والے لوگ بولتے ہیں۔ اُردو میں "چھاؤں" زیادہ معروف اور مستعمل تلفظ ہے۔

بَجِد فت ب، کس ج، سک د۔ صف۔

مُصر، اصرار کرنے، زور دینے والا۔ غ۔ ع: بَضِد [۸۴]

اس کے برعکس "بَضد" کا لغویہ بھی فرہنگ تلفظ میں درج ہے۔ اس کے اندراج کی صورت یوں ہے:

بَضِد فت ب، کس ض۔ صف۔

مخالف، الٹا، مقابلے پر۔ نیز بَرضد عام طور پر بَجِد کے مفہوم میں رائج۔ [۸۵]

یہاں دونوں لغویوں کے معنی کچھ فرق سے درج کیے گئے ہیں، جب کہ "بَجد" کا تلفظ "بَضد" کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ کیوں کہ اکثر لوگ "ج" کو "ذ" اور "ض" کو "ج" سے بدل دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں "جلیل" نام کے لوگ "ذلیل" ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یوں فرہنگ تلفظ میں "بَجد" کے اندراج سے "بَضِد" کے درست تلفظ کی نشان دہی میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس لغویے کا ایک ہی تلفظ "بَضِد" درج کر کے اس کے آگے مکانی تلفظ "بَجِد" کی نشان دہی کر دی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

اس طرح فرہنگ تلفظ میں ایک لغویہ "ویر" درج ہے، جو کہ پنجابی لفظ ہے۔ اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

وِیر ی مع۔ صف۔ اند

بہادر، شجیع، ساونت، بہادر آدمی: (پنجابی) بھائی۔ تص: ویرا۔ نیز بیر۔ [۸۶]

۳۔ تصریفی اختلاف اور تلفظ:

زبانوں میں اخذ و استعیاب کا رجحان فطری ہے۔ یعنی زبانیں غیر ارادی طور پر دوسری زبانوں سے الفاظ مستعار لے لیتی ہیں۔ بسا اوقات اخذ کی یہ صورت ہو بہ ہو نقل کی صورت میں سامنے آتی ہے، تو کبھی تلفظ یا معنی کی سطح پر تبدیلی رونما ہو جاتی ہے۔ تصریف کے معنی انحراف اور راستے سے ہٹنا کے ہیں۔ ان معنوں کو مدِ نظر رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی لغویے کی اصل سے انکار کرتے ہوئے اس کے معنی اور تلفظ میں تبدیلی پیدا کرنے کا عمل تصریف کہلاتا ہے۔ تلفظ کے حوالے سے ماہرینِ زبان میں اس بات پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک مستعار الفاظ کا اصل تلفظ، جب کہ بعض کے نزدیک تلفظ کی تصریف شدہ حالت اصل تلفظ پر فوقیت رکھتی ہے۔ شان الحق حقی کا شمار بھی ان ہی ماہرین میں ہوتا ہے، جو زبان کے تصرف کو اصل پر فوقیت دیتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جب کسی زبان کا

سابقہ دوسری زبانوں سے پڑتا ہے تو اس میں تبدیلی کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔ اس طرح اس زبان کے بولنے والے مُستعار لغویوں کی ادائیگی اپنے صوتی مزاج کے مطابق کرنے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فرہنگ تلفظ میں مُستعار لغویوں کے اندراج میں تصریف شدہ تلفظ کو فوقیت دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر:

وِداع کس و۔ امث۔

رخصت، روانگی؛ بچھڑنا، الگ ہونا، دُلھن کی رخصتی (اصلاً: وَداع۔ فت و)[۸۷]

رِواج کس ر۔ امذ

دُستور، چلن، بندھا ہوا طریقہ (اصلاً: ع رَواج)[۸۸]

ہِجْر کس ہ، سک ج۔ امذ۔

جدائی، فراق، محبوب سے دوری (اصلاً ع: ہَجر)[۸۹]

صِدْق کس ص، سک د۔ امذ۔

سچائی، راستی، خلوص، نیک نیتی، دوستی۔[۹۰]

عربی میں اس لغویے کا تلفظ "صَدَق" ہے۔

گِرہ کس گ، فت نیز کس ر۔ امث۔

عقدہ، گانٹھ، پیچ، ڈاب، جیب، جوڑ، بند، گز کا سولھواں حصّہ (اصلاًف: گرِہ، کس ر)[۹۱]

تاہم اس اُصول کی پیروی فرہنگ تلفظ میں مکمل طور پر نہیں ملتی اور بعض جگھوں پر اصل تلفظ کو فوقیت دیتے ہوئے پہلے درج کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:

مَوسِم ولین، کس س۔ اسم مذ۔

سال کی رتوں میں سے کوئی رُت، آب و ہوا، فضا، سماں، طبعی یا جغرافیائی ماحول۔ عام: موسَم (فت س)[۹۲]

یہاں "فت س" کے ساتھ اس لغویے کو عام تلفظ کے ذیل میں درج کیا گیا ہے، جب کہ اردو میں "موسَم" رائج اور فصیح تلفظ ہے۔

حَرَکت فت ح، فت ر، فت ک۔ امث

جنبش، ہلنا، اضطرار، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا عمل۔[۹۳]

اردو میں اس لغویے کا تلفظ "سک ر" کے ساتھ "حَرْکت" درست ہے، جسے قبول عام کی سند ماہرین زبان نے فراہم کی ہے، جن میں قیوم ملک، ممتاز ڈاہر اور حکیم سید میر ظفر کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ قیوم ملک نے اپنی کتاب

اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ میں "تلفظ میں اختلاف کی اجازت" کے عنوان سے چند لغویے درج کیے ہیں، جن کا تلفظ اردو میں بدلی ہوئی صورت میں رائج ہے۔ ان درج لغویوں میں "حَرَکت" بھی شامل ہے۔[۹۴]

ممتاز ڈاہر نے سیاحت لفظی میں "تلفظ کی تبدیلی" کے عنوان سے درج لغویوں میں "حَرَکت" کا تلفظ "سک ر" کے ساتھ درج کیا ہے۔[۹۵]

"حَرَکت" کے لغویے کے تلفظ کے حوالے سے حکیم سید میر ظفر زیدی لکھتے ہیں:

> "حَرَکت اور بَرَکت کی "ر" تمام لغات میں متحرک ہے یعنی زبر کے ساتھ۔۔۔ چوں کہ حَرْکت اور بَرْکت کی "ر" ساکن میں سہولت ہے۔ لہٰذا تمام اہل زبان یا یوں کہہ لیجیے کہ تمام خاص و عام حَرْکت اور بَرْکت بولتے اور لکھتے ہیں۔[۹۶]

راقمہ کے خیال میں اس لغویے کا تلفظ "حَرْکت" ہی درج کیا جانا چاہیے۔ اسی طرح فرہنگ تلفظ میں درج لغویوں میں "بَرَکت"، "عِیادت"، "وُضو" اور مَرَض" تصحیح کا تقاضا کرتے ہیں۔ کیوں کہ ان لغویوں کا اُردو میں تصرف شدہ تلفظ "بَرْکت"، "عَیادت"، وَضُو"، اور "مَرْض" ہے۔ اس لیے اصل کے مطابق ان لغویوں کا تلفظ غلط ہونے کے باوجود اردو میں درست مانا جائے گا۔

فرہنگ تلفظ اگرچہ کچھ لغویوں کے اندراجِ تلفظ میں اصل اور تصریف شدہ دونوں تلفظ درج کیے گئے ہیں لیکن اصل تلفظ کو پہلے اور تصریف شدہ تلفظ کو "غلط العام" کا درجہ دے کر بعد میں درج کیا گیا ہے۔ "غلط العام" اغلاط فصیح کا درجہ رکھتی ہیں۔ آسان الفاظ میں یوں کہہ لیں کہ غلط العام ان اغلاط کو کہا جاتا ہے، جو عام ہو کر فصیح ہو گئی ہوں۔ یعنی باذوق اور اہل زبان حضرات انھیں استعمال کرنے لگے ہوں۔ اس لیے راقمہ کے خیال میں "غلط العام (فصیح) تلفظ کو پہلے درج کیا جانا چاہیے۔ مثال کے طور پر

عِیال   کس ع۔ اند۔

بال بچے، دست نگر افراد، کنبہ خاندان۔ غ۔ ع: عَیال (فت ع)[۹۷]

حَماقَت   فت ح، فت ق۔ امث۔

بے وقوفی، کم عقلی۔ غ۔ ع: حِماقت (کس ح)[۹۸]

عَجْز   فت ع، سک ج۔ اند

انکسار، فروتنی، خاکساری، نیز عاجزی۔ عام عِجز (کس ع)[۹۹]

کَلِمَہ   فت ک، کس ل، فت م۔ اند

بات، بول، لفظ، وہ عربی الفاظ جو اسلام قبول کرتے وقت منھ سے بولے جاتے ہیں، یا مسلمان۔۔۔۔ تجدید ایمان کے طور پر پڑھتے ہیں، غ ع: کَلُمَہ [100]

عَجَلَت فت ع، فت ج، فت ل۔ امث

جلدی، تیزی، پھرتی، رواداری۔ عام: عُجْلَت (ضمہ ع، سک ج، فت ل) فصیح

عِجلت (کس ع، نادرست)۔ [101]

راقمہ کے خیال میں لغویوں کے اندراج کے وقت اردو میں ان لغویوں کا تصرف شدہ تلفظ پہلے درج کیا جانا چاہیے۔ فرہنگ تلفظ میں اندراج کے وقت بعض مقامات پر اصل تلفظ کو تصرف شدہ تلفظ پر فوقیت دی گئی ہے۔ اسی کے پیشِ نظر راقمہ نے فرہنگ تلفظ کے ابتدائی صفحات میں شامل "اردو کے بعض تصرفات جو مروج اور مسلم ہیں" کے عنوان سے درج ایک سو سات (۱۰۷) لغویوں کا فرہنگ کے اندراجات سے موازنہ کیا تو چند اختلافات سامنے آئے۔ ذیل میں ان ابتدائی صفحات کا فرہنگ تلفظ کے اندراجات سے تقابل پیش کیا گیا ہے، جن میں سے بعض لغویے املا اور بعض تلفظ کے حوالے سے اختلافی نوعیت رکھتے ہیں۔

ابتدائی صفحات میں درج اردو لفظ	ابتدائی صفحات میں درج اصل صورت	فرہنگ تلفظ میں اندراج کی صورت	اختلاف
اِتوار (کس ا)	س: آدتیہ وار	س: آدتیہ وار	کوئی نہیں
اَچرَج (فت ا، سک چ، فت ک)	اَشچریہ	س: اشچری	اردو لفظ کے ذیل میں درج اس لغویے کے تلفظ میں طباعت کی غلطی ہے نیز املائی اختلاف
اَسامی	ع: اسم کی جمع، اردو میں واحد بہ معنی شخص، کاشت کار، ملازم کے لیے خالی جگہ	اَسامی: اصل اسام	عربی کی اصل صورت اَسام کا ابتدائی صفحات میں ذکر نہیں کیا گیا

اَفسر	ف:تاج ؛ انگریزی اوفیسر (عہدہ دار)	اَفُسَر۔ تاج،مکٹ،حاکم	ابتدائی صفحات میں اصل تلفظ "اوفیسر" درج ہے ،جب کہ فرہنگ میں درج نہیں کیا گیا۔
آوَرد	ف: آوَرد	اصلاً: آوَرد (فت و)	اندراج کے وقت زبان کی اصل درج نہیں۔ تاہم تلفظ میں کوئی اختلاف نہیں ملتا۔
باقَرخانی	ع: باقِر (کس ق)	باقَرخانی	اندراج کے وقت اس لغویے کی اصل صورت درج نہیں کی گئی۔
بالٹی	پرتگالی: بالڈی	درج نہیں	لغویہ درج نہیں
بِپتا	س: وپّتی	بِپتا: س وی ت	اس لغویے کی اصل "وی ت" جب کہ ابتدائی صفحات میں وپّتی درج ہے۔
بَرشِگال	س: ورشاکال	بَرشِگال قب: ورشاکال	کوئی نہیں
بِروَگ	س: ویوک	بِروگ، س: ویوگ	اس لغویے کی اصل " ویوگ" درج ہے،جو کہ طباعت کی غلطی ہو سکتی ہے۔
بَکَرِید	بَقَرعید / بکرا عید	بقرہ عید۔ بَکَرِید	اس لغویے کے املا اور درج تلفظ میں اختلاف ہے کیوں کہ اصل صورت میں "فت ک" کے ساتھ جب کہ فرہنگ میں "سک ک " کے ساتھ درج ہے۔

بَناسپَتی	س:وَنُسَپیہ پَتر کا	بَناس پَتی: اصلاًونس پتی	اس لغویے کی املا میں فرق ہے نیزاس لغویے کی اصل بھی ابتدائی صفحات کے مطابق درج نہیں۔
بیکل	س:ویاکل	بیکال	اس لغویے کی املا ابتدائی صفحات کے مطابق نہیں نیز لغویے کی اصل کے حوالے سے بھی فرہنگ میں کوئی اندراج نہیں۔
پَچھّم	س:پَشچِم	پچھّم:س پَشچم	اندراج کے وقت اس لغویے کے اصل تلفظ کی نشان دہی نہیں کی گئی۔
پِستول	انگ:پسٹل	پستول	اس لغویے کی اصل پسٹل درج نہیں۔
پُورب	س:پُورُوْ	پُورُوْ	کوئی نہیں
پَیراہَن	ف: پیراہن(ی مع)	پیراہن(ی مع)	کوئی نہیں
پَیرایَہ	ف: پیرایہ(ی مع)	پیرایہ(ی مع)	اندراج کے وقت اس لغویے کی اصل درج نہیں۔
جَوَلان	ع:جَوَلان(فت ج،و)	جولان: نیز جُولان	لغویے کی اصل اور تلفظ واضح نہیں کیا گیا۔
چَابی	پر تگالی: چاوی	چَابی: پر تگالی(Chavi)	لغویے کا ملفوظی تلفظ درج نہیں۔
چاق	ترکی: چاغ	چاق	لغویے کا ملفوظی تلفظ اور اصل درج نہیں۔

حاجی	ع:حاج۔ حُجّاج	حاجی۔ انذ۔ رک حاج	اس لغویے کا معنی اور تلفظ درج نہیں۔
حَجّامَت	ع: حِجامہ (کس ح) پچھنے لگانا	حَجّامت: اصلاً حِجامت	اس لغویے کی اصل "حِجامت" درج ہے، معنی درج نہیں
حُجلَہ	ع: حَجَلہ (فت ح، ج)	حَجَلہ: ع حَجَلہ	ابتدائی میں درج اردو تلفظ کے بجائے عربی تلفظ درج کیا گیا ہے۔
حَشمت	ع: حِشمۃ ، حیاداری بہ معنی شان و شکوہ (اردو کا تصرف)	حَشمت، عام: حَشُمت	اس لغویے کا اندراج حَشُمت (عام) تلفظ کے طور پر کیا گیا ہے، جب کہ ابتدائی صفحات میں اسے اردو کا تصرف مانا گیا ہے۔
حُلیہ	ع: حِلیہ (کس ح) ع حمائل: حمولہ کی جمع بوجھ بار	حُلیہ۔ ع: حِلیہ (آرائش لباس)	کوئی نہیں
حِمائل	ع۔ حَمائل: حمولہ کی جمع	درج نہیں	اس لغویے کے بجائے "حَمّال" (فت ح، شد ل) بہ معنی بوجھ ڈھونے والا مزدور درج ہے
حَیوان	ع: حَیَوان (فت ح، ی)	ع: حَیَوان (فت ح، ی)	کوئی نہیں

حَوصَلَہ	حَوصَلَہ پرندے کا پوٹا یا پتا	حَوصَلَہ پرندے کا پوٹا یا پتا	کوئی نہیں
خَالُو	ع: خَال	خالو۔ خالہ کا شوہر خال	لغویے کی اصل کو معنی کا حصّہ بنا دیا گیا ہے۔
خِرمَن	ف: خَرمَن	خِرمَن۔ف: خَرمَن	کوئی نہیں
خَصَم	ع: خَصْم = دشمن	خَصْم: عام خَصَم	لغویے کا اصل تلفظ پہلے اور اردو میں رائج تلفظ کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا گیا ہے۔
دَاخِلہ	ع: دَاخِلہ (اندرون)	دَاخلَہ (کس ج د، فت ل)	لغویے کا ملفوظی تلفظ مکمل درج نہیں نیز اردو میں رائج تلفظ کو عام لکھ کر درج کیا گیا ہے۔
دَرْجَہ	ع: دَرَجَہ	دَرْجَہ۔ع: دَرَجَہ	کوئی نہیں
دَرِندَہ	ف: دَرِندَہ	دَرَنْد ۔نیز دَرَندَہ عام دَرِندَہ	لغویے کو دَرَنْد لکھا گیا ہے نیز اردو میں رائج تلفظ کو عام لکھ کر درج کیا گیا ہے
دَسپَنا	ف: دست پناہ	دس پَنا: دَست پناہ	لغویے کا املا درست ہے۔
دُکان	ع: دُکَان	دُکّان	لغویے کا تلفظ "شد ک" کے ساتھ درج ہے، جب کہ رائج تلفظ "فت ک" کے ساتھ ہے۔
راتب	ع: رَاتِب ۔معمول کی بندھی ہوئی خوراک یا وظیفہ	راتِب: عام راتَب	اصل تلفظ "راتِب" پہلے، جب کہ عام کے ذیل میں "راتَب" درج ہے۔

رَحم	ع:رَحِم(کس ح)بچہ دانی	رَحِم:عام رَحْم	اصل تلفظ "رَحِم" پہلے، جب کہ عام کے ذیل میں اردو میں رائج تلفظ "رَحْم" درج ہے۔
رِواج	ع:رَواج(فت ر)	رِواج۔ع:رَواج	کوئی نہیں
رَضا	ع:رِضا	رِضا	اصل تلفظ "رِضا" درج ہے۔اردو میں رائج تلفظ درج نہیں۔
زَبان	ع:زُبان	زُبان:زبان /زَباں/زُباں	اصل تلفظ "زُبان" پہلے، جب کہ اردو میں رائج "زبان" بعد میں درج ہے۔
زَنخا	ف:زَن خواستہ۔ شادی شدہ، موجودہ شکل و معنی۔اردو کی اختراع	زَنخا:ہیجڑا،زنانہ،مخنث	لغویے کے معنی مختلف درج ہیں۔
سُبک	ف:سُبُک	سُبک۔ف:سُبُک	کوئی نہیں
سَجدَہ	ع:سَجْدہ	سَجْدَہ۔ع:سَجْدہ	کوئی اختلاف نہیں ۔ مگر اردو میں اس لغویے کا رائج تلفظ "سَجدَہ" (فت س) کے ساتھ ہے۔
سَمندَر	س:سَمُدْر	سَمَندَر۔س:سَمُدْر	کوئی نہیں
سِن	ع:سَنَہ	سِن۔ع:سَنَہ	کوئی نہیں
شاخسانَہ	ف:شاخ شانَہ	شاخسانَہ ف:شاخ شانَہ	کوئی نہیں
شِراکَت	ع:شِرکَتہ	شِراکَت۔اصلاً:شِرکَت	کوئی نہیں

		ع:شرکہ	
شعُور	ع:شعُور	شعُور۔غ ع شعُور	لغویے کا اصل تلفظ "شعُور" پہلے ،جب کہ اردو میں رائج تلفظ کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا گیا ہے۔
شکِیل	ع: شکل۔عربی شکل سے اردو کی اختراع	شکِیل	لغویے کی اصل درج نہیں
شَہاب	ع:شہاب(کس ش)	شہاب،ع:شِہاب	لغویے کی اصل ہائے دو چشمی سے درج ہے۔غالباً طباعت کی غلطی
شیخی	ع:شَیخ(ے لین) سے ے مجہول کے ساتھ اردو کی اختراع	شیخی۔ع:شَیخ(ے لین) سے ے مجہول کے ساتھ اردو کی اختراع	کوئی نہیں
صاحَب	ع:صاحِب۔ہم جلیس	صاحِب؛عام صاحَب	لغویے کا اصل تلفظ "صاحِب" پہلے ،جب کی اردو میں رائج تلفظ " صاحَب" بعد میں درج ہے۔
صِحت	ع:صحّت(شد فت ح)	صحّت:عام صِحت	لغویے کے اصل تلفظ کو فوقیت دی گئی ہے۔
صَدَر	ع:صَدَر ۔ بہ معنی چھاؤنی یا وسط شہر اردو کی اختراع	صَدُر۔سینہ یا چھاتی	لغویے کے اصل تلفظ کو فوقیت دی گئی ہے نیز مختلف معنی میں درج ہے۔

صَدْمَہ	ع:صَدَمَہ (فت ص،د)	صَدْمَہ	اگرچہ کوئی اختلاف نہیں لیکن سید رضوان علی کے مطابق اس لغویے کا عربی تلفظ " صَدَمَہ " ہے۔
صَندُوق	ع:صُندُوق	صَندُوق۔ع:صُندُوق	کوئی نہیں
ضرب المثل	ع:ضَرَبَ مثلاً سے اُردو کی اختراع	ضرب المثل	کوئی نہیں
ضِلَع	ع:ضِلْع (سک ل)	ضِلْع۔عام ضِلَع۔	لغویے کے اصل تلفظ " ضِلْع" کو پہلے، جب کہ اردو میں رائج تلفظ " ضِلَع " بعد میں درج ہے۔
طَراز	ف:طِراز (کس ط)	طِراز،عام: طَراز ف:تراز	لغویے کے اصل تلفظ طِراز " کو پہلے، جب کہ اردو میں رائج تلفظ کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے نیز اس لغویے کی اصل "ط" کے بجائے "ت" سے درج کی ہے۔
طے	ع:طِی	طے (ی لین) طِی کی متبادل شکل	کوئی نہیں
طَرح	ع:طَرْح = بنیاد	طَرْح نیز طَرَح	لغویے کے اصل تلفظ "طَرْح" کو پہلے، جب کہ اردو میں رائج تلفظ "طَرَح" کو بعد میں درج کیا ہے۔
ظُلمات	ع:ظُلُمات ضمہ (ط ل)	ظُلُمات نیز ظُلْمات	لغویے کے اصل تلفظ "ظُلُمات" کو پہلے، جب کہ اردو

			میں رائج تلفظ "ظُلُمات" کو نیز لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
عَدُو	ع:عَدُوّ	عَدُو	لغویے کی اصل درج نہیں۔
عُلو	ع:عُلُوّ	درج نہیں	اندراج نہیں کیا گیا۔
عَمْلَہ فِعْلَہ	ع:عَمَلَہ (فت ع،م) فِعْلَہ بطور تابع اردو کی اختراع	عَمْلَہ: عام عَمْلَہ	لغویے کے اصل تلفظ "عَمَلَہ" کو پہلے، جب کہ اردو میں رائج تلفظ "عَمْلَہ" کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
عیوضی	ع:عِوَض سے اردو کی اختراع	عیوضی۔ ع:عِوَض سے اردو کی اختراع	کوئی نہیں
غَش	ع:کھوٹ، ملاوٹ، دھوکا: اردو بے ہوشی	غَش۔ع:کھوٹ، ملاوٹ	کوئی نہیں
غَلْبَہ	ع:غَلَبَہ (فت غ،ل)	غَلْبَہ۔ عام:غَلْبَہ	لغویے کے اصل تلفظ "غَلَبَہ" کو پہلے، جب کہ اردو میں رائج تلفظ "غَلْبَہ" کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
غُلو	ع:غُلُوّ	غُلو۔ع:غُلُوّ	کوئی نہیں۔
فرمانا	ف:فرمُودَن اردو کی اختراع	فَرْمانا، ف: فرمودَن سے اردو کا تصرف	تلفظ میں اختلاف نہیں، البتہ لغویے کی اصل کا تلفظ "شد د" کے بجائے "فت د" سے درج ہے۔
فروش	ف:فروش	فَروش (فت ف)	لغویے کا ملفوظی تلفظ نامکمل اور اصل درج نہیں۔

قابِل	ع:صف اگلا اسم جنوانے والا بہ معنی اہل لیئق اردو کی اختراع	قابل: اہل لائق	کوئی نہیں
قُطب	ع:قُطب (سک ط) نیز قُطب	قُطب	لغویے کی اصل میں درج دونوں تلفظ درج نہیں نیز مرکبات میں "ط" ساکن کے ساتھ ہی درج کیا گیا ہے مثلاً "قُطب نُما"، "قُطبین"۔
قَلع قَمع	ع:قَلُع قَمُع	قَلُع قَمُع عام: قَلَع قَمَع	لغویے کے اصل تلفظ "قَلُع قَمُع" کو پہلے، جب کہ اردو میں رائج تلفظ "قَلَع قَمَع" کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
قُلفی	ع: قُفلی	قُلفی۔ع: قُفلی	کوئی نہیں
قَلیا	ع:قَلیّہ	قَلیہ۔ اصلاً ع: قلیہ	ابتدائی صفحات میں "قَلیا" اور فرہنگ میں "قَلیہ" درج ہے۔
کال	س:اکال	کال۔اصلاً (س:اکال)	کوئی نہیں۔
کَریب	انگ: کَریپ	کَریب	لغویے کی اصل درج نہیں۔
کُرُوشِیا	انگ: فرانسیسی کروشیے	درج نہیں	اندراج نہیں کیا گیا۔
کَسَر	ع:کَسر	کَسر = فصیح کَسَر	لغویے کے اصل تلفظ "کَسر" کو پہلے، جب کہ اردو میں رائج تلفظ "کَسَر" کو فصیح لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔

گُلَّا شَجَرہ	ف: گُلا + عربی شَجَرہ (فت ش،ج) اردو کا تصرف	درج نہیں	اندراج نہیں کیا گیا۔
کَلَف	س: کَلُپ = اہار	کَلَف: چاول کی پیچ سے بنا ہوا کپڑوں کو لگایا جانے والا سیال مادا۔	کوئی نہیں
گِرُوی	ف: گِرَو	گِرَو: نیز گِرُوی	لغویے کے اصل "گِرَو" کو پہلے ،جب کہ اردو صورت "گِرُوی" کو نیز لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
گلکّ / غُلَّق	غلق: بند کرنا سے اردو کی اختراع	درج نہیں۔	اندراج نہیں کیا گیا۔
لَیت ولَعل	ع: لیتُ وَلَعَلّ کا شکیے وتاکہ سے اردو کا تصرف	لَیت ولَعل	کوئی نہیں۔
مُحبَّت	ع: مَحَبَّہ (فت م،ح)	درج نہیں	اندراج نہیں کیا گیا۔
مَحَوَر	ع: مِحوَر	مِحوَر: عام مَحَوَر	لغویے کے اصل تلفظ "مِحوَر" کو پہلے ،جب کہ اردو میں رائج تلفظ " مَحَوَر " کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
مُجَرئی	ع: مجرائی (کس م)	مُجَرئی	لغویے کی اصل درج نہیں
مَزدُور	ع: مُزدُور	مَزدُور۔ف: مُزدُور	ابتدائی صفحات میں لغویے کی اصل "عربی"، جب کہ فرہنگ میں "فارسی" درج ہے۔

مُشاعِرَہ	ع:مُشاعَرَہ	مُشاعَرہ:عام مُشاعِرَہ	لغویے کے اصل تلفظ "مُشاعَرہ" کو پہلے ،جب کہ اردو میں رائج تلفظ "مُشاعِرَہ" کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
مُعاف / مُعافی	ع:مُعافِی (مُ:فافن) اجازت یافتہ	درج نہیں	اندراج نہیں کیا گیا۔
مُعَزِز	ع:مُعَزَّز (شدفت،ز)	مُعَزَّز۔عام:مُعَزِز	لغویے کے اصل تلفظ "مُعَزَّز" کو پہلے ،جب کہ اردو میں رائج تلفظ "مُعَزِز" کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
مَنصَب	ع:مَنصِب	مَنصَب۔ع:مَنصِب	کوئی نہیں۔
مَوسَم	ع:مُوسِم	مَوسِم۔عام مَوسَم	لغویے کے اصل تلفظ "مُوسِم" کو پہلے ،جب کہ اردو میں رائج تلفظ "مَوسَم" کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
نِشاط	ع:نَشاط=خوشی	نَشاط؛عام نِشاط	لغویے کے اصل تلفظ "نَشاط" کو پہلے ،جب کہ اردو میں رائج تلفظ "نِشاط" کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
نَشہ	ع:نَشِی۔ف:نَشّہ	نشہَ۔عام نشا۔	لغویے کا املا تبدیل کیا گیا ہے۔
نِفل	ع:نَفل	نَفل۔عام: نَفَل	لغویے کے اصل تلفظ "نَفل" کو پہلے ،جب کہ اردو میں رائج تلفظ "نَفل" کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔ابتدائی

			صفحات میں "کس ف" کے ساتھ تلفظ درست نہیں۔
نَقَب	ع:نَقْب(سک ق)	نَقْب۔عام:نَقَب	لغویے کے اصل تلفظ "نَقْب" کو پہلے ،جب کہ اردو میں رائج تلفظ "نَقَب" کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
نَمُونہ	ف:نُمُونہ(ضمہ ن)	نَمُونہ۔ف:نُمُونہ	کوئی نہیں
نَواب	ع:نُوّاب۔نائب کی جمع	نَوّاب۔عام:نواب	ابتدائی صفحات میں اصل "ضمہ ن" کے ساتھ فرہنگ میں "فتحہ ن" کے درج ہے، جب کہ اردو میں رائج صورت "نواب" کو بعد میں درج کیا ہے۔
وِداع	ع:وَداع(فت و)	وِداع۔ع:وَداع	کوئی نہیں۔
وِلایت	ع:ولایۃ	وِلایت۔ع:ولایۃ	کوئی نہیں
ہَتَک	ع:ہتک	ہتک۔عام:ہَتَک	لغویے کے اصل تلفظ "ہتک" کو پہلے ،جب کہ اردو میں رائج تلفظ "ہَتَک" کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا ہے۔
ہجّے	ع:ہجاء	درج نہیں	اندراج نہیں کیا گیا۔
ہِذیان	ہَذَیان(فت ہ،ذ)	ہِذیان	لغویے کی اصل درج نہیں۔

فرہنگ تلفظ اور اس کے ابتدائی صفحات میں درج تصرفات کی اس تقابلی فہرست سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ابتدائی صفحات میں ان تصرفات کو اردو میں رائج مانا گیا ہے۔فرہنگ تلفظ میں اندراج کے دوران تصرف شدہ تلفظ کو فوقیت دیتے ہوئے پہلے درج کرنے کے بجائے اصل تلفظ کو پہلے جب کہ اُردو کی تصرف شدہ شکل کو "عام" اور "غلط العام" لکھ کر بعد میں درج کیا گیا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ اس سلسلے میں یکسانیت پیدا کی جائے۔

اگرچہ شان الحق حقی کا شمار اُن ماہرین میں ہوتا ہے جو رائج صورت کو اصل پر ترجیح دیتے ہیں لیکن فرہنگ تلفظ میں بعض تصرف شدہ لغویوں کے اندراج میں اس اُصول کی پیروی نہیں کی گئی۔ راقمہ کے خیال میں ان تصرفات کو اولیت دیتے ہوئے پہلے، جب کہ اصل صورت اور تلفظ کو بعد میں درج کیا جانا چاہیے۔

۴۔ شمسی و قمری حروف کے حامل الفاظ کا تلفظ:

عربی کی طرح اُردو میں بھی شمسی حروف "ال" کے بغیر پڑھے جاتے ہیں اور اس کے بعد والے حرف پر تشدید لازماً ہوتی ہے، جب کہ قمری حروف میں "ال" پڑھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر نذیر آزاد نے اسے قواعدی مسئلہ جانتے ہوئے یہ تجویز پیش کی ہے کہ فرہنگ یا لغت میں ان لغویوں کے اندراج کے لئے کوئی مخصوص طریقہ کا اختیار کیا جانا چاہیے تا کہ صارف لغت / فرہنگ کے لئے ایسے الفاظ کے تلفظ کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

سہیل احمد فاروقی نے قمری حروف کے لئے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اگر مرکب صورت میں "لام" ساکن ہو تو اس پر جزم لگا کر "الف" سے قبل حرف پر جو حرکت ہو اسے واضح کر دیا جائے جیسے "مَلَکُ الْمَوْت" اسی طرح شمسی حروف کے لئے انھوں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جن حروف میں "ال" دونوں ساکن ہوں تو "الف" سے قبل حرف پر اس کی حرکت واضح کی جائے اور "لام" کے بعد جو بھی حرف ہو اس پر تشدید لگا دی جائے۔[۱۰۳]

آصف اقبال جہان آبادی کا اس حوالے سے یہ موقف ہے کہ قمری حروف سے شروع ہونے والے عربی الفاظ سے قبل "ال" آئے، جس میں "الف" متحرک نہ ہو تو صرف "لام" کی آواز نکلتی ہے، جیسے دار لحکومت۔ اس طرح عربی کے مرکب الفاظ کے درمیان شمسی حرف سے قبل "ال" آئے اور "الف" متحرک نہ ہو تو "لام" کی آواز نہیں نکلتی، جب کہ شمسی حرف متحرک ہو جاتا ہے۔[۱۰۴]

فرہنگ تلفظ میں ان الفاظ کے اندراج کے وقت اس اُصول کی پیروی کی گئی ہے اور اعرابی طریقہ تلفظ کے ساتھ ان لغویوں کے لیے دوبارہ ہجے کرنا "respelling" کے طریقہ کار کو اختیار کرتے ہوئے ان لغویوں کا تلفظ بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں شمسی و قمری حروف کے اندراج کی مثالیں فرہنگ تلفظ سے پیش کی گئی ہیں:

شمسی حروف کے اندراج کی مثالیں:

غَرِیبُ الدیار (غَ رِی بُد دِیار)

بے وطن پردیسی[۱۰۵]

فرہنگ تلفظ میں اعرابی صورت میں "ال" غیر ملفوظ کے لئے اس لغویے پر (°) دائرہ لگایا گیا ہے، جسے کمپیوٹر پر راقمہ کے لئے درج کر پانا ممکن نہ تھا۔ البتہ اس لغویے کے اندراج میں اعرابی صورت میں تشدید کو واضح نہیں کیا گیا۔ دوبارہ ہجے کرنا "Respelling" کے طریقہ کار سے لغویے کا تلفظ زیادہ واضح ہو رہا ہے۔

مَاءُ اللّحم (مَاأُل لحْم)

گوشت سے تیار کیا ہو عرق [106]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کا اندراج اعرابی اور دوبارہ ہجے کرنا "Respelling" کے طریقے سے مکمل طور پر واضح کیا گیا ہے اور یہی طریقہ بہتر ہے۔

خَلَف الرَّشِید خَ لَ فُرْ رَشید

فرزند صالح، لائق صاحبزادہ [107]

اس لغویے میں اعرابی صورت میں "ر" پر فتحہ درج ہے، جب کے "فتحہ" کے ساتھ "شد" بھی درج کی جانی چاہیے۔

خانِق الکّلب (خانِ قُل کَ لْ ب)

ایک زہریلی جھاڑی جس کے پتے حسبِ روایت کتے کے گلے میں خناق پیدا کر دیتے ہیں۔ [108]

بَنَاتُ النَّعش (تُن نعْ ش)

وہ سات ستاروں کا جھرمٹ جو چارپائی کی شکل میں ہے، دُبِ اکبر، سات سہیلیوں کا جھمکا [109]

اس لغویے کے اندراج میں "نون" پر اعرابی صورت میں تشدید نہیں ڈالی گئی۔ درج بالا مثالوں کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فرہنگ تلفظ میں شمسی حروف کے اندراج کے لیے اختیار کیے گئے طریقے کی پیروی کی گئی ہے۔ البتہ اعرابی صورت میں اکثر "ال" کے بعد آنے والے حرف پر تشدید نہیں ڈالی گئی اس کے علاوہ اس طریقہ کار کی پیروی فرہنگ میں ملتی ہے۔

قمری حروف کے اندراج کی مثالیں:

وحدت الوجود (وَحْ دَ تُل وُجُود)

یہ فلسفیانہ نظریہ کہ موجودات حقیقت اصلی کا جُز ہیں نہ کہ صرف مظہر۔ [110]

دَار الاَمان (دارُل اَمان)

پناہ گاہ: (شرع) وہ مقام جہاں مسلمان آزادی سے رہ سکیں [111]

خَشْبُ الاَنبیاء (خَشْ بُل اَم ب یا)

ایک درخت کی لکڑی جس میں نیلے اور اودے پھول اور پھلیاں لگتی ہیں۔ اس کا گوند گٹھیا کے علاج کے لیے مفید خیال کیا جاتا ہے۔[۱۱۲]

خَفِیفُ الحَرَکات (خَ فی فل حَرَکات)

چِھچھورا اوچھا[۱۱۳]

اس لغویے کے اندراج میں اعرابی صورت میں "فت ف" کے بجائے "ضمہ ف" ڈالی گئی ہے جو طباعت کی غلطی ہے۔

ساقِطُ الوَزن

مصرع جو بحر سے خارج ہو۔ بے وزن ناموزوں[۱۱۴]

اس لغویے کے تلفظ کے اندراج میں دوبارہ ہجے کرنا "Respelling" کے طریقہ کار کے ذریعے تلفظ درج نہیں کیا گیا۔

دَستُورُ العمَل (دَس تُورُل عَ مَل)

بندھے ہوئے قوانین یا طریقے۔[۱۱۵]

قاضی الحاجات (قازِیُل حاجات)

حاجتیں پوری کرنے، مرادیں برلانے والا۔ مُراد: اللہ تعالیٰ[۱۱۶]

ان لغویوں کے اندراج کی صورت کو دیکھ کر تسلی ہوتی ہے کہ فرہنگ تلفظ میں شمسی و قمری حروف کے تلفظ کے لیے اپنائے گئے طریقہ کار کو یکسانیت کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ تاہم کچھ شمسی حروف کے اندراج میں اعرابی صورت میں "تشدید" نہیں ملتی اور طباعت کی اغلاط کے باعث تلفظ اعرابی صورت میں بدل جاتا ہے۔

۵۔ دخیل الفاظ کا تلفظ:

غیر زبانوں کے وہ الفاظ جنھیں زبان میں اس طرح قبول کیا جائے کہ وہ اوپرے اور اجنبی محسوس نہ ہوں دخیل الفاظ کہلاتے ہیں۔ ہر زندہ زبان کسی دوسری زبان کا اثر قبول کرتی ہے۔ یہ اختلاط فطری ہے، جس کی وجہ سے زبانوں کا ذخیرہ الفاظ بڑھتا ہے۔ دور جدید میں دنیا سمٹ جانے کے باعث آپسی رابطے بڑھ گئے ہیں، جس کی وجہ سے اخذ و استعیاب کا یہ عمل تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

اُردو زبان میں دخیل الفاظ کی تعداد زیادہ ہے۔ ان میں سے اکثر کو ہو بہ ہو اور اکثر کو تصرف کے ساتھ قبول کیا گیا ہے۔ غیر زبانوں کے ان الفاظ کو تصرف کے ساتھ قبول کرنے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں، جن کا ذکر یہاں بیان کرنا بے جا ہو گا۔ شمس الرحمن فاروقی نے اردو زبان کے اس رویے کو سراہا ہے وہ لکھتے ہیں:

نئے الفاظ کو کھلے دل سے قبول کرنا، یا غیر زبانوں کے الفاظ کو اپنے لہجے اور مزاج سے ہم آہنگ کر کے اپنا لینا ہماری زبان کی شانوں میں ایک بڑی شان ہے۔[۱۱۷]

فرہنگ تلفظ میں اندراج کے وقت دخیل لغویوں کے ساتھ ان کی اصل کو واضح کیا گیا ہے۔ بسا اوقات اس لغویے کی اصل کو بیان تو کیا ہے لیکن اصلاً وہ لغویہ کس زبان کا ہے اس زبان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ فرہنگ تلفظ میں ان لغویوں کے اندراج کے بعد اُردو میں اس لغویے کا تلفظ اور معنی درج ہیں، بعد ازاں لغویے کی اصل درج کی گئی ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس طریقہ کار کو یکسانی کے ساتھ نہیں برتا گیا کیوں کہ بعض جگہ پر لغویے کا اصل تلفظ پہلے اور تصرف شدہ لغویہ بعد میں درج کیا گیا ہے۔

دخیل الفاظ کے اندراج کی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

زِرَہ کس ز، فت ر، سک ہ ملفوظ۔ امث

سینے کی حفاظت کے لیے پہننے کا جالی دار آہنی فوجی لباس۔ نیز اصلاً: زِرَہ[۱۱۸]

یہ لغویہ اُردو میں عربی سے ہو بہ ہو تلفظ کے اختلاف کے ساتھ قبول کیا گیا ہے اور فرہنگ تلفظ میں اندراج کے دوران تصرف شدہ تلفظ کو فوقیت دی گئی ہے اور آخر میں اصل تلفظ بھی درج کیا گیا ہے البتہ یہ اشارہ نہیں کیا گیا کہ یہ لغویہ کس زبان کا ہے۔ مثال کے طور پر

بَیگَم ے مج، فت گ۔ امث

ملکہ شہزادی، رئیس زادی، وغیرہ کا لقب، خانم بیوی، زوجہ؛ معزز خاتون؛ تاش کے پتوں کی رانی (اصلاً:: ت بیگُم)۔[۱۱۹]

"بیگم" کا لغویہ تلفظ میں تصرف کے ساتھ ترکی زبان سے اُردو میں اپنایا گیا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کی اصل، معنی، تلفظ ترکی اور اُردو دونوں زبانوں میں واضح کیے گئے ہیں۔

اسی طرح فرہنگ تلفظ میں وہ لغویے، جن کے اُردو میں رائج معنوں اور اصل زبان کے معنوں میں فرق ہے۔ انھیں درج کرتے وقت اس لغویے کے اصل معنی اور اُردو میں رائج معنی دونوں درج کیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر:

رِعایَت   کس ر، فت ی

نرمی، معافی، درگزر، مروت، ملاحظہ؛ مناسبت، لحاظ خصوصی نسبت۔

(ع؛رعایۃ، نگہداری گلہ بانی لحاظ)[۲۲۰]

رقمِ خَطِیر   بھاری رقم [اصلاح:اہم، سنگین][۲۲۱]

رَقابَتْ   فت ر، ت۔ امث

بیر، عداوت، جو ایک شے یا شخص کے چاہنے والوں کے درمیان ہو۔

(اصلاً، ع: حفاظت، چوکسی)[۲۲۲]

یہاں اس لغویے کے ملفوظی تلفظ میں طباعت کی غلطی ہے اس کا ملفوظی تلفظ (فت ر، فت ب) لکھا جانا چاہیے۔

رحل   کسج ر، سک ح۔

ایک دوسرے کے ساتھ پھنسے ہوئے دو تختوں (یا مرمریں سلوں) سے بنی ہوئی کُھلنے اور تہہ ہو جانے والی ٹیک، جس پر قرآن شریف رکھ کر پڑھتے ہیں۔ (ع: رَحل فت ر۔ اونٹ کا پالان)[۲۲۳]

رَدیف   فت ر، ی مع۔ امث

منظوم و مقفیٰ کلام میں قافیہ کے بعد ہر شعر میں دوہرایا جانے والا لفظ یا الفاظ (ع: پیچھے آنے والا، تابع)[۲۲۴]

فرہنگ تلفظ میں اس طریقہ کار کے استعمال میں بھی یکسانیت نظر نہیں آتی بعض جگہ لفظ اور اس کی اصل درج ہے پر اصل تلفظ درج نہیں کیا گیا یوں اصل اور تصریف شدہ تلفظ میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے مثال کے طور پر:

رَدی   فت ر۔ صف

نکما، ناکارہ، خراب، ناقص: عام رَدّی بطور امث

بیکار کاغذ جو پھینک دیے جائیں (ع: ردی)[۲۲۵]

رُوکَن   و مع۔ فت ک۔ امث

خریدی ہوئی چیز کے ساتھ تھوڑی سی زائد مقدار جو گاہک کو خوش کرنے کے لیے دے دی جائے۔ نیز رُوکھن (س: رو کھشنٹر)[۲۲۶]

بھرم   فت بھ، فت ر۔ امذ

ساکھ، وقار، عزت اعتبار، زعم، مغالطہ، خوش فہمی؛ گھومنا پھرنا (س: بھرمر)[۲۲۷]

سَن   کس س۔ امذ

عمر، پیدائش، تخلیق سے موت تک یا کسی خاص وقت تک کا عرصہ (ع: سِنّ، ڈھلتی عمر)[۲۲۸]

اس طرح بعض لغویے ایسے ہیں، جو تلفظ اور املائی صورت میں اصل کے مطابق لیکن مختلف معنوں میں رائج ہیں۔

دَرُیودَھن   فت د، سک ر، وج، فت دھ۔ عَلَم

مہابھارت کی جنگ میں کرو سردار جو ارجن کے خلاف لڑا۔ [س: دَریودَھن: غیر مرئی][۲۲۹]

فرہنگ تلفظ میں ایسے دخیل الفاظ بھی درج ہیں، جو دو زبانوں کے مرکب سے مل کر بنے ہیں ان کے اندراج کی صورت یوں ہے:

پاگل خانہ   پاگلوں کا شفاخانہ

(ا: پاگل + ف: خانہ)۔[۲۳۰]

دَمالَہ   فت د، فت ل۔ امذ

مصنوعی تنفس یا پھیپھڑوں میں آکسیجن پہنچانے کا آلہ [ف: دم + ع + آلہ][۲۳۱]

رَتھ   فت ر۔ امث

ایک چھتری دار دو پہیوں کی قدیم گھوڑا گاڑی جو عموماً جنگ میں استعمال ہوتی تھی۔

رتھ بان / وان   امذ

رتھ ہانکنے والا (ا: رتھ + ف: بان)۔[۲۳۲]

فرہنگ تلفظ میں ایسے لغویے بھی درج ہیں، جو اصل لغویے کے املا اور تلفظ میں تصرف کے بعد اُردو میں رائج ہیں۔ ان لغویوں کے اندرج کے وقت ان کی اصل املا اور تلفظ بھی لغویے کے آگے درج کیا گیا ہے مثال کے طور پر:

سَمَنْدَر   فت س، فت م، سک ن، فت د، امذ

پانی کا زخار قطعہ، بحر یا بحیرہ ساگر [اصلاً س: سَمُدر]۔[۲۳۳]

غَلْطَک   فت غ، سک ل، فت ط۔ امث

گراری، چرخی، پہیوں کا دُھرا [اصلاً ف: غلتک]۔[۲۳۴]

یہاں اس لغویے کی اصل پر اس کا تلفظ درج نہیں کیا گیا۔

اُتاق   ضمہ الف۔ امذ

کمرہ، حجرہ، کوٹھا، شہ نشین۔ ت: اُوتاغ [۲۳۵]

بَرَس   فت ب، فت ر۔ امذ

سال، بارہ مہینے کی مدت [۲۳۶]

اُردو زبان میں یہ لغویہ سنسکرت کے لغویے "وَرَش" سے بنایا گیا ہے فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کی اصل درج نہیں کی گئی۔

قَفَس   فت ق، ف۔ امذ

پنجرہ، قید خانہ [اصلاً ع: قفص] [۲۳۷]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کی اصل پر اعراب درج نہیں کئے گئے۔

سِکَنْدر   کس س، فت ک، سک ن، فت د۔

عَلَم: مشہور یونانی فاتح کنایۃً خوش اقبال۔ بخت آور نیز اَسکَنْدَر، سِکَنْدِر

سکندر اعظم [یونانی: الیگزینڈر روس] [۲۳۸]

اس طرح فرہنگ تلفظ میں درج کچھ دخیل لغویے ایسے ہیں، جن کے اندراج کے ساتھ اصلاً لکھ کر لغویہ درج کیا گیا ہے لیکن یہ واضح نہیں کیا گیا کہ یہ لغویہ کس زبان کا ہے۔

بھَسَم   فت ب، فت س

جل کر راکھ۔ سوختہ بجھا ہوا [اصلاً بھَسْم] [۲۳۹]

بَھڈُری   فت بھ، سک ر

سیانا، نجومی، عامل، امث۔

مونڈن [اصلاً بَھڈری] [۲۴۰]

فرہنگ تلفظ میں دخیل الفاظ کے لغویوں میں اکثر تلفظ کے اندراج کے وقت اصل تلفظ کو فوقیت دے کر پہلے اور اُردو تلفظ کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا گیا ہے مثال کے طور پر:

نِقاب   کس ن، امذ / امث

چہرے کو ڈھانپنے کا پردہ: برقع، گھونگٹ

عام: نَقاب (فت ن) [۲۴۱]

اگرچہ "نِقاب" اس لغویے کا درست عربی تلفظ ہے لیکن کیوں کہ اُردو میں یہ لغویہ "نَقاب" بولا جاتا ہے اس لیے اس تلفظ کو پہلے درج کیا جانا چاہیے تھا۔ قیوم ملک نے بھی اپنی کتاب اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ میں اس لغویے کے تلفظ میں تصرف کی اجازت دی ہے۔[۲۴۲]

اس طرح کی ایک اور مثال ملاحظہ کیجیے:

طَبَقَہ   فت ط، ب، ق۔ امذ

متعدد عمومی درجوں میں سے کوئی درجہ، سماجی یا معاشی گروہ، جماعت آبادی کا کوئی حصّہ۔

نیز عام: طَبْقہ (سک ب)[۲۴۳]

یہاں بھی اس لغویے کا تلفظ "طَبْقہ" پہلے درج کیا جانا چاہیے۔

رِضا   کس ر۔ امث

تسلیم، اطمینان قلب، طمانیت مرضی (الٰہی) کا تابع ہونا، رخصت، اجازت[۲۴۴]

یہاں اس لغویے کے اندراج کے بعد عام لکھ کر "رَضا" درج نہیں کیا گیا جو کہ اردو میں رائج تلفظ ہے راقمہ کے خیال میں "رَضا" کو فوقیت دیتے ہوئے پہلے درج کیا جانا چاہیے بعد ازاں اصل تلفظ کی نشان دہی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس طریقہ کار کو قبول کیا جاسکتا تھا اگر فرہنگ تلفظ میں یہی اصول قائم رکھا جاتا کہ پہلے اصل تلفظ اور بعد میں اُردو میں رائج تلفظ کو 'عام' لکھ کر درج کیا جاتا۔ تاہم ایسا تمام لغویوں کے ساتھ نہیں کیا گیا بلکہ بعض جگھوں پر اُردو تلفظ پہلے اور اصل تلفظ بعد میں درج کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:

رَکابی   فت ر۔ امث

کھانا کھانے کی طشتری، مشتقات چینی یا دھات کی پلیٹ۔ (ف: رِکابی۔ کس ر)[۲۴۵]

حَوصَلَہ   ولین، سک ص، فت ل۔ امذ

پِتّا، ہمت، تاب و طاقت، دم خم، پرندے کا پوٹا (ع: حَوصَلہ فت ص)[۲۴۶]

کَابُک   فت ب۔ امث

پالتو پرندوں کے بسیرا کرنے کا لکڑی کا خانہ یا خانے دار دڑبا

(اصلاً: ف: کابُک)[۲۴۷]

رِواج   کس ر۔ امذ

دستور، چلن، بندھا ہو طریقہ (اصلاً ع: رواج)[۲۴۸]

رَوان   فت ر۔ امث

روح، نفس باطن، نفس ناطقہ (اصلأف: رُوان)[۲۴۹]

اس طرح کچھ لغویے ایسے بھی ہیں جنھیں اُردو نے ہو بہ ہو قبول کر لیا ہے اور وہ اُوپرے بھی معلوم نہیں ہوتے۔فرہنگ تلفظ میں ان لغویوں کے اندراج میں اُن کی اصل درج نہیں کی گئی کیوں کہ یہ لغویے اب اُردو زبان کا حصّہ ہیں۔

دِشا   کس د۔ امث

سمت، علاقہ، عجابت، رفاع حاجت[۲۵۰]

رَامایَن   فت ی

رام چندر جی کی کتھا جو سنسکرت میں والمکی رشی نے اور ہندی میں تلسی داس نے لکھی[۲۵۱]

ماتا   امث

والدہ، دیوی[۲۵۲]

نَعَم   فت ن، ع: کلمہ اقرار۔ امذ

ہاں، اچھا، بجا، درست[۲۵۳]

فرہنگ تلفظ میں دخیل الفاظ کے اندرج میں بالخصوص تلفظ کے حوالے سے راقمہ کے خیال میں اُردو تلفظ کو فوقیت دیتے ہوئے پہلے درج کیا جانا چاہیے۔ اس کے ساتھ لغویے کا اصل تلفظ اور معنی بھی درج کیے جائیں تو بہتر ہے تاکہ تصرف اور اصل صورت دونوں سے صارف آگاہ ہو سکے۔

۶۔ انگریزی الفاظ کا تلفظ:

اگرچہ انگریزی الفاظ کا شمار بھی دخیل الفاظ میں ہوتا ہے لیکن کیوں کہ ہماری عوام انگریزی زبان سے اس قدر مرعوب ہے کہ اپنی گفتگو میں انگریزی الفاظ کی شمولیت کو اہم جانتی ہے۔ موجودہ دور میں انگریزی الفاظ کی اُردو پر یلغار اس قدر بھاری ہے کہ اُردو کے اچھے بھلے لفظوں کو پس پشت ڈال کر انگریزی الفاظ کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئے الفاظ کے نام پر غیر معیاری الفاظ کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے اور اُردو کے اصل اور معنی خیز الفاظ کو چھوڑا جا رہا ہے جیسے کہ شمس الرحمن فاروقی لکھتے ہیں کہ:

انگریزی لفظ(Atom)اور (Atomic) کے لیے "جوہر" اور "جوہری" بنائے گئے، جو بہت مناسب لفظ ہیں۔ اب ہم اپنی جہالت کے باعث ان کی جگہ "ایٹم" اور" ایٹمی "بولتے لکھتے ہیں۔[۲۵۴]

شمس الرحمن فاروقی نے اُردو میں شامل انگریزی الفاظ کو درج ذیل گروہوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ وہ الفاظ جو پوری طرح کھپ گئے ہیں اور ان پر غیر زبان ہونے کا گمان نہیں گزرتا۔ مثلاً۔ ٹکٹ، اسٹیشن، ڈالر، پارٹی، انسپکٹر، بجٹ، ٹیکس، ہال، پروفیسر، لیکچر، لیمپ، بلب وغیرہ ان میں سے بعض کا تلفظ بھی بدلا گیا ہے۔ مثلاً(pound) کی جگہ "پونڈ" ان الفاظ کے مترادف اُردو میں عام طور پر نہیں ملتے۔

۲۔ وہ الفاظ جن کے اُردو مترادف ہیں لیکن وہ اب کم بولے جاتے ہیں مثلاً ٹمپریچر بجائے درجہ حرارت، ائیرپورٹ بجائے ہوائی اڈا، کلاس بجائے درجہ، پنسل بجائے قلم۔

۳۔ وہ الفاظ جن کے اُردو متبادل موجود ہیں لیکن انھیں زیادہ تحریر میں برتا جاتا ہے۔ عام بول چال میں انگریزی لفظ ہی سننے میں آتا ہے۔ مثلاً الیکشن بجائے انتخاب، میجورٹی بجائے اکثریت، فلائٹ بجائے اڑان، ڈیموکریسی بجائے جمہوریت۔

۴۔ کمپیوٹر اور دوسرے جدید سائنسی علوم سے متعلق الفاظ جن کے اُردو مرادف بن سکتے ہیں لیکن ابھی انگریزی اصلاح ہی قائم رکھی گئی یا قائم رکھی جارہی ہے[۲۵۵]

ڈاکٹر نذیر آزاد فرہنگ / لغت میں ان لغویوں کو اصل کے بجائے اُردو کے مزاج کے مطابق درج کرنے کے حق میں ہیں۔فرہنگ تلفظ میں بھی اسی اصول کی پیروی کی گئی ہے۔ شان الحق حقی نے اس سلسلے میں دو طریقے کار اختیار کیے ہیں۔

۱۔ وہ لغویے جن کا اُردو متبادل موجود نہیں اُردو کے لسانی تقاضوں اور مزاج کے مطابق بدل کر درج کیے گئے ہیں۔ انھیں مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ اُردو مزاج کے مطابق۔ ۲۔ انگریزی الفاظ سے ہوبہو نقل

۲۔ وہ لغویے جن کا اُردو متبادل موجود ہے لیکن زیادہ تر بول چال میں انگریزی لفظ ہی بولا جاتا ہے۔ اس کے لیے اُردو لفظ درج ہے اور ساتھ انگریزی درج کی گئی ہے تاکہ اُردو متبادل کو فروغ ملے۔

انگریزی کے وہ الفاظ جن کا اُردو متبادل موجود نہیں ان کے اندراج کی چند مثالیں:

انگریزی کے وہ الفاظ جنھیں اُردو کے قریب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

قَرَنْطِینَہ فت ق، ر، سک ن، ی مع، فت ن، ہ غم۔ امذ

وہ مقام (خصوصاً بندر گاہوں پر) جہاں ایسی اشیاء یا جانداروں کو مخصوص مدت تک زیر مشاہدہ رکھا جائے جن سے کسی متعدی مرض کے پھیلنے کا اندیشہ ہو(انگ / لاط:quarantine اصلاً=۴۰دن)[۲۶۶]

رس بھری بطور اسم ایک زرد گول رسیلا دیسی پھل، جو چھوٹی سبز پتیوں کے غلاف میں ہوتا ہے۔ درخت مکو کے پیڑ کی طرح کا۔(قب:انگ raspberry)رس چوب[۲۷۷]

رَپَٹ فت ر، پ۔ امث

اطلاع، شکایت، جو تھانے میں درج کروائی جائے۔

(انگ: رپورٹ کی تارید)[۲۸۸]

فرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ اُردو کے مزاج کے مطابق درج ہے۔ اسے پہلے ایسے ہی استعمال کیا جاتا رہا ہے تاہم اب اس لغویے کو "رپورٹ" ہی لکھا اور بولا جاتا ہے۔

لالٹین سک ل، ے لین۔ امث

شمع، مٹی کے تیل سے جلنے والی چمنی، لگی، کنڈا پکڑ کر اٹھائی جانے والی روشنی یا چراغ دان

[انگ: lantern]۔[۲۹۹]

اِسپنج کس ا، سک س، فت پ، سک۔ امذ

نرم مسام دار شے جو پانی جذب کر لیتی ہے۔ ابر مردہ، دراصل ایک آبی جانور کا مردہ جسم نیز اِسفَنج[۳۰۰]

اِسپینا کس ا، سک س، ی مع، امذ

بانک کا ایک داوء جس میں حریف کا ہاتھ پکڑ کر گھوم جاتے ہیں (انگ:spin)[۳۰۱]

ان لغویوں کا شمار انگریزی کے ان الفاظ میں ہوتا ہے، جن کا پہلا حرف ساکن ہونے کے باعث ان کے آغاز میں الفاظ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس طرح کے دوسرے الفاظ جیسے اسٹینڈ، اسکول، اسپیکر، اسٹیشن، اسپتال وغیرہ کا اندراج نہیں کیا گیا۔ اس باب میں اس کا ذکر "سکونِ اول کا مسئلہ" کے نام سے کیا گیا ہے، جہاں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ یہ لغویے تینوں طرح کے تلفظ یعنی "اِسپنج، سَپنج، سِپنج" سے بولے جاسکتے ہیں اور انھیں درست سمجھنا چاہیے۔ راقمہ کے خیال میں اِسفنج کی جگہ باقی دو تلفظ درج کر دیے جائیں تو زیادہ بہتر ہے کیوں کہ یہ لغویہ انگریزی "sponge" کا مترادف ہیں۔

ذِیابیطس کس ذ، ی مع، فت ط۔ امذ

خون میں شکر کی زیادتی کا مرض، پیشاب میں شکر آنا[۳۰۲]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویہ کے آگے اس کی اصل درج نہیں یہ لغویہ دراصل انگریزی "Diabetes" کا متبادل ہے۔

پاد امذ

پاوں، پیر، جڑ، بنیاد، پایہ، گوز۔ (فت: انگ Pedal وغیرہ)[۳۰۳]

اُردو میں اب اس لغویے کو پیڈل ہی بولا جاتا ہے، جس کے معنی سائیکل چلانے کے لیے استعمال میں آنے والے وہ ڈنڈے ہیں، جن کی مدد سے سائیکل چلائی جاتی ہے۔

انگریزی کے وہ الفاظ جنھیں انگریزی سے جوں کا توں اپنایا گیا ہے۔

سَمَن فت س، فت م، امذ

عدالت میں حاضر ہونے کا حکم، طلبی

(انگ: summons)[۳۰۴]

سَلاد فت س۔ امث

کاہو کے پتے جو اکثر دستر خوان پر کھانے کے ساتھ رکھے جاتے ہیں نیز سلات: سبزیوں ترکاریوں کا مسالے دار ملغوبہ (انگ: Salad)[۳۰۵]

سِلک کس س۔ سک ل۔ امذ

دھاگہ، ڈوری، سلسلہ تار لڑی[۳۰۶]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے معنی میں دھاگہ درج ہے اور اس لغویے کے انگریزی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا تاہم اُردو میں اب سلک کا لغویہ رائج ہے اور یہ ایک کپڑے کی قسم ہے، جس کی اوپری سطح نرم و ملائم اور چمکیلی ہوتی ہے، جسے انگریزی میں "silk" کہتے ہیں۔

کوچ وج۔ امث

ا۔ گھوڑا گاڑی،

۲۔ گدا، گدے دار نشست (انگ: Couch)

کوچ بان / کوچوان (انگ: Coach)[۳۰۷]

اگرچہ فرہنگ تلفظ میں درج اس لغویے کے معنی گھوڑا گاڑی اور گدے دار نشست پہلے لیے جاتے تھے لیکن اب یہ لغویہ اُردو میں مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کوچ کے معنوں میں گھوڑا گاڑی کی جگہ "بس"

Bus نے لے لی ہے، جو اندرونِ شہر سفر کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اس طرح "گدے دار نشست "(Couch) کے لیے اب اُردو میں صوفے کا لغویہ رائج ہے۔ اس کے برعکس "Coach" کو چوان کے بجائے "استاد، اتالیق، کھیل سکھانے والا" کے معنوں میں رائج ہے۔

کوٹ امذ۔

بند یا کھلے گلے کا آستین دار مغربی پہناوا جس کی بہت سی قسمیں اور وضعیں ہیں (انگ:Coat) [۳۰۸]

انگریزی کے وہ لغویے جن کا اُردو متبادل موجود ہے لیکن بول چال میں انگریزی لفظ کا استعمال عام کیا جاتا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں ان لغویوں کے اندراج میں اُردو متبادل کو فوقیت دے کر پہلے درج کیا گیا ہے اور انگریزی متبادل کو بعد میں جگہ دی گئی ہے تاکہ اُردو کے الفاظ رواج پا سکیں۔

اَزْمِنہ وُسطیٰ (وُس تا)

درمیانی زمانے، دور جدید سے پہلے اور دور قدیم سے بعد کی صدیاں

(انگ: middle ages) [۳۰۹]

بیدَسْتَر ے مج، فت د، سک س، فت ت۔ امذ

کوئی ۲/۱ ۲ فٹ لمبا ایک خشک آبی جانور، جس کے پچھلے پاؤں چپٹے اور تیرنے میں معاون ہوتے ہیں۔ نرم پوستین کے لیے شکار کیا جاتا ہے (انگ:Beaver) [۳۱۰]

طَرّاح فت ط، شد ر۔ امذ

ماہر تعمیرات، عمارت کا نقشہ بنانے والا، ڈیزائن بنانے والا تخلیق کار، نقاش (انگ: آرکی ٹیکٹ)

امث، طَرّاحی: فن تعمیر (انگ: آرکیٹیکچر) [۳۱۱]

دارُ المُصارَعَت ضمہ م، فت ر، ع

کھیلوں اور ورزشوں کے لیے بنائی ہوئی عمارت، اکھاڑا (انگ:Gymnasium) [۳۱۲]

اِختیاری مرضی پر مبنی جس میں انتخاب کی گنجائش ہو (انگ:Optional) [۳۱۳]

رَدِّ عَمل فت ر، شد کسج د، فت ع، م۔ امذ

کسی عمل یا حرکت یا اقدام سے پیدا ہونے والا اثر یا اس کا جوابی تاثر

(قب: انگ Reaction) [۳۱۴]

اُمْنِیَّت ضمہ ا، فت م، غنہ۔ امث

جسم کی امراض کے خلاف مدافعت پیدا کرنے کی قدرتی صلاحیت (انگ:Immunity کی تارید)[۳۱۵]

مُتکافِی ضمہ م، فت ت۔ صف

جوابی، ایک دوسرے کے بدلے میں (انگ:Reciprocal)[۳۱۶]

خامِرَہ کس ج م۔ فت ر۔ اند

ان کیمیائی اجزاء میں سے کوئی جو زندہ اجسام میں پیدا ہونے اور خود حل ہوئے بغیر نشو و نما میں مدد گار ہوتے ہیں مثلاً ہضم میں مدد دینے والا خامرہ۔ (انگ:Enzymes)[۳۱۷]

فرہنگ تلفظ میں شان الحق حقی نے انگریزی الفاظ کو اُردو زبان کے تقاضوں کے مطابق درج کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے۔ انھوں نے فرہنگ تلفظ میں انگریزی الفاظ کا انبار لگانے سے احتراز برتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزی کے وہ الفاظ جو زبان زد عام رائج ہیں۔ انھیں فرہنگ تلفظ میں درج نہیں کیا گیا مثال کے طور پر اسکول، لاوڈ سپیکر، شیمپو، ٹرافی، ٹیوٹر، روبوٹ، ڈپلومہ، ہاسپٹل، نرس، ڈومیسائل، ویزا، سائنس، جغرافیہ، کرفیو، مارشل لاء، ویکسین، ناول، گلوکوز، ڈیزائن، ٹیکنالوجی، گودام، جیسے کئی ایک الفاظ کے انداج سے احتراز برتا ہے۔ اس طرح فرہنگ تلفظ میں "فلالین" کا لغویہ اب شامل نہیں، جب کہ فرہنگ تلفظ (طبع پنجم) میں یہ لغویہ موجود ہے اور اُردو میں رائج بھی ہے۔

فَلالَین فت ف۔۔ لے لین۔ امث

ایک قسم کا روئیں دار نرم اُونی کپڑا۔ (انگ:Flannel)[۳۱۸]

۷۔ مختلف التلفظ الفاظ کی ادائیگی:

زبان کے بولنے اور استعمال کے دوران بہت سی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ بسا اوقات زبان میں ایک ہی لفظ کے ایک سے زائد تلفظ رائج ہو جاتے ہیں۔ انھیں ماہرینِ زبان نے غلط العام فصیح کا درجہ دیا ہے۔ فرہنگ / لغت میں ان لغویوں کے اندراج کی صورت کو ڈاکٹر نذیر آزاد نے فرہنگ نویس / لغت نویس کی صوابدید پر چھوڑا ہے کہ وہ فرہنگ میں اندراج کے وقت کس تلفظ کو فوقیت دیتا ہے۔ فرہنگِ تلفظ میں ایسے بے شمار لغویے مل جاتے ہیں، جن کے ایک سے زائد تلفظ رائج ہیں۔ شان الحق حقی نے ان لغویوں کے دونوں تلفظ اس طرح درج کیے ہیں کہ ان کے نزدیک جو تلفظ زیادہ فصیح ہے، اسے پہلے اور اس کے بعد نیز لکھ کر دوسرا تلفظ درج کیا ہے۔ مثال کے طور پر:

سُلف ضمہ س، سک ل۔ اند

ساڑھو، ہم زلف، نیز سِلف[۳۱۹]

سَلَج فت س، ل۔ امث۔

سالے کی بیوی۔ نیز سَلَھج [۳۲۰]

فرہنگ میں "اَبھاگی" کے ذیل میں درج "ابھاگن" کے لغویے کے دو تلفظ نیز لکھے بغیر درج کیے ہیں اور نیز لکھ کر ایک اور تلفظ درج کیا ہے۔

اَبھاگن / اِبھاَگن (فت نیز کس گ) نیز ابھاگنی (سک گ) [۳۲۱]

اس لغویے کے پہلے دو تلفظ زیادہ رائج ہیں اس لیے انھیں پہلے درج کیا گیا ہے۔

رَفاہ فت ر۔ امث۔

آسائش، آرام، نیز رِفاہ (کس ر) بھلائی، بہبود، خلق [۳۲۲]

نَقْب فت ن، سک ق۔ امث۔

شگاف، سیندھ۔ عام نَقَب۔ [۳۲۳]

بَہِشْت فت ب، کس ہ، سک ش۔ امث۔

جنت، فردوس، نیز بہشت (کسمج ب) [۳۲۴]

ان لغویوں میں درج تلفظ میں جن تلفظات کو فوقیت دی ہے۔ اگرچہ وہ اسی طرح رائج ہیں لیکن فرہنگِ تلفظ میں درج کچھ لغویے ایسے بھی ہیں، جن کے دو تلفظ درج ہیں۔ راقمہ کے خیال میں ان درج تلفظات میں موخر الذکر تلفظ کا پہلے اندراج کیا جانا چاہیے۔ کیوں کی اردو میں وہ تلفظ رائج ہے۔

دَرَنْد فت د، فت ر، سک ن۔ امذ

وحشی، چیرنے پھاڑنے والا جانور نیز دَرَندہ۔ عام دَرِندَہ [۳۲۵]

دَرَنْد بلاشبہ درست تلفظ ہے لیکن اردو میں رائج تلفظ "دَرِندَہ" ہی ہے، جسے عام لکھ کر درج کیا گیا ہے۔ اس تلفظ کو فوقیت دیتے ہوئے پہلے درج کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

نَشاط فت ن۔ امث

خوشی، شادمانی، مسرت۔ عام: نِشاط [۳۲۶]

نَوَّاب فت ن، شد و۔ امذ

رئیس، امیر، نائب، شاہ نیز عام: نَواب (بلا شد) [۳۲۷]

کِلِید کس ک، ی مع، امث

قفل کی کنجی، مفتاح، چابی، مشین میں مختلف پرزوں کو حرکت دینے کے لیے بنے ہوئے نشان؛ اشاریہ؛ انڈیکس۔ مجازاً پتے کی بات جس سے کوئی مسئلہ حل ہو یا کوئی بھید کھلے۔ عام: کَلِید [۳۲۸]

خَیرِیَّت ے لین، کس ر، شد فت ی۔ امث

صحت، سلامتی، بھلائی، عام: خَیرِیَت (اردو کا تصرف بلاشد) [۳۲۹]

پائِچا کس ج ء۔ امذ

پاجامے کی موری سے رومالی تک ٹانگوں کو ڈھلنے والے دو حصّوں میں سے کوئی ایک حصّہ

نیز پائینچہ۔ پائینچا [۳۳۰]

پائِجامہ کس ج ء، فت م۔ امذ

کمر سے ٹخنوں تک ستر پوش لباس، جس میں دو پائینچے ہوتے ہیں اور نیفے سے کمر بند ڈال کر باندھا جاتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں اور وضعیں ہیں۔ نیز پاجامہ۔ پاے جامہ [۳۳۱]

رَضْوی فت ر، سک ض۔ صف

رضا سے منسوب حضرت امام علی رضا کی اولاد نیز رِضوی۔ [۳۳۲]

راقمہ کی رائے میں ان لغویوں میں مؤخر الذکر تلفظ کا اندراج پہلے کیا جانا چاہیے۔ تاہم یہ کوئی حتمی رائے نہیں۔ فرہنگ تلفظ میں بعض لغویوں کے اندراج میں اس کی پیروی بھی کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر:

زَرْتُشت فت ز، سک ب، ضمہ ت، سک ش۔ عَلَم

پارسی مذہب کے بانی کا نام نیز زُرْدُشتت [۳۳۳]

سَپُوت فت س۔ و مع۔ امذ

لائق، بیٹا، فرزند رشید، نیز سُپُوت (ضمہ س)

[اصلاً س: س+پُتر] [۳۳۴]

کافِر کس ف۔ صف

نہ ماننے والا، منکر، ظالم (اکثر محبوب کے لیے مستعمل)۔ کافرستان کا باشندہ۔ شاذ: کَافَر۔ امث: کافِری [۳۳۵]

نِژاد کس ن۔ امث

اصل و نسب، نسل، تانتی (اصلاً: نَژاد فت ن) [۳۳۶]

نَفْل فت ن۔ سک ف۔ امذ

فرض اور واجب کے علاوہ عبادات

نماز کی وہ رکعتیں جو شوق صلوٰت میں ادا کی جائیں نیز نافلہ جمع: نوافل۔ عام: نَفَل [۳۳۷]

درج بالا ان تمام لغویوں میں اردو میں رائج تلفظ کو فوقیت دیتے ہوئے پہلے درج کیا گیا ہے۔ راقمہ اس کے حق میں ہے۔ اس لیے فرہنگ تلفظ میں درج وہ لغویے، جن میں اردو میں رائج تلفظ کو عام لکھ کر بعد میں درج کیا گیا ہے پہلے درج کیا جانا چاہیے۔ جیسے کہ صِحَّت: عام صِحَت (بلا شد)، شُتُر: عام شُتَر، عَجُز: عام عِجز، وَحُی: عام وَحِی، فاصِلہ: عام فاصَلہ میں "عام" تلفظ کو فوقیت دیتے ہوئے پہلے درج کیا جانا چاہیے۔

اُردو زبان کی یہ خوبی ہے کہ وہ عربی و فارسی سہ حرفی، یک رکنی لغویوں کی پہلی دو آوازوں کے درمیان مصوتی تداخل سے انھیں دو رکنی بنا دیتی ہے۔ مثلاً "وَزن" سے "وَزَن"۔ فرہنگ تلفظ میں کہیں اس اُصول کی پیروی کی گئی ہے لیکن کہیں اس سے انحراف بھی ملتا ہے۔ مثال کے طور پر:

حَنَفی فت ح، ن۔ امذ

حضرت امام ابو حنیفہ کی فقہ کا پیرو [۳۳۸]

وَرَق فت و، ر۔ امذ

کاغذ کا تاؤ، پارجہ: درخت کا پتا؛ پھول کی پتی، چاندی یا سونے کو کوٹ کر مہین کیا ہوا پترا۔ [۳۳۹]

ان لغویوں کے اندراج میں اس اصول کی پیروی نہیں کی گئی نہ ہی اردو میں رائج تلفظ "حَنُفی" اور "وَرُق" درج ہے، جب کہ اردو میں ان لغویوں کا یہی تلفظ رائج ہے۔ "وزن" کے لغویے کے اندراج میں اس اصول کی پیروی کی گئی ہے۔

وَزْن فت و، سک ز۔ امذ

بوجھ، ثقل، بار، بھار، تول

درجہ ثقالت، باٹوں یا تول کے پیمانوں کی رو سے مقدار، بھاری پن، پُر مغز ہونا، پر معنی ہونا [۳۴۰]

گَرْم فت گ، سک ر۔ صف

تپتا، دہکتا ہوا پر حدت، سرد کی ضد؛ جوشیلہ، جذباتی؛ مستعد؛ تیز، جسم میں حرارت پیدا کرنے والا۔ [۳۴۱]

شَکْل فت ش، سک ک۔ امث

صورت، وضع، نقشہ، خاکہ، تدبیر، ترکیب، حالت، گت، ہیت، منطقی قضیہ، مسئلہ [۳۴۲]

۸۔ضرورت شعری کے تحت استعمال کیے جانے والے الفاظ کا تلفظ:

اردو زبان میں کسی لغویے کے تلفظ کی سند حاصل کرنے کا ایک عام رجحان یہ پایا جاتا ہے کہ اس لغویے کے استعمال کی مثال شعرا کے کلام میں تلاش کی جاتی ہے۔اس طرح جس وزن پر اسے شاعر نے شعر میں باندھا ہو گا وہی اس لغویے کا درست تلفظ ہو گا۔کیوں کی شعرا ضرورتِ شعری کے تحت الفاظ کا وزن گرا دیتے ہیں۔اس لیے اس پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا۔اگر یوں کہا جائے کہ رُکنِ عروضی کا تلفظ سے کوئی تعلق نہیں تو غلط نہ ہو گا۔یہی وجہ ہے کہ شان الحق حقی نے اس طریقہ تلفظ سے اجتناب کیا ہے۔کیوں کہ بسا اوقات شعری ضرورت کے تحت اصل لفظ کا وزن گرا دیا جاتا ہے۔تاہم فرہنگ تلفظ میں خال خال اشعار درج ہیں۔مثال کے طور پر:

؎ چشم نرگس ہی سے آخر پیار کیوں

اہل گلشن ہم نہیں بیمار کیا[۳۴۳]

؎ چمن میں آہ کیا

رہنا جو ہو بے آبرو رہنا[۳۴۴]

۹۔ایک سے زائد تلفظ رکھنے والے الفاظ کا تلفظ:

بسا اوقات زبان میں کم علمی یا ناواقفیت کے باعث کسی لغویے کے دو تلفظ رائج ہو جاتے ہیں، جسے "غلط العوام" کہا جاتا ہے، اس تلفظ کو درست نہیں مانا جاسکتا اور نہ ہی فرہنگ / لغت میں اس کے اندراج کی گنجائش ہوتی ہے۔فرہنگ تلفظ میں شان الحق حقی نے بھی ان لغویوں کا اصل اور فصیح تلفظ درج کیا ہے اور "غلط العوام" تلفظ کے اندراج سے احتراز برتا ہے۔

اَخلاق فت ا،سک خ۔ج مذ۔امذ

اعمال،عادتیں، خصلتیں، برتاؤ، تہذیب، شائستگی، خوش اعمالی۔[۳۴۵]

اُسلوب ضمہ ا،سک س،و مع۔امذ

طور، طریقہ، وضع، انداز، روش، حکمتِ عملی[۳۴۶]

لَبادَہ فت ل،امذ

چغہ، جبہ،[ع: لُبادہ][۳۴۷]

حُکومَت ضمہ ح،و مع،فت م۔امث

اقتدارِ اعلیٰ؛ راج نظم و نسق کا اختیار، وہ جماعت یا ادارہ جو نظم و نسق کا مختار ہو۔[۳۴۸]

دِفاع   کس د۔ امذ

تحفظ، بچاؤ، روک تھام، عسکری قوت فوجی تنظیم [۳۴۹]

درج بالا ان تمام لغویوں کا تلفظ عام طور پر "اِخلاق"، "اَسلُوب" "حَکُومت"، "لِبادہ" اور "دفاع" کیا جاتا ہے، جو کہ ان لغویوں کا غلط العوام تلفظ ہے۔ ذیل میں چند "غلط العوام" تلفظ کا فرہنگ تلفظ کے ساتھ موازنہ کیا گیا ہے، تاکہ اس بات کی تسلی کی جاسکے کہ ان تلفظات کو فرہنگ میں درج نہیں کیا گیا۔

غلط العوام	درست تلفظ	فرہنگ تلفظ میں اندراج
بُلَنْد	بَلَند	بَلَند فت ب، فت ل، سک ن۔ صف اونچا، ارفع، بالا، لمبے قد کا اعلیٰ، بڑے مرتبے والا، پاک منزہ دور تک سُنائی دینے والا [۳۵۰]
جِین	جَین	جَین ے لین۔ صف جین مت کا پیرو [۳۵۱]
رَسُوخ	رُسُوخ	رُسُوخ ضمہ ر، و مع۔ امذ استواری، مضبوطی، پہنچ، رسائی، گھس آنا، در آنا، میل ملاقات رکھنا [۳۵۲]
جَزیہ	جِزیَہ	جِزیَہ کس ج، سک ز، فت ی۔ امذ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں سے قابلِ وصول تحفظ ٹیکس [۳۵۳]
گَرداب	گِرداب	گِرداب کس گ، سک ر۔ امذ بھنور [۳۵۴]
مُبارِک	مُبارَک	مُبارَک ضمہ م، فت ر، امذ ساز گار، موافق، بابرکت، باسعادت [۳۵۵]
جَشْن	جَشْن	جَشْن فت ج، سک ش۔ امذ دھوم دھام، خوشی کی تقریب [۳۵۶]
کَفَن	کَفَن	کَفَن فت ک، ف۔ امذ

		مردے کا بن سِلا لباس[357]
خَطوطُ	خُطوطُ	خُطوط ضمہ خ، و مع ج مذ خط کی جمع[358]

درج بالا ان مثالوں کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ فرہنگ تلفظ میں اندراج کے وقت "غلط العوام" الفاظ کے تلفظ میں احتیاط برتی گئی ہے۔ تاہم ڈاکٹر یوسف رام پوری نے اردو میں رائج عربی الفاظ کی فہرست مرتب کی ہے، جس میں کچھ لغویے ایسے درج ہیں جن کا تلفظ عربی قاعدے کے مطابق غلط ہے مگر اردو میں رائج ہے۔ فرہنگ تلفظ میں ان لغویوں کے اصل تلفظ کو ہی درج کیا گیا ہے، جو اصل کے مطابق درست مگر اردو میں ان کا یہ تلفظ غلط مانا جائے گا۔ مثال کے طور پر:

ڈاکٹر یوسف رام پوری کے مطابق اردو میں رائج تلفظ	فرہنگ تلفظ میں اندراج
حَشَرات درست تلفظ ہے مگر اردو میں "حَشُرات" تلفظ رائج ہے	حَشَرات فت ح، ش ہر قسم کے کیڑے مکوڑے، بھنگے پتنگے[359]
حَامِلَہ درست تلفظ ہے مگر اردو میں "حَاملہ" تلفظ رائج ہے۔	حَامِلَہ کس م فت ل وہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ ہو۔[360]
عاجِزی درست تلفظ ہے مگر اردو میں "عاجزی" تلفظ رائج ہے۔	عاجِز کس ج صف۔ بے چارہ، لاچار، مسکین، معذور، ضعیف، نا قابل نیز بہ طورِ انکسار امث۔ عاجِزی: انکسار، عجز، منت خوشامد[361]
عَطِیَّہ درست تلفظ ہے مگر اردو میں "عطیہ" تلفظ رائج ہے	عَطِیَّہ فت ع، کس ط، شد فت ی، امذ۔ تحفہ، بخشش، انعام[362]
فَرضِیَّت درست تلفظ ہے مگر اردو میں "فَرضِیَت" تلفظ رائج ہے	فَرضِیَّت فت ف، سک ر، کس ض، شد فت ی۔ امث فرض ہونا م: جہاد کی فرضیت کچھ فرائض پر مبنی ہے۔[363]
تَرجَمَہ درست تلفظ ہے مگر اردو میں "تَرجُمہ" تلفظ رائج ہے	تَرجَمَہ فت ر، سک ر، فت ج م۔ امذ

	ایک زبان کے الفاظ یا عبارت کو دوسری زبان میں منتقل کرنا تذکرہ احوال بیان کسی شخصیت یا مشاہیر کا، غ ع: ضمہ ج[۳۶۴]

درج بالا ان اندراجات کو دیکھا جائے تو یوسف رام پوری کا موقف درست معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ اردو میں اب ان لغویوں کو بدلی ہوئی صورت میں قبول کر لیا گیا ہے لہذا راقمہ کی یہ تجویز ہے کہ فرہنگ تلفظ میں "قِیامت"، "وُضُو"، "کاذِب"، "گُوالا"، "لِفافہ"، "خُلاصہ"، "مُکافات" اور ان جیسے کئی دوسرے لغویوں کا تلفظ تبدیل کر کے فرہنگ تلفظ میں اردو کے رائج تلفظ کو شامل کیا جانا چاہیے۔ ان لغویوں کے علاوہ "تِشنگی"، "مُنشیات"، "مَحبّت"، "مُساوی" اور "ضِرار" ایسے لغویے ہیں، جن کا تلفظ اکثر غلط کیا جاتا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں یہ لغویے درج نہیں۔ ان لغویوں کے اندراج کو بھی ممکن بنایا جانا چاہیے۔

فرہنگ تلفظ میں لغویوں کا درست تلفظ درج کرنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ تاہم بعض مقامات پر راقمہ کو اختلاف بھی ہے۔ راقمہ کے خیال میں "غلط العام (فصیح)" تلفظ کو فوقیت دیتے ہوئے پہلے درج کیا جائے تو بہتر ہے۔ اس طرح وہ "غلط العوام" "تلفظ جو رواج پا چکے ہیں۔ انھیں فرہنگ تلفظ میں بھی جگہ دی جانی چاہیے۔ فرہنگ تلفظ (طبع پنجم) تلفظ کے حوالے سے فرہنگ تلفظ (طبع اول) کی عکسی نقل معلوم ہوتی ہے۔ راقمہ کے خیال میں بدلتے تقاضوں اور جدید رجحانات کے مطابق اس کے لغویوں پر نظر ثانی کی جانی چاہیے۔

شان الحق حقی کی وضع کردہ علامات کی بحالی کے ساتھ فرہنگ تلفظ کی طباعت، اعرابی اور ملفوظی تلفظ کے اندراج میں بھی احتیاط برتنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ فرہنگ تلفظ اردو زبان کے لیے شان الحق حقی کی کی گئی خدمات میں ایک اہم اضافہ ہے۔ اسے مرتب کیے چھبیس (۲۶) سال گزر گئے ہیں۔ لہذا اسے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا وقت کی اہم ضرورت محسوس ہوتی ہے

حوالہ جات

۱۔ رؤف پاریکھ،اردو میں لسانی تحقیق و تدوین گزشتہ چند عشروں(کراچی:اردو بازار،۲۰۱۳ء)،ص۴۷۔

۲۔ فرہنگ تلفظ(طبع چہارم) میں جن صفحات پر دائرہ لگایا گیا ہے اُن میں صفحہ نمبر ۸۵، ۲۴۲، ۲۵۴، ۲۷۸،۲۸۷،۲۹۶،۳۱۹،۴۵۹،۲۷۸،۴۹۹،اور ۳۴۷ شامل ہیں۔

۳۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۲۰۱۲ء)،ص۸۵۔

۴۔ ایضاً،ص۲۷۸۔

۵۔ ایضاً،ص۲۸۷۔

۶۔ ایضاً،ص۲۹۶۔

۷۔ ایضاً،ص۳۱۹۔

۸۔ ایضاً،ص۴۵۹۔

۹۔ ایضاً،ص۳۴۷۔

۱۰۔ ان صفحات میں صفحہ نمبر ۲۴۲اور ۴۹۹شامل ہیں۔

۱۱۔ ایضاً،ص۲۵۴۔

۱۲۔ بی بی امینہ،"مغرب کے جدید اصول لغت نویسی"مشمولہ بنیاد،ج۱۰(۲۰۱۹ء)،ص۱۲۵۔

۱۳۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،ص۱۷۔

۱۴۔ ایضاً،ص۲۳۱۔

۱۵۔ ایضاً،ص۶۵۴۔

۱۶۔ ایضاً،ص۶۳۵۔

۱۷۔ ایضاً،ص۱۵۹۔

۱۸۔ ایضاً،ص۶۶۷۔

۱۹۔ ایضاً،ص۳۴۶۔

۲۰۔ ایضاً،ص۴۱۷۔

۲۱۔ ایضاً،ص۳۶۴۔

۲۲۔ ایضاً، ص۳۶۵۔

۲۳۔ ایضاً، ص۳۸۸۔

۲۴۔ ایضاً، ص۶۵۵۔

۲۵۔ ایضاً، ص۱۲۰۔

۲۶۔ ایضاً، ص۲۶۲۔

۲۷۔ ایضاً، ص۳۳۸۔

۲۸۔ ایضاً، ص۳۷۳۔

۲۹۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ، ص۵۰۱۔

۳۰۔ ایضاً، ص۵۳۶۔

۳۱۔ ایضاً، ص۲۶۵۔

۳۲۔ ایضاً، ص۲۶۵۔

۳۳۔ ایضاً، ص۴۶۳۔

۳۴۔ ایضاً، ص۴۶۳۔

۳۵۔ ایضاً، ص۵۳۶۔

۳۶۔ ایضاً، ص۳۸۴۔

۳۷۔ ایضاً، ص۶۸۔

۳۸۔ ایضاً، ص۶۸۸۔

۳۹۔ ایضاً، ص۲۶۴۔

۴۰۔ ایضاً، ص۲۶۵۔

۴۲۔ ایضاً، ص۲۶۷۔

۴۲۔ ایضاً، ص۲۶۴۔

۴۳۔ ایضاً، ص۳۸۱۔

۴۴۔ ایضاً، ص۵۳۶۔

۴۵۔ ایضاً، ص۷۰۴۔

۴۶۔ ایضاً، ص۷۲۹۔

۴۷۔ ایضاً، ص۵۳۴۔

۴۸۔ ایضاً، ص۶۹۰۔

۴۹۔ ایضاً، ص۵۳۶۔

۵۰۔ ایضاً، ص۵۳۷۔

۵۱۔ ایضاً، ص۱۱۱۔

۵۲۔ ایضاً، ص۱۱۱۔

۵۳۔ ایضاً، ص۲۷۳۔

۵۴۔ ایضاً، ص۴۵۵۔

۵۵۔ ایضاً، ص۶۴۱۔

۵۶۔ ایضاً، ص۴۹۹۔

۵۷۔ ایضاً، ص۳۹۶۔

۵۸۔ ایضاً، ص۴۲۴۔

۵۹۔ ایضاً، ص۴۲۲۔

۶۰۔ ایضاً، ص۴۸۴۔

۶۱۔ ایضاً، ص۶۱۸۔

۶۲۔ ایضاً، ص۳۶۵۔

۶۳۔ ایضاً، ص، ۶۵۲۔

۶۴۔ عبدالودود قریشی، اصلاح تلفظ (لاہور: ماوراء پبلشرز، ۲۰۱۹ء)، ص۱۷۔

۶۵۔ سہیل بخاری، سکون اول کا مسئلہ مشمولہ اردو نامہ، ج۱۴ (اکتوبر تا دسمبر ۱۹۶۳ء)، ص۴۶۔

۶۶۔ شان الحق حقی، لسانی مسائل و لطائف (اسلام آباد: ادارۂ فروغ قومی زبان، ۲۰۲۱ء)، ص۱۷۔

۶۷۔ رؤف پاریکھ، لسانیاتی مباحث (کراچی: فضلی سنز ۲۰۱۹ء)، ص۰۹۔

۶۸۔ ایضاً، ص۳۸۵۔

۶۹۔ ایضاً، ص۳۸۵۔

۷۰۔ ایضاً، ص۵۶۶۔

۷۱۔ ایضاً، ص۲۹۲۔

۷۲۔ ایضاً، ص۱۱۵۔

۷۳۔ ایضاً، ص۴۵۵۔

۷۴۔ ایضاً، ص۱۲۱۔

۷۵۔ ایضاً، ص۶۵۶۔

۷۶۔ عبدالباری قاسمی، "عہد جدید میں تلفظ کی حالت زار" مشمولہ اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل، مرتبہ یوسف رام پوری (نئی دہلی مرکزی پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء)، ص۱۸۰۔

۷۷۔ نصیر احمد خان، اردو کی صوتی لغت (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۵ء)، ص۰۶۔

۷۸۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ، ص۴۰۱۔

۷۹۔ ایضاً، ص۴۰۱۔

۸۰۔ ایضاً، ص۶۶۰۔

۸۱۔ ایضاً، ص۷۱۰۔

۸۲۔ ایضاً، ص۶۶۷۔

۸۳۔ ایضاً، ص۳۲۴۔

۸۴۔ ایضاً، ص۱۰۸۔

۸۵۔ ایضاً، ص۱۰۸۔

۸۶۔ ایضاً، ص۷۱۵۔

۸۷۔ ایضاً، ص۷۱۰۔

۸۸۔ ایضاً، ص۴۳۲۔

۸۹۔ ایضاً، ص۷۱۸۔

۹۰۔ ایضاً، ص۴۹۹۔

۹۱۔ ایضاً، ص۵۸۶۔

۹۲۔ ایضاً، ص۶۷۵۔

۹۳۔ ایضاً، ص۳۴۰۔

۹۴۔ قیوم ملک، اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۹ء)،

ص۱۴۹۔

۹۵۔ ممتاز ڈاہر،سیاحت لفظی (میلسی:شرجیل پبلی کیشنز،۲۰۰۷ء)،ص۲۳۳۔

۹۶۔ حکیم سید میر ظفر زیدی مشمولہ اخبار اردو ج۲۶،ش۰۸(اگست،۲۰۰۹ء)،ص۲۳۔

۹۷۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،ص۵۲۵۔

۹۸۔ ایضاً،ص۳۴۷۔

۹۹۔ ایضاً،ص،۵۱۶۔

۱۰۰۔ ایضاً،ص۵۶۶۔

۱۰۱۔ ایضاً،ص۵۱۶۔

۱۰۳۔ سہیل احمد فاروقی،"اُردو تلفظ چند مشاہدات"مشمولہ اُردو میں تلفظ معنویت اور مسائل مرتبہ یوسف رام پوری(نئی دہلی:مرکزی پبلی کیشنز،۲۰۱۸ء)،ص۵۲۔

۱۰۴۔ آصف اقبال جہان آبادی ،"اُردو تلفظ پر عربی صوتیات کے اثرات "مشمولہ اُ ردو میں تلفظ معونیت اور مسائل مرتبہ یوسف رام پوری(نئی دہلی:مرکزی پبلی کیشنز،۲۰۱۸ء)،ص۶۴۔

۱۰۵۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،ص۵۲۸۔

۱۰۶۔ ایضاً،ص۶۱۱۔

۱۰۷۔ ایضاً،ص۳۶۶۔

۱۰۸۔ ایضاً،ص۳۵۴۔

۱۰۹۔ ایضاً،ص۱۳۱۔

۱۱۰۔ ایضاً،ص۱۰۷۔

۱۱۱۔ ایضاً،ص۳۷۶۔

۱۱۲۔ ایضاً،ص۳۶۵۔

۱۱۳۔ ایضاً،ص۳۶۵۔

۱۱۴۔ ایضا،ص۴۴۲۔

۱۱۵۔ ایضاً،ص۳۸۸۔

۱۱۶۔ ایضاً،ص۵۴۴۔

۱۱۷۔ شمس الرحمن فاروقی،لغات روزمرہ(نئی دہلی:انجمن ترقی اُردو،۲۰۱۱ء)،ص۱۸۔

۲۱۸۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،ص۴۳۸۔

۲۱۹۔ ایضاً،ص۱۴۴۔

۲۲۰۔ ایضاً،ص۴۲۸۔

۲۲۱۔ ایضاً،ص۳۶۴۔

۲۲۲۔ ایضاً،ص۔۴۲۹۔

۲۲۳۔ ایضاً،ص۴۲۴۔

۲۲۴۔ ایضا،ص۴۲۵۔

۲۲۵۔ ایضا،ص۴۲۵۔

۲۲۶۔ ایضاً،ص۴۳۴

۲۲۷۔ ایضاً،ص۱۵۰۔

۲۲۸۔ ایضاً،ص۴۶۶۔

۲۲۹۔ ایضاً،ص۳۸۶۔

۲۳۰۔ ایضاً،ص۱۵۸۔

۲۳۱۔ ایضاً،ص۳۹۳۔

۲۳۲۔ ایضاً،ص۴۲۴۔

۲۳۳۔ ایضاً،ص۴۶۵۔

۲۳۴۔ ایضاً،ص۵۲۹۔

۲۳۵۔ ایضاً،ص۷۰۔

۲۳۶۔ ایضاً،ص۱۱۵۔

۲۳۷۔ ایضاً،ص۵۵۰۔

۲۳۸۔ ایضاً،ص۴۶۱۔

۲۳۹۔ ایضاً،ص۱۵۱۔

۲۴۰۔ ایضاً،ص۱۵۰۔

۲۴۱۔ ایضاً،ص۶۹۸۔

۲۴۲۔ قیوم ملک،اردو میں عربی زبان کا تلفظ(اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن۲۰۱۹ء)،ص۱۵۱۔

۲۴۳۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،ص۵۰۷۔

۲۴۴۔ ایضاً،ص۴۲۷۔

۲۴۵۔ ایضاً،ص۴۳۰۔

۲۴۶۔ ایضاً،ص۳۴۹۔

۲۴۷۔ ایضاً،ص۵۵۴۔

۲۴۸۔ ایضاً،ص ۴۳۲۔

۲۴۹۔ ایضاً،ص ۴۳۲۔

۲۵۰۔ ایضاً،ص۳۸۸۔

۲۵۱۔ ایضاً،ص۴۲۱۔

۲۵۲۔ ایضاً،ص۶۱۴۔

۲۵۳۔ ایضاً،ص۶۹۶۔

۲۵۴۔ شمس الرحمن فاروقی،لغات روزمرہ(نئی دہلی:انجمن ترقی اُردو،۲۰۱۱ء)،ص۲۳۔

۲۵۵۔ شمس الرحمن فاروقی،"انگریزی الفاظ اردو میں" تاریخ ملاحظہ ۳،مارچ ۲۰۲۲ء، https://www.tameer news.com/2021/11/english-words-in-urdu-shamsur-rahman-faruqi.

۲۶۶۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،ص۵۴۸۔

۲۷۷۔ ایضاً،ص۴۲۶۔

۲۸۸۔ ایضاً،ص۴۲۳۔

۲۹۹۔ ایضاً،ص۶۰۱۔

۳۰۰۔ ایضاً،ص۲۹۔

۳۰۱۔ ایضاًص۲۹۔

۳۰۲۔ ایضاً،ص۴۱۸

۳۰۳۔ ایضاً،ص۱۵۷۔

۳۰۴۔ ایضاً،ص۴۶۵۔

۳۰۵۔ ایضاً، ص ۴۶۲

۳۰۶۔ ایضاً، ص ۴۶۳۔

۳۰۷۔ ایضاً، ص ۵۷۱۔

۳۰۸۔ ایضاً، ص ۵۷۱

۳۰۹۔ ایضاً، ص ۲۸۔

۳۱۰۔ ایضاً، ص ۱۴۲۔

۳۱۱۔ ایضاً، ص ۵۰۸۔

۳۱۲۔ ایضاً، ص ۳۷۶۔

۳۱۳۔ ایضاً، ص ۱۷۔

۳۱۴۔ ایضاً، ص ۴۲۵۔

۳۱۵۔ ایضاً، ص ۶۳۔

۳۱۶۔ ایضاً، ص ۶۲۰۔

۳۱۷۔ ایضاً، ص ۳۵۴۔

۳۱۸۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ، ص ۳۳۷۔

۳۱۹۔ ایضاً، ص ۴۶۳۔

۳۲۰۔ ایضاً، ص ۴۶۳۔

۳۲۱۔ ایضاً، ص ۵۰۔

۳۲۲۔ ایضاً، ص ۴۲۸۔

۳۲۳۔ ایضاً، ص ۶۹۸۔

۳۲۴۔ ایضاً، ص ۱۳۸۔

۳۲۵۔ ایضاً، ص ۳۸۵۔

۳۲۶۔ ایضاً، ص ۶۹۴۔

۳۲۷۔ ایضاً، ص ۷۰۲۔

۳۲۸۔ ایضاً، ص ۵۶۷۔

۳۲۹۔ ایضاًص ۳۷۴۔

۳۳۰۔ ایضاً، ص۱۵۹۔

۳۳۱۔ ایضاً، ص۱۵۹۔

۳۳۲۔ ایضاً، ص۴۲۸۔

۳۳۳۔ ایضاً، ص۴۳۸(ج)۔

۳۳۴۔ ایضاً، ص۴۴۷۔

۳۳۵۔ ایضاً، ص۵۵۵۔

۳۳۶۔ ایضاً، ص۶۹۳۔

۳۳۷۔ ایضاً، ص۶۹۷۔

۳۳۸۔ ایضاً، ص۳۴۸۔

۳۳۹۔ ایضاً، ص۷۱۱۔

۳۴۰۔ ایضاً، ص۷۱۱۔

۳۴۱۔ ایضاً، ص۵۸۶۔

۳۴۲۔ ایضاً، ص۴۸۹۔

۳۴۳۔ ایضاًص ۳۲۔

۳۴۴۔ ایضاً، ص۳۳۔

۳۴۵۔ ایضاً، ص۱۷۔

۳۴۶۔ ایضاً، ص۳۶۔

۳۴۷۔ ایضاً، ص۶۰۲۔

۳۴۸۔ ایضاً، ص۳۴۵۔

۳۴۹۔ ایضاً، ص۳۸۹۔

۳۵۰۔ ایضاً، ص۱۲۹۔

۳۵۱۔ ایضاً، ص۲۸۶۔

۳۵۲۔ ایضاً، ص۴۲۷۔

۳۵۳۔ ایضاً، ص۲۷۰۔

۳۵۴۔ ایضاً، ص۵۸۵۔

۳۵۵۔ ایضاً، ص ۶۱۶۔

۳۵۶۔ ایضاً، ص ۲۷۱۔

۳۵۷۔ ایضاً، ص ۵۶۵۔

۳۵۸۔ ایضاً، ص ۳۶۴۔

۳۵۹۔ ایضاً، ص ۳۴۲۔

۳۵۹۔ ایضاً، ص ۳۳۵۔

۳۶۰۔ ایضاً، ص ۵۱۳۔

۳۶۱۔ ایضاً، ص ۵۲۰۔

۳۶۲۔ ایضاً، ص ۵۳۷

۳۶۳۔ ایضاً، ص ۲۱۶۔

باب چہارم:

فرہنگ تلفظ پر کیے جانے والے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

باب چہارم:

فرہنگ تلفظ پر کیے جانے والے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

تنقید ہمارے معاشرے میں بہت عام ہے۔ ہر شہری اسے فرض کفایہ سمجھ ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ تاہم زبان و ادب سے وابستہ افراد ادب میں تنقید کے مفہوم سے بہ خوبی واقف ہیں کیوں کہ یہاں تنقید کا مقصد محض نکتہ چینی کرنا نہیں بلکہ ادب پارے کی افادیت کو بڑھانا اور اس میں بہتری کی گنجائش پیدا کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم و دانش نے وقتاً فوقتاً فرہنگ تلفظ پر اظہار خیال کیا۔ فرہنگ تلفظ پر لکھے گئے مضامین زیادہ تر تعارفی نوعیت کے ہیں جن کا ذکر باب اوّل میں کیا جا چکا ہے۔ ان ہی مضامین میں ایک مضمون سید رضوان علی ندوی[1] کا فرہنگ تلفظ ایک تنقیدی جائزہ کے عنوان سے ہے، جس میں رضوان علی ندوی نے فرہنگ تلفظ میں اندراج تلفظ، معنی اور املا کے ضمن میں اختلاف ظاہر کیا ہے۔ یہ اختلافات کس نوعیت کے ہیں؟ فرہنگ تلفظ کی نستعلیق اشاعت میں ان اختلافات کی کیا صورت ہے یعنی یہ اختلافات جوں کہ توں برقرار ہیں یا نہیں؟ نیز کیا ان اختلافات کا اٹھایا جانا درست ہے؟ یہی وہ سوالات ہیں جن کا جواب اس باب میں تلاش کرنے کی سعی کی جائے گی۔

"فرہنگ تلفظ ایک تنقیدی جائزہ" میں رضوان علی ندوی نے فرہنگ تلفظ کے اندر درج لغویوں، ان کے تلفظ اور معنی پر اعتراض اٹھایا ہے۔ اس مضمون کے سنہ اشاعت کی کوئی سند نہیں ملتی۔ یہ مضمون بالترتیب اخبار اردو، مخزن اور ڈاکٹر رؤف پاریکھ کی مرتب کردہ کتاب اردو لغت نویسی تاریخ مسائل و مباحث میں چھپ چکا ہے۔ قیاس ہے کہ جناب رضوان ندوی نے اس مضمون کو کتابچے کی صورت میں بھی شائع کروایا جو اب دستیاب نہیں۔ اس ضمن میں شان الحق حقی لکھتے ہیں کہ مخزن کے سابقہ شمارے میں اس پر ڈاکٹر رضوان علی نقوی[2] کا تنقیدی مضمون چھپا جو اس سے پہلے وہ ایک پمفلٹ کی صورت میں چھپوا کر تقسیم کرا چکے تھے اور مقتدرہ کے اخبار اردو کے شمارے میں بھی چھپ چکا تھا۔"[3]

راقمہ کو یہ کتابچہ نہیں مل سکا تاہم دستیاب مضامین کی ورق گردانی سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ مضمون پہلی مرتبہ کب چھپا۔ "انطلاق" کے اندراج پر اختلاف ظاہر کرتے ہوئے اخبار اردو اور مخزن میں شائع مضمون میں لکھا ہے کہ "انطلاق" کے یہ عجیب معنی دیکھ کر مجھے ۱۹۹۰ء کا ایسا ہی واقعہ یاد آیا۔"[4] اسی طرح

اردو لغت نویسی، تاریخ مسائل و مباحث میں طبع مضمون میں درج ہے کہ "انطلاق" کے یہ عجیب معنی دیکھ کر مجھے نو سال قبل کا ایسا ہی ایک واقعہ یاد آیا۔"[۵] درج بالا بیانات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ عین ممکن ہے کہ یہ مضمون ۱۹۹۹ء میں پہلی مرتبہ کتابچے کی صورت میں شائع ہوا ہو۔ اس کے بعد یہ مضمون اخبار اردو ۲۰۰۱ء، مخزن ۲۰۰۳ء اور آخر میں اردو لغت نویسی، تاریخ مسائل و مباحث ۲۰۱۷ء میں شائع ہوا۔

ان دستیاب مضامین میں راقمہ کے پیش نظر اردو لغت نویسی، تاریخ مسائل و مباحث میں شائع کردہ مضمون رہے گا کیوں کہ آخر الذکر مضمون دیگر مضامین کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے کیوں کہ مخزن میں شائع کردہ مضمون میں لغویوں پر اعراب نہیں لگائے گئے اور اخبار اردو میں ایک دو لغویوں پر ہی اعراب لگانے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس ڈاکٹر رؤف پاریکھ کے شائع کردہ مضمون میں اعراب کے ساتھ ملفوظی طریقہ کار اور جدید املا کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

ان اعتراضات پر دلیل کے لیے اردو کی جن لغات کا تعین کیا گیا ہے ان میں اردو لغت تاریخی اصول پر،[۶] علمی اردو لغت اور فرہنگ آصفیہ شامل ہیں۔[۷] اعتراضات پر بات کرتے ہوئے ان لغات میں سے اعتراض کیے گیے لغویوں کے اردو میں رائج ہونے اور تلفظ کی صورت حال کو واضح کیا گیا ہے، جہاں ان میں سے کسی لغت کا حوالہ درج نہیں کیا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس لغویے کا اندراج اس لغت میں موجود نہیں۔ ان لغات کے علاوہ ضرورت پڑنے پر آن لائن ریختہ اردو ڈکشنری، اردو آئنسی لغت اور اردو عربی ڈکشنری المعانی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ سید رضوان علی ندوی نے اپنے اس مضمون میں فرہنگ تلفظ پر جو اعتراض کیے ہیں، ان میں ایک عمومی نوعیت کا اعتراض حوالہ جات کا نہ ہونا ہے۔ اس ضمن میں رضوان علی ندوی کی بات سے اتفاق کیا جاسکتا ہے کیوں کہ حوالے کی فراہمی تسلی بخش ہوتی ہے۔ اس بات سے قطعی انکار نہیں کہ شان الحق حقی، خود اردو زبان و ادب کا ایک مستند اور معتبر حوالہ ہیں لیکن اگر مآخذات کا ذکر دیباچے میں کر دیا جاتا تو بہتر تھا۔ محمد حسین آزاد کی آب حیات اردو زبان و ادب میں اپنا ایک خاص مقام اور مرتبہ رکھتی ہے اس پر کیے جانے والے اعتراضات میں بھی ایک عمومی نوعیت کا یہی اعتراض دیکھنے کو ملتا ہے۔[۸]

فرہنگ تلفظ پر کیے گئے ان اعتراضات کو پانچ (۰۵) حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، جس کے تحت سید رضوان علی ندوی نے فرہنگ تلفظ میں شامل چونسٹھ (۶۴) لغویوں پر اعتراض اٹھایا ہے۔

۱۔ فرہنگ تلفظ کے ابتدائی صفحات پر موجود افعال اور اندراجات پر اعتراض

۲۔ فرہنگ تلفظ میں درج غلط تلفظات

۳۔ فرہنگ تلفظ میں درج غلط املا و غلط تلفظ

۴۔ فرہنگ تلفظ میں درج غلط الفاظ، غلط معانی

۵۔ فرہنگ تلفظ میں درج غلط معانی

ا۔ فرہنگ تلفظ کے ابتدائی صفحات پر موجود افعال اور اندراجات پر اعتراض:

فرہنگ تلفظ کے ابتدائی صفحات میں درج عربی جمع مکسر کے اوزان پر اٹھائے گئے اعتراضات کو مزید تین حصّوں "الف"، "ب" اور "ج" میں تقسیم کیا گیا ہے۔ "حصّہ الف" میں کم اوزان درج کرنے پر اعتراض اٹھایا ہے۔ سید رضوان علی ندوی کے نزدیک عربی کے کئی دیگر اوزان بھی اردو میں معروف ہیں۔ اس کے ذیل میں انھوں نے آٹھ (۰۸) اوزان "مفاعیل"، "فعل"، "فعلی"، "فعائل"، "افاعل"، "افاعیل"، "تفاعل" اور "فواعل" درج کیے ہیں جن میں سے سات (۰۷) اوزان "اَفاعِل"، "اِفاعِیل"، "تَفاعُل"، "فعل"، "فعائل"، "فُواعِل" اور "مَفاعِیل" کا اضافہ بعد کی اشاعت میں کیا گیا ہے۔ رضوان علی ندوی کے اس مضمون میں ان اوزان پر حرکات درج نہیں ہیں۔ درج کردہ ان اوزان میں سے "فعلی" کے بجائے تین مزید اوزان "تفاعیل"، "فِعال / الفعالی" اور "فِعالَہ" کا اضافہ کیا گیا ہے یوں ان اوزان کی تعداد بیس (۲۰) سے بڑھا کر اٹھائیس (۲۸) کر دی گئی ہے۔ ان اوزان میں "فُعُل" اور "فعِل" کے ذیل میں درج مثالیں ایک جیسی ہیں

فُعُل	مدن، کتب، رسل، صحف، طرق
فعِل	کتب، رسل، صحف، طرق

ان دو اوزان پر ایک ہی طرح کے الفاظ کی جمعیں تلفظ کے حوالے سے تذبذب میں مبتلا کرتی ہیں۔ رضوان علی ندوی کے ان اوزان میں اضافے کی رائے اہم ہے اور ان کی تجویز پر مزید دس (۱۰) اوزان کا اضافہ بھی کیا گیا ہے مگر یہ بات قابل غور ہے کہ شان الحق حقی کی طرف سے کہیں کوئی قدغن نہیں لگائی گئی کہ صرف یہی اوزان اردو میں رائج ہیں۔

حصّہ ب میں اوزان کے ذیل میں درج جموع پر اعتراض کیا گیا ہے جیسے "فعالل" کے وزن پر درج مثالیں عزائم، خصائل، قبائل اور موانع دراصل "فعائل" کے وزن پر ہیں۔ جس کی اصلاح بعد کی اشاعتوں میں کی گئی ہے۔ مزید برآں رضوان علی ندوی کے نزدیک اردو میں "خصائل" کو خصلت کی جمع سمجھا جاتا ہے جو کہ غلط ہے۔ اس کی

اصل اور درست جمع "خصال" ہے۔ فرہنگ تلفظ میں یہ جمع اسی طرح موجود ہے کیوں کہ خصلت کی جمع "خصائل" اور "خِصال" دونوں رائج ہیں البتہ "خِصال" فصیح ہے جس کی توضیح فرہنگ میں کی گئی ہے۔[9]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

خِصال کس ج۔ ج مث۔

رک: خَصلَت جس کی یہ جمع ہے۔

خصائل فت خ۔ کس مج ء۔

رک: خِصال جو فصیح اور صحیح ہے۔

اس لیے اس اعتراض کا جواز نہیں بنتا کیوں کہ شان الحق حقی اس بات کے قائل ہیں کہ عوام میں رائج لفظ غلط نہ ہو گا۔ "خصائل" چوں کہ لکھا اور پڑھا جاتا ہے اور اردو لغت تاریخی اصول پر اور اردو علمی لغت از وارث سرہندی میں بھی یہ دونوں جمع درج ہیں۔

اردو لغت میں اندراج:

خِصال: خصلت کی جمع، عادت، خُو، جبلت[10]

علمی اردو لغت میں اندراج:

خِصَال [ع امث] خصلت کی جمع۔

مرکبات میں بھی مستعمل ہے جیسے خوش خصال، بد خصال[11]

علمی اردو لغت میں اندراج:

خصائل [ع امث]

خصلت کی جمع۔ خصلتیں

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اردو زبان نے ان دونوں جموع کو قبول کر لیا ہے تو اس اعتراض کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اسی طرح رضوان علی ندوی نے "فِعالیل" کے وزن پر مکاتیب، مجانین، اقالیم اور اقانیم کو غلط شمار کیا ہے۔ ان کے نزدیک ایسے الفاظ جن کی ابتدا میں میم زائد ہے، وہ "مفاعیل" کے اور اقالیم و اقانیم "افاعیل" کے وزن پر ہیں ان اوزان کو شان الحق حقی نے درج نہیں کیا۔ اس کی روشنی میں ان دو اوزان کا اضافہ اور مثالیں بعد کی اشاعت میں درج کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

فِعالیل	اسالیب، انابیب، اقانیم، اساطیر
اِفاعیل	صنادیہ، اقالیم، قوانین، مجانین، اقانیم
مَفاعیل	مکاتیب، مضامین، مجانین، مقادیر، مزامیر

درج بالا اوزان اور ان کی مثالوں میں ایک بات قابلِ غور ہے، وہ یہ کہ اقانیم کو "فِعالیل" اور "اِفاعیل" اور مجانین کو "اِفاعیل" اور "مَفاعیل" دونوں اوزان میں درج کیا گیا ہے۔ ایک ہی لغویے کا اندراج دو الگ اوزان میں کس طرح لکھا اور تلفظ کیا جا سکتا ہے؟ ان ہی لغویوں میں "اقانیم" کو اقنون کی جمع قرار دینا اور "افعال" کے وزن پر "انبار" کا اندراج غالباً طباعت کی غلطی ہے کیوں کہ اقانیم، اقنوم کی جمع ہے اور یہ لفظ "انبار" ہے جو کہ ایک فارسی لفظ ہے جس کی نشان دہی رضوان علی ندوی نے کی ہے، جس کی اصلاح کر دی گئی ہے۔

حصّہ ج میں سید رضوان علی ندوی نے "فعلان" کے ذیل میں "غزال" کی جمع "غزلان" درج کرنے پر اعتراض اٹھایا ہے کیوں کہ اس کی جمع غزالاں معروف ہے۔ یہاں حصّہ ج میں اس کی الگ تخصیص بنانے کی وجہ سمجھ نہیں آتی کیوں کہ "حصّہ ب" میں اسی نوعیت کی اغلاط پر اعتراض کیا گیا ہے۔ شاید سید رضوان علی ندوی کے نزدیک "فعلان" کے وزن پر "غزلان" کا اندراج، ایک فاش غلطی ہو، جس کے لیے اس کی الگ وضاحت کی گئی ہے۔ رضوان علی ندوی نے "فعلان" کے وزن پر "غزلان" کے بجائے "غلمان" کے اندراج کی تجویز دی ہے، کیوں کہ اردو میں یہ لفظ مستعمل ہے۔ "فعلان" کے وزن کو فرہنگ سے خارج کر دیا گیا ہے کیوں کہ اس وزن پر اردو کے بہت کم الفاظ آتے ہیں اس لیے اس کی جگہ دوسرے اوزان کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

رضوان علی ندوی نے ان اوزان پر بات ختم کرنے سے قبل یہ اعتراض کیا ہے کہ آخر ان اوزان کو درج کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور دوسری طرف یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ اس صفحے پر عربی جمع مکسر کی اقسام کو بیان نہیں کیا گیا۔ عین ممکن ہے کہ عربی جمع مکسر کے ان اوزان کے اندراج سے طلبہ کے لیے آسانی پیدا کرنا مقصود ہو۔ عربی گرامر اور اس کے قواعد خاصے پیچیدہ اور گنجلک ہیں، جن کا احاطہ کرنا ایک مشکل امر ہے۔ اوزان کی تمام اقسام کو یہاں بیان کرنے سے کیا مقصد حاصل ہوتا؟ عربی جمع مکسر کی تمام اقسام کو بیان کرنے یا نہ کرنے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا، راقمہ کے نزدیک یہ بات قابلِ اعتراض نہیں ہے۔

"بعض عام الفاظ کا تلفظ" کے عنوان کے ذیل میں درج الفاظ پر اعتراض کی نوعیت کچھ یوں ہے:

ا۔ صفحہ (س) پر لغویہ ازدھام بہ معنی ہجوم کی املا غلط ہے۔ اس لغویے کا یہ اندراج اسی صفحے پر اس طرح درج ہے جو کہ طباعت کی غلطی ہے فرہنگ تلفظ میں اس کا درست املا ہی درج ہے، مزید یہ کہ اس لغویے کے املا میں "ز" اور "ژ" کے حوالے سے اختلاف دیکھنے کو ملتا ہے یہاں "ز" ہی لکھا گیا ہے، جو کہ درست ہے کیوں کہ فرہنگ

آصفیہ میں اس لغویے کی املا "زائے فارسی یعنی "ژ" اور ہائے ہوز "ہ" کے ساتھ غلط قرار دی گئی ہے [۱۲]، جسے درست کر لیا گیا ہے اور اب درست املا اژدحام ہی درج ہے۔

۲۔ صفحہ (ع) پر درج قمری مہینے کے نام کا تلفظ آدھا درست اور آدھا غلط ہے یعنی لفظ "جُمادیٰ" درست ہے لیکن اس کے ساتھ "الاول" کے بجائے "الأُولیٰ" ہونا چاہیے کیوں کہ الف مقصورہ مؤنث ہے جس کی صفت عربی قاعدے کے مطابق مؤنث ہی آئے گی۔ اسی طرح "جُمادی الثانیہ" کی جگہ الثانیہ یا الآخرۃ ہونا چاہیے۔ اس تجویز پر عمل درآمد کرتے ہوئے اس کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ عبدالستار نے بھی اپنے مضمون "املا و تلفظ" میں اس بات پر زور دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

> پانچویں اور چھٹے قمری مہینوں کے نام عموماً "جمادی الاول" اور "جمادی الثانی" لکھے اور پڑھے جاتے ہیں حالاں کہ ہم آسانی سے انھیں صحیح صحیح "جَمادَی الاوّلیٰ" اور "جمادی الأخرہ" (یا جَمادی الاَخریٰ) لکھ اور بول سکتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ اغلاط فصیح قرار نہیں دی جا سکتی۔ [۱۳]

۳۔ صفحہ (ف) پر "ولد" کے معنی بیٹا درج ہیں جو صحیح ہیں لیکن اسی خط پر "ولدہ" کے معنی بیٹی غلط ہیں کیوں کہ عربی میں بیٹی کے لیے "بنت" کا لفظ رائج ہے۔ اس غلطی کی اصلاح کر دی گئی ہے۔ یقیناً یہ ایک فاش غلطی ہے۔

رضوان علی ندوی کا تیسرا اعتراض فرہنگ تلفظ میں عربی لغویوں کی بہتات کا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ فرہنگ میں شامل بہت سے لغویے ایسے ہیں، جو اردو تو کیا عربی کی دوسری لغات میں بھی نہیں ملتے۔ اس حوالے سے انھوں نے لغویوں کو بطور مثال دو حصّوں میں پیش کیا ہے۔ اول النوع کے تحت پندرہ (۱۵) لغویے درج ہیں، جن کے متعلق ان کی رائے ہے کہ ان لغویوں میں سے بعض کا تلفظ اور بعض کی شکل ہی جدا ہے۔ یعنی ان لغویوں میں سے بعض کے املا اور بعض کے تلفظ پر انھیں اعتراض ہے۔ یہ لغویے درج ذیل ہیں:

اِرْشاش	اَرْشق	اَنْدریٰ
اِثْغار	اِثْلاث	اُشَیل
ثالیل	ثَدری	ثِقالہ
ثِقَت	حُزُون	ثَلج
حَضَرَم	حَفِی	حُقُبہ

درج بالا ان لغویوں میں سے چار (۰۴) لغویوں "ثالیل"، "ثِقَت"، "حَضَرَم"، "حُقُبہ" پر سید رضوان علی نے تفصیلی بحث کی ہے۔ ان لغویوں کے حوالے سے سید رضوان علی ندوی کا موقف درج ذیل ہے:

"اَثْدی" کو عربی لفظ "ثدی" بہ معنی پستان کی جمع بتایا گیا ہے اور حرف "ث" کی تقطیع میں اس کی جمع اَثداء اور تثنیہ "ثدان" درج ہے، جب کہ اس کا تثنیہ "ثَدیان" اور تین جمعیں ہیں۔

ثُدِی (ضمہ ث، کس د)	ثِدِی (کس ث، کس د)	اَثْدٍ (فتحہ ا، سک ث، کس تنوین د)

رضوان علی ندوی کے اس اعتراض کو مد نظر رکھتے ہوئے اس لغویے کا تثنیہ ثَدیان "فت ث" کے بجائے ثِدیان "کس س" کے ساتھ اور جمع اَثداء ہی درج ہے۔ تثنیہ کے اندراج میں "ث" پر فتحہ کے بجائے کسرہ طباعت کی غلطی ہو سکتی ہے کیوں کہ طبع اول میں اس کا تثنیہ ثَدان، "فتحہ ث" کے ساتھ درج ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

طبع اول:

ثدی فت ث۔ امث۔

(حیوانیات) تھن، پستان، تثنیہ ثَدان، ج اَثداء [۱۴]

طبع دوم:

ثَدی فت ث۔ امث

(حیوانیات) تھن، پستان، تثنیہ ثِدیان۔ جمع: اَثداء۔ [۱۵]

شان الحق حقی نے اپنے مضمون "فرہنگ تلفظ کی بابت چند معروضات و تصریحات" میں ثدی کی جمع کے حوالے سے ہانز فیر کا حوالہ دیا ہے کہ اس نے اس لفظ کی جمع اِثداَ (کس ا) لکھی ہے۔ [۱۶] اب یہاں اس لغویے کی جمع شان الحق حقی نے "فتحہ الف" کے ساتھ اَثداء لکھی ہے لیکن اس کی دلیل میں ہانز فیر کی درج جمع کسرہ الف کے ساتھ اِثداَدی ہے، جس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

"ثدی" کے لغویے پر تلفظ کے حوالے سے سید رضوان علی ندوی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تاہم اردو لغت میں اس لفظ کے دو تلفظ درج ہیں۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

ثَدی / ثِدی فت نیز کس ث، سک د، کس ی نیز ی معروف

پستان، چھاتی، چوچی [۱۷]

کوئی بھی اچھی لغت یا فرہنگ لغویے کے حوالے سے ممکنہ معلومات کے اندراج کا تقاضا کرتی ہے۔ فرہنگ تلفظ کا اختصاص ہے کہ یہ فرہنگ، تلفظ کی ضروریات کو مدِ نظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ اس لیے اس میں لغویے کے ممکنہ

تلفظ درج کیے جانے کا مطالبہ جائز ہے۔ البتہ رائج اور مروج صورت کی نشان دہی کے ساتھ کسی ایک تلفظ کو فصیح قرار دیا جا سکتا ہے۔

سید رضوان علی ندوی نے "ثالیل" کے لغویے کو الف مقصورہ کے بجائے الف ممدودہ کے ساتھ "ثآلیل" درست قرار دیا ہے، جو" ثؤلول "کی جمع ہے۔ان کا کہنا ہے کہ فرہنگ تلفظ میں اس کا املا" ثاٗول" غلط ہے۔اردو لغت میں اس لغویے کے یہ دونوں املا" ثالیل "، "ثآلیل" اور اس کا واحد "ثؤلول" درج ہے۔اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

ثالیل ی مع۔ اندج ثآلیل

واحد ثؤلول

سرپستان، مسے، سخت دانے[18]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔اس کا املا "ثالیل" اور واحد "ثالُول" ہی درج ہے۔فرہنگ تلفظ میں اس کے اندراج کی صورت یوں ہے:

ثالیل ی مع۔ ج مذ۔

جسم یا پودوں پر ابھرنے والی گلٹیاں، پستانوں کی چوچیاں۔ ع واحد ثالُول۔[19]

راقمہ کے نزدیک اردو لغت کی طرح اس لغویے کے دونوں املا "ثالیل" اور "ثآلیل" درج کیے جانے چاہیے۔ تاہم سید رضوان علی ندوی کا اس بات پر اصرار کے اس لغویے کا املا ثآلیل ہی درست ہے قابلِ قبول نہیں۔ اردو میں اس لغویے کا رائج املا "ثالیل" ہی ہے۔ اسی بنا پر اردو لغت میں اس کا اندراج پہلے کیا گیا ہے۔ اردو لغت میں اس لغویے کا واحد ثؤلول ہی درج ہے۔ اس لیے فرہنگ تلفظ میں اسے "ثالُول" سے بدل کر "ثؤلول" درج کیا جانا چاہیے۔

سید رضوان علی ندوی نے یہ اعتراض کیا ہے کہ لغویہ "ثِقت" دراصل عربی میں کوئی لفظ نہیں ہے بلکہ یہ عربی فعل "وَثَقَ، یَثِقُ، ثِقتہ کا مصدر ہے اس کا املا ثقہ ہونا چاہیے۔ اول تو فرہنگ تلفظ میں "ثقت" کے عربی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا نیز اسی صفحے پر لغویہ "ثقہ" الگ سے درج ہے، جس کا یہ مطلب ہے کہ "ثقت" اور "ثقہ" ہم معنی دو الگ لغویے ہیں۔ فرہنگ تلفظ میں "ثقہ" کے اندراج کی صورت یوں ہے:

ثِقَہ کس ث، فت ق۔ صف۔

باوثوق، معتبر، متین، سنجیدہ، ج: ثِقات معتبر لوگ [ع: وثق][20]

اب رہی بات "ثِقَت" کی تو اردو میں یہ لغویہ رائج ہے۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

ثِقَت کس ث، فت ق۔ امث

رک: ثقاہت (ثقہ)[۲۱]

ثِقاہت کس ث، فت ہ۔ امث

ا۔ ثقہ (رک) کا اسم کیفیت، سنجیدگی، متانت، بھاری بھرکم پن، وضع قطع وغیرہ کی وہ کیفیت جس سے بزرگی اور وقار ظاہر ہو۔

۲۔ راوی کی سیرت میں ان شرطوں کا پایا جانا جو اس کا بیان معتبر ہونے کے لیے ضروری ہے۔[۲۲]

سید رضوان علی ندوی کے اعتراض کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فرہنگ تلفظ طبع پنجم میں اس لغویے کے آگے یہ صراحت دی گئی ہے کہ یہ لغویہ عربی لغویے "ثقہ" کا تصرف ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

ثِقَت کس ث، فت ق۔ امث۔

ثقاہت ثقہ پن[۲۳]

اس طرح "ثقاہت" کے معنی یوں درج ہیں:

ثِقاہَت کس ث، فت ہ۔ امث۔

سنجیدگی، بردباری، باوقار، معتبر ہونا (ع: ثقہ سے اردو کا تصرف، وثق)۔[۲۴]

درج بالا اندراجات اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ "ثِقَت" کا لغویہ ثقہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اردو لغت میں بھی اس لغویے کا اندراج الگ لغویے کے طور پر کیا گیا ہے۔ اس لیے فرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ اسی طرح درج ہے۔

سید رضوان علی نے "حَضرَم" (فت ح، سک ص، فت ر) کے تلفظ کو غلط قرار دیا ہے۔[۲۵] ان کا موقف ہے کی اس لغویے کا درست تلفظ "حِصرِم" (کس ح، کس ر) ہے اور غیر فصیح عربی میں اس کا تلفظ "حُصْرُم" (ضمہ ح، سک ص، ضمہ ر) ہے۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندرج کی صورت یوں ہے:

حِصْرِم کس ح، سک ص، کس ر۔ امذ

صف۔ حِصْرِمی

کچا انگور، کچے انگور کو فارسی میں غورہ اور عربی میں حصرم کہتے ہیں۔[۲۶]

اس لغویے کا تلفظ تبدیل نہیں کیا گیا۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حَصْرَم فت ح، سک ص، فت ر۔ امذ

کچا انگور۔ صف۔ حَصْرِمی۔ انگوری چمک دار رنگ۔[۲۷]

اردو لغت اردو زبان کی لکھی جانے والی لغات میں اب تک سب سے جامع لغت ہے اور شان الحق حقی کی اردو زبان سے واقفیت اور دل چسپی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اردو لغت میں رضوان علی کی تجویز کے مطابق اس لغویے کا تلفظ "حِصْرِم" ہی درج ہے۔ اب کیوں کہ یہاں تلفظ میں اختلاف پیدا ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس لغویے کے تلفظ کے حوالے سے نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ راقمہ کے نزدیک شان الحق حقی کا تجویز کردہ تلفظ "حَصْرَم (فت ح، فت ر)" اردو زبان کے قریب معلوم ہوتا ہے۔ تاہم یہ کوئی حتمی رائے نہیں ہے۔ اس لغویے کے درست تلفظ کے تعین میں ماہرین زبان سے رائے لے کر ہی کوئی حتمی رائے قائم کی جانی چاہیے۔

"حُقبہ" کا تلفظ ضمہ ح کے ساتھ غلط اور "کس ح" کے ساتھ "حِقبہ" درست ہے۔[۲۸] اردو لغت میں اس لغویے کا اندراج "ضمہ ح" کے ساتھ "حُقبہ" ہی ہے۔ اس کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حُقْبَہ ضمہ ح، سک ق، فت ب۔ امذ

اسی سال کی مدت، مدت دراز، احقاب جمع حقبے کی ہے۔[۲۹]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے معنی تبدیل نہیں کیے گئے اور اس لغویے کا تلفظ "ضمہ ح" کے ساتھ "حُقبہ" ہی درج ہے۔ اس کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حُقْبَہ ضمہ ح، سک ق، فت ب۔ امذ

اسی سال کا دور[۳۰]

اس لغویے کے معنی کے حوالے سے سید رضوان علی کا موقف ہے کہ اس کے معنی "اسی سال کا دور" درست نہیں کیوں کہ ایک قول کے مطابق اس کے معنی اسی سال یا اس سے زائد مدت اور ایک کے مطابق ایک ایسی طویل مدت ہے، جس کے معنی درج نہیں۔ سورۃ النبا آیت نمبر ۲۳ میں یہ لغویہ اس طرح درج ہے۔

لّٰبِثِینَ فِیھَآ اَحْقَابًا۝

اس میں وہ مدتوں تک پڑے رہیں گے۔

سورۃ النبا کی اس آیت کے مطابق اس لغویے کے معنی "غیر معینہ مدت" درست ہیں۔ اردو لغت میں بھی اس لغویے کے معنی میں "اسی سال کی مدت" کے ساتھ "مدت دراز" درج ہیں۔ راقمہ کے خیال میں "اسی سال کی مدت" لکھنا فاش غلطی نہیں نیز اس معنی کو غلط نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم کیوں کہ اس مدت کا تعین نہیں کیا گیا اس لیے مدت دراز یا طویل مدت لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس صورت میں اشتباہ کم ہو گا۔

دوسری نوع کے تحت دس (۱۰) لغویے درج ہیں، جنھیں غیر عربی قرار دیا گیا ہے۔ ان کے متعلق رضوان علی ندوی کا یہ موقف ہے کہ یہ لغویے عربی اوزان پر ڈھال کر عربی شکل میں لائے گئے ہیں۔ یہ لغویے درج ذیل ہیں:

اِنْغماد	اِنْفاخ
اِنْفاخ روح	اِنْفاخ صور
اِنفرغ	اِستشہا
تَبَطُّق	تَجِیم
اِنفائیت	خَزْعیل

درج بالا ان لغویوں میں سے "اِنفراغ"، "انغماد"، "انفائیت" اور استشہا کے استعمال کی مثالیں شان الحق حقی نے اپنے مضمون "فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات" میں دے کر واضح کیا ہے کہ یہ لغویے اُن کی اختراع نہیں ہیں۔ باقی ماندہ لغویوں کی مثالیں پیش نہ کرنے کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ یہ تمام لغویے اردو کے مختلف متون میں استعمال ہوئے ہیں۔ تاہم راقمہ کے نزدیک ان تمام لغویوں کے استعمال کی مثالیں پیش کر دی جاتی تو زیادہ بہتر تھا۔ تاکہ شبہ کی کوئی صورت باقی نہ رہتی۔

لغویے "انغماد" اور "انفراغ" کے حوالے سے سید رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ یہ لغویے "باب انفعال" میں فعل غمد اور فرع سے ڈھالے گئے ہیں جو درست نہیں کیوں کہ عربی کے ہر ثلاثی مجرد سے ثلاثی مزید[۳۱] کے اوزان پر افعال نہیں ڈھالے جاسکتے۔ اردو لغت میں ان لغویوں کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اِنْغِماد کس ا، سک ن، کس مج غ۔ امذ

ایک شے کا دوسری شے میں دخول (جیسے نیام میں تلوار)[۳۲]

[ع: (غ م د)]

اِنْفِراغ کس ا، سک ن، کس مج ف۔ امذ

ا۔ فراغت، فارغ ہونا

۲۔ فارغ البالی، خوش حالی، بے فکری [۴۳]

اس تنقیدی مضمون کے جواب میں شان الحق حقی کے لکھے گئے مضمون "فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات" میں شان الحق حقی کا وہ مراسلہ بھی شامل ہے، جو انھوں نے سید رضوان علی ندوی کو لکھا۔ اس مضمون میں شان الحق حقی نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ لغویے ان کی اختراع نہیں۔ اس کی دلیل کے لیے انھوں نے ان لغویوں کے استعمال کی مثالیں پیش کی ہے۔ [۴۴]

اس بنا پر ان لغویوں کو فرہنگ تلفظ سے خارج نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس کی گنجائش بچتی ہے۔ یہ لغویے فرہنگ تلفظ میں جوں کے توں درج ہیں۔ فرہنگ تلفظ میں ان لغویوں کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اِنْغماد کس ا، سک ن، کس مج غ۔ امذ

دخول، باہم پیوست ہونا [ع: تلوار کو نیام میں ڈالنا] [۴۵]

اِنْفراغ کس ا، سک ن، کس مج ف۔ امذ

فرصت، فراغت۔ [۴۶]

البتہ تلفظ کے حوالے سے "اِنفراغ" کے لغویے میں اختلافی صورت سامنے آتی ہے۔ علمی اردو لغت میں یہ لغویہ "فت ا" کے ساتھ "اَنفراغ" درج ہے۔ راقمہ کے خیال میں یہاں اصلاح کی گنجائش نکلتی ہے کیوں کہ یہ لغویہ "کس ا" کے ساتھ "اِنْفراغ" درست ہے۔ علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اَنفراغ [ع:امذ]

۱۔ فراغت پانا، چھٹکارا پانا، مطمئن ہونا

۲۔ فراغت، اطمینان [۴۷]

"اِنْفاخ" کے لغویے کے متعلق سید رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ یہ مصدر بھی "نَفَخَ" سے ڈھالا گیا، جو غلط ہے۔ اس کے لیے وہ یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ عربی لغات میں "باب انفعال" کے وزن پر "اِنفاخ" مذکور نہیں اور اس سے بنائے ہوئے دو مرکبات لفظی "انفاخ روح"، "انفاخ صور" بھی درست نہیں۔ اس کے جواز میں انھوں نے قرآن کی دو سورتوں، سورۃ السجدہ اور سورۃ الحاقتہ سے آیتیں پیش کی ہیں۔ شان الحق حقی کا شمار ان ماہرین زبان میں ہوتا ہے، جو زبان کو مذہب سے جوڑنے کے قائل نہیں۔ سید رضوان علی ندوی نے اپنے اس تنقیدی مضمون کے آغاز میں اس بات کی تائید کی ہے کہ شان الحق حقی سے ان کی کوئی ذاتی خلش نہیں۔ اس لغویے پر جن سخت الفاظ میں

انھوں نے اعتراض اٹھایا ہے، وہ ان کے اس قول کی تردید کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شان الحق حقی اگر مطالعہ قرآن کے عادی ہوتے تو شاید وہ "انفاخ روح" اور "انفاخ صور" لکھنے کی غلطی کبھی نہ کرتے۔ تنقید، تنقید نگار سے حفظِ مراتب کا خیال رکھنے کا تقاضا کرتی ہے۔ سید رضوان علی ندوی کے اس بیان پر راقمہ کو شدید حیرت ہوئی کہ کوئی صاحبِ علم شخص اس طرح کے الفاظ کا چناؤ کس طرح کر سکتا ہے۔ مذہب فرد واحد کا ذاتی اور نجی مسئلہ ہے، جسے بنیاد نہیں بنایا جانا چاہیے۔

اردو لغت میں یہ لغویہ درج ہے۔ البتہ اس کے مرکبات "انفاخ روح"، "انفاخ صور" درج نہیں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اِنفاخ کس ا۔ سک ن۔ امذ

پھونک، پھونکنا (جس سے آواز نکلے)[۳۸]

[ع: (ن ف خ)]

سید رضوان علی ندوی کے اعتراض کو فراموش کرتے ہوئے یہ لغویہ فرہنگ تلفظ میں اپنے مرکبات کے ساتھ اسی طرح درج ہے۔ اس کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اِنفاخ کس ا، سک ن۔ امذ

پھونکنا

انفاخِ رُوح جسم میں روح پھونکی جانا

اِنفاخِ صُور صور کا پھونکا، بجایا جانا[۳۹]

اِستِشہا(ء)[۴۰] کا لغویہ بھی ان دس لغویوں میں سے ایک ہے جنھیں سید رضوان علی ندوی نے غیر عربی قرار دیا ہے۔ اُن کا موقف ہے کہ اس لغویے کا اصلی مادہ "شہی" (ش ہ ی) بہ معنی کسی چیز کی خواہش کرنا اور چاہنا ہیں۔ اس لغویے سے باب افتعال میں "اِشتہاء" اردو اور عربی میں زیادہ معروف ہے۔ "اشتہاء" کا لغویہ اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں بھی درج ہے۔ اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

اِشتِہا کس ا، سک ش، کس ت

خواہش، کھانے پینے کی خواہش، بھوک، گرسنگی[۴۱]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

اِشْتہا(ء) کس ا، سک ش، کس مج ت۔ امث

بھوک، گرسنگی، طلب، خواہش [۴۲]

اب رہی بات "اِستِشْہا" کے لغویے کی تو شان الحق حقی نے اپنے مضمون "فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات" میں اس لغویے کے حوالے سے لکھا ہے کہ "یہ لغویہ مجھے بھی کھٹکا تھا مگر ڈاکٹر غلام جیلانی کی مخزن الجواہر میں موجود ہے۔" [۴۳] یہ لغویہ اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں موجود ہے، جہاں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

اِستِشْہا کس ا، سک س، کس ت، سک ش۔ امذ

شہوت بھڑکانا، شہوت پوری کرنا۔ [۴۴]

[ع: (ش ہ و)]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

اِستِشْہا(ء) کس ا، کس ت، سک ش۔ امذ

بھوک، بڑھانا، شہوت خیزی [۴۵]

سید رضوان علی ندوی کا یہ مؤقف کہ اردو کی کسی لغت میں یہ لغویہ موجود نہیں اسے غلط نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ راقمہ کے قیاس کے مطابق، جس وقت یہ مضمون لکھا گیا اردو لغت اس وقت تکمیل کے مراحل میں تھی لیکن سوال یہ ہے کہ اردو لغت کی جلد اول ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی جس میں یہ لغویہ درج ہے۔ بہر حال فرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ درج ہے اور درج بالا تمام بحث کے بعد اس کے اخراج کی بھی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

سید رضوان کا موقف ہے کہ "تَبَطُّق" کے لغویے کا مادہ "ب ط ق" عربی میں موجود نہیں۔ راقمہ کو بھی یہ لغویہ اردو کی منتخب لغات میں سے کسی میں درج نہیں ملا۔ فرہنگ تلفظ میں بھی یہ لغویہ اب درج نہیں۔ راقمہ کا اصرار ہے کہ فرہنگ میں جس نوعیت کی بھی تبدیلیاں کی گئی ہیں، ان کی فہرست بنا کر ابتدائی صفحات میں مع توجیہ درج کی جانی چاہیے۔

ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ فرہنگ میں جن الفاظ کو خارج کیا گیا ہے، اُن کی جگہ دائرہ بنا دیا گیا ہے۔ [۴۶] اگرچہ فرہنگ تلفظ کی نسخ اشاعت تک اس اختصاص کو برقرار رکھا گیا ہے لیکن نستعلیق اشاعت میں یہ صورت اب باقی نہیں رکھی گئی۔

سید رضوان علی ندوی نے "جَجیم" کے غیر عربی ہونے کے حوالے سے کوئی ٹھوس جواز پیش نہیں کیا۔ اُن کا کہنا ہے کہ بعض اردو لغت نویسوں (جن میں وارث سرہندی بھی شامل ہیں) نے اسے اختیار کیا ہے، جو کہ درست نہیں۔ اس کا جواز انھوں نے یہ پیش کیا ہے کہ فرہنگ آصفیہ میں یہ لغویہ درج نہیں۔ اب اگر اس جواز کو درست مانا جائے تو سید رضوان علی ندوی نے، جن لغویوں پر غیر عربی ہونے کے علاوہ اعتراض کیا ہے ان میں سے بھی چند لغویے ہی ایسے ہیں جن کا اندراج فرہنگ آصفیہ میں ملتا ہے۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حَجِیم فت ح، ی مع۔ صف

موٹا، ضخیم [۴۷]

فرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ جوں کو توں موجود ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حَجِیم فت ح، ی مع۔ صف

بڑے حجم والا، ضخیم [۴۸]

اس لغویے کے درج معنی "ضخیم" کو بھی سید رضوان علی نے غیر عربی قرار دیا ہے، نیز "حجم" کے معنی موٹائی اور ضخامت کے بجائے لمبائی اور چوڑائی قرار دیے ہیں۔ ایک تو یہ کے فرہنگ تلفظ میں "حجیم" اور "ضخیم" کے لغویے پر عربی ہونے کی مہر ثبت نہیں کی گئی۔ دوسرا اردو میں "حجم" کا لغویہ عام طور "موٹائی، بھاری پن" کے معنوں میں ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس بنا پر یہ لغویہ فرہنگ تلفظ میں درج ہے اور اس کے نہ درج کیے جانے کی کوئی وجہ بھی سامنے نہیں آتی۔

"انفائیت" کے لغویے کو بھی ایجادِ بندہ کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے۔ اس لغویے کو سید رضوان علی ندوی بے معنی اور مہمل لغویہ قرار دیا ہے، جو ان کے خیال میں شان الحق حقی کی عربی سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ شان الحق حقی نے اس لغویے کے استعمال کی مثال اپنے مضمون میں پیش کی ہے۔ [۴۹] لہٰذا اس لغویے کو مہمل نہیں کہا جا سکتا۔

اس لغویے کا اندراج بالترتیب اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں موجود ہے۔ البتہ اردو لغت میں اس لغویے کے دو تلفظ درج ہیں۔ اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

اِنفائیَت / اِنفائیّت کس ا، سک ن، کس ہمزہ، فت ی / شد ی بفت۔ امث

لفظاً (نفی کرنا) (مراداً) حقیقت کائنات سے انکار کا نظریہ [۵۰]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

طبع اول:

اِنفائیّت کس ا، سک ن، کس ء، شد فت ی۔ امث

نفی کرنا، جھٹلانا، باطل ٹھہرانا (فلسفہ) کائنات کے حقیقی وجود سے انکار [۵۱]

طبع پنجم:

اِنفائیّت کس ا، سک ن، کس ء، شد فت ی۔ امث

نفی کرنا، جھٹلانا، باطل ٹھہرانا (فلسفہ) کائنات کے حقیقی وجود سے انکار [۵۲]

فراہنگ تلفظ طبع پنجم میں "اِنفائیّت" کے لغویے پر اعرابی صورت میں "ء" پر کس کا اضافہ کیا گیا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کا جو تلفظ درج ہے اردو لغت میں اُسے دوسرا درجہ دیتے ہوئے فصیح تلفظ "اِنفائیَت" (کس ا، سک ن، کس ہمزہ، فت ی) کو قرار دیا گیا ہے۔ راقمہ کے نزدیک تلفظ کے حوالے سے اس لغویے پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لغویے کے تلفظ پر اختلاف نہیں۔ پس اس بات کو مدِ نظر رکھا جائے کہ اس لغویے کا تلفظ تشدید کے ساتھ "اِنفائیّت" یا پھر تشدید کے بغیر "اِنفائیَت" میں سے کس تلفظ کو فصیح قرار دیا جائے۔

جن دس (۱۰) غیر عربی لغویوں کی فہرست دی گئی ہے۔ ان میں "خزعیل" آخری لغویہ ہے۔ سید رضوان علی کا موقف ہے کہ یہ لغویہ "ب" کے ساتھ "خُزَعْبَل" ہے، جس کے معنی خرافات درست ہیں۔ سید رضوان علی نے اس کی جمع "خُزَعْبلات" لکھی ہے۔ اردو لغت میں بھی راقمہ کو اس لغویے کا اندراج نہیں ملا۔ البتہ "خُزَعْبِل" درج ہے۔

تاہم سید رضوان علی کے بیان کردہ تلفظ کے مطابق اس لغویے میں "فت ب" جب کہ اردو لغت کے مطابق اس لغویہ کا تلفظ "کس ب" کے ساتھ ہے۔ اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

خُزَعْبِل ضمہ خ، فت ز، سک ع

ایسی باتیں جن سے ہنسی آئے، مزاحیہ باتیں، ان بدعات [۵۳]

یہاں اس بات کی نشان دہی ضروری ہے کہ آیا "کس ب" کا یہ اختلاف طباعت کی غلطی ہے یا اردو میں اس لغویے کا تلفظ تصرف شدہ صورت میں رائج ہے۔ ریختہ اردو ڈکشنری میں بھی یہ لغویہ "کس ب" کے ساتھ درج ہے۔ اس کے اندراج کی صورت یوں ہے:

ریختہ اردو ڈکشنری میں اندراج:

خُزَعْبِل khuzaàbil

ایسی باتیں جن سے ہنسی آئے، مزاحیہ باتیں۔[۵۴]

یہاں "کس ب" کا اختلاف تو نہیں لیکن "ضمہ خ" کا اختلاف سر اُٹھالیتا ہے۔ یعنی اردو لغات کے مطابق اس لغویے کا تلفظ "خُزَعْبِل" (ضمہ خ، فت ز، سک ع، کس ب، سک ل) درست ہے۔

آن لائن عربی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

خَزَعْبَل خوش طبعی کی بات جس سے ہنسی آئے۔

خُزَعْبَل افسانہ جو عام طور پر مشہور ہو، بے حقیقت بات، داستان، فرضی قصہ کہانی[۵۵]

یہاں یہ لغویہ دو الگ تلفظ میں مختلف معنی میں درج ہے۔ درج بالا اندراجات سے اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ عربی میں یہ لغویہ "فت ب" کے ساتھ، جب کہ اردو لغات میں "کس ب" کے ساتھ درج ہے۔ فرہنگ تلفظ میں "خُزَعْبِل" کے بجائے "خَزَعْبِیْل" انھی معنوں میں درج ہے۔ راقمہ کے خیال میں یہ بات قابلِ غور ہے۔ اگر "ی" طباعت کی غلطی ہے تو اسے رفع کیا جانا چاہیے۔ اس کے ساتھ تلفظ کے حوالے سے بھی اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

سید رضوان علی ندوی نے درج بالا دس (۱۰) لغویوں سے ہٹ کر "استقداس" کے غیر عربی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس کے معنی پر بھی اعتراض اٹھایا ہے۔ اُن کا موقف ہے کہ عربی میں اس مادے سے "باب استفعال" پر استقداس نہیں بنایا گیا۔ مزید یہ کہ خشوع و خضوع کا تقدس سے کوئی تعلق نہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ اس لغویہ کا مادہ "قدس" بہ معنی پاک و طاہر ہے۔ اس ثلاثی مجرد سے دو ثلاثی مزید "تقدیس" اور "تقدس" آئے ہیں، جو اردو میں بھی مروج ہیں۔ شان الحق حقی نے اس لغویے کے غیر عربی ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> استقداس بھی ڈاکٹر رضوان صاحب کے نزدیک غیر عربی ہے، مجھے بھی تسلیم ہے، مگر اردو والوں نے برتا ہے مثلاً تاریخ یورپ جدید مترجمہ رشید احمد صدیقی۔[۵۶]

شان الحق حقی نے یہاں اس لغویے کے استعمال کی نوعیت کو واضح نہیں کیا اگر وہ ایسا کر دیتے تو زیادہ مناسب تھا تا کہ معنی کے حوالے سے نشان دہی کی جاسکتی کہ یہ لغویہ اردو میں کن معنوں میں مستعمل ہے۔ اردو لغت میں بھی یہ لغویہ درج ہے۔ اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اِستِقْداس　　کس ا، سک س، کس ت، سک ق۔ امذ

مخاطب کے وقار کا پاس ولحاظ، متانت کا انداز، مقدس اور پاک سمجھنا یا جاننا[۵۷]

[ع:(ق د س)]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کا اندراج اسی طرح اور ان ہی معنوں میں موجود ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اِستِقْداس　　کس ا، سک س، کس ت، سک ق۔ امذ

پاس تقدس، احترام، خشوع خضوع[۵۸]

اس لغویے کے تلفظ اور معنی کے حوالے سے درج بالا اندراجات میں کوئی خاص فرق موجود نہیں ہے۔

سید رضوان علی کے نزدیک اس لغویے کا املا "حاے حطی" کے بجائے "ہاے ہوز" کے ساتھ "ہریسہ" ہے۔ معنی کے حوالے سے اُن کا موقف ہے کہ اس لغویے کے معنی "کھچڑا یا حلیم" درست نہیں۔ عربی میں "ہر س" کے معنی "کوٹنا اور توڑنا" ہیں۔ کیوں کہ ہریسہ ایک ایسا کھانا ہے، جس میں گیہوں، جو وغیرہ کو کوٹ کر گوشت کے ساتھ اس طرح پکایا جاتا ہے کہ گوشت تحلیل ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسے ہریسہ کہتے ہیں۔

سید رضوان علی ندوی نے ہریسہ کے جو معنی بیان کیے ہیں اُن کے تتبع میں اس لغویے کے معنی "حلیم" درست معلوم ہوتے ہیں۔ فرہنگ تلفظ میں "حلیم" کے معنی یوں درج ہیں:

حَلیم　　فت ح، ی مع، صف

ا۔ بُردبار، رک: حِلم

۲۔ کھچڑا، خوب گلائے ہوئے گوشت، گیہوں اور دالوں کو گھوٹ کر پکائی ہوئی مسالے دار غذا۔[۵۹]

اردو لغت میں بھی یہ لغویہ درج ہے تاہم یہاں اس لغویے کے دو املا دیے گئے ہیں۔ اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حَرِیسَہ　　فت ح، ی مع، فت س امذ　　ہریسہ

ایک پکوان جو گیہوں کے آٹے، گوشت کی یخنی اور دودھ کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔[۶۰]

اس اندراج کو دیکھتے ہوئے اگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس لغویے کا اردو املا ہاے حطی کے ساتھ "حریسہ" جب کہ عربی میں اس کا املا ہاے ہوز کے ساتھ "ہریسہ" ہے۔ اس لیے اس املا کو غلط قرار نہیں دیا جاسکتا۔ سید رضوان علی ندوی نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اردو کی دوسری لغات میں یہ لغویہ درست املا کے ساتھ درج ہے۔ راقمہ کے خیال میں اگر ان لغات کے نام بھی درج کر دیے جاتے تو بہتر تھا کیوں کہ سید رضوان علی ندوی نے اس مضمون کی فہرست ماخذ میں جن دو اردو لغات (فرہنگ آصفیہ ، علمی اردو لغت) کے نام درج کیے ہیں۔ ان میں اس لغویے کا اندراج نہیں۔

اب رہی بات معنی کی تو اردو میں "حلیم" ان ہی معنوں میں بولا جاتا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اندراج معنی کے دوران اس بات کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ کم لفظوں میں زیادہ واضح طور پر معنی درج کیے جائیں جو کہ اس کا اختصاص ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ فرہنگ تلفظ سے اس لغویے کو بلاجواز خارج کر دیا گیا ہے، جس کی توجیہ راقمہ کی سمجھ سے باہر ہے۔

۲۔فرہنگ تلفظ میں درج غلط تلفظات

غلط تلفظات کے عنوان سے سید رضوان علی ندوی نے فرہنگ میں شامل چھے (۰۶) لغویوں ذکر کیا ہے، جو ورق گردانی میں ان کے سامنے آئے۔ ان کے نزدیک ان لغویوں کا تلفظ غلط ہے۔ ان میں "بَضْعَۃ"، "تبیُّض اور تبیُّین"، "جُمادَی الآوّل اور جُمادی الآخر"، "خَلِیہ"، "رِعایا" اور "قُدِّس سِرُّہ" شامل ہیں۔

سید رضوان علی ندوی نے اس لغویے کا درست تلفظ "کس ب" کے بجائے "فت ب" کے ساتھ "بَضْعَۃ" درج کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ فرہنگ تلفظ میں جس حدیث نبوی کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں بھی یہ لغویہ "فت ب" کے ساتھ ہے۔ "فاطمہ بَضعۃ منّیؐ" ہی درج ہے۔ "بِضعۃ" کس ب کے ساتھ یہ لغویہ چند کے معنی رکھتا ہے۔

فرہنگ تلفظ (طبع پنجم) میں اس لغویے کے اندراج میں تبدیلی کی گئی ہے۔ فرہنگ تلفظ (طبع چہارم) میں اس لغویے کے صرف اعراب تبدیل کیے گئے ہیں، درج حدیث میں اس لغویے کو "کس ب" کے ساتھ ہی درج کیا گیا ہے۔ تاہم اب فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کو "فت ب" کے ساتھ ہی درج کیا گیا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس کے اندراج کی صورت یوں ہے:

بَضْعَۃ فت ب، سک ض، فت ع۔ اذ

پارہ، ٹکڑا

بَضْعَۃ منی میری ذات کا ایک حصّہ (رسولِ خداؐ کی حدیث بابت حضرت فاطمہ)[۱۱]

اردو لغت میں بھی یہ لغویہ درج ہے لیکن یہاں اس لغویے کے دو تلفظ درج ہیں۔ اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

بَضْع / بِضْع / بَضْعَۃ / بِضْعَۃ فت ب، سک ض / کس ب / فت ب، سک ض، فت ع، / کس ب

(لفظاً) گوشت کا ٹکڑا، (مُراداً) جگر کا گوشہ [۶۲]

اس لغویے کے تحتی الفاظ میں "بَضعۃ منی" کا اندراج بھی کیا گیا ہے:

بَضْعَۃ (- بِضْعَۃ) مِنّی فت ب، سک ض، فت ع، تن بضم (- کس ب)، کس م، شد ن

عربی فقرہ اردو میں مستعمل [۶۳]

اردو لغت کے مطابق اس لغویے کا تلفظ "کس ب" اور "فت ب" کے ساتھ ہے۔ جب کہ رضوان علی ندوی نے "کس ب" کے ساتھ اس لغویے کے معنی چند کے بتائے ہیں۔ منتخب لغات میں سے یہ لغویہ "کس ب" کے ساتھ درج ہے۔ اردو لغت میں پارہ یا ٹکڑا کے معنوں میں ہی درج ہیں۔ اس طرح فرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ "فت ب" کے ساتھ، جب کہ اردو لغت میں "فت ب" اور "کس ب" کے ساتھ درج ہے۔ اب یا تو اردو لغت میں "کس ب" کے ساتھ اس لغویے کو چند کے معنی میں درج کیا جانا چاہیے یا پھر فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے دو تلفظ درج کیے جانے چاہیے۔ کیوں کہ اردو لغت میں بھی "فت ب" کے ساتھ اس لغویے کو پہلے درج کیا ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ فصیح تلفظ "فت ب" کے ساتھ "بَضْعَۃ" ہی ہے۔

فرہنگ تلفظ میں اسی لغویے کے اوپر درج ایک لغویہ "ضمہ ب" کے ساتھ بُضْعَۃ درج ہے، جس کے معنی فرہنگ تلفظ میں عورت کی شرم گاہ، جب کہ اردو لغت میں عقد اور نکاح درج ہیں۔ راقمہ کے خیال میں اس لغویے کے اندراج پر بھی نظر ثانی کی جانی چاہیے۔ [۶۴]

"تبیئض اور تبئین" کے لغویے کو بغیر ہمزہ کے "تبییض اور تبیین" لکھنے پر اصرار کیا ہے۔ اُن کے نزدیک ان لغویوں کی یہی املا درست ہے۔ [۶۵] اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کا اندراج یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

تَبْیِیض فت ت، سک ب، ی مع۔ امث

کسی لکھی ہوئی چیز کو صاف لکھنا، سنبھال کر لکھنا، مسودہ بنانے کے بعد مبیضہ تیار کرنا، تسوید کی ضد

تَبْیِین فت ت، سک ب، ی مع۔ امث

رک: تبیین، تبیان

تبیین   فت ت،سک ب،ی مع۔امث

رک:تبیان

تِبیان   کس ت،سک ب۔امذ

بہت زیادہ وضاحت،بیان، تشریح کرنے کا کام، کسی ذکر پر مشتمل وضاحت یا کلام[۶۶]

علمی اردو لغت میں اندراج:

تبیض/تبئیض   [ع:امث]

لکھی ہوئی چیز کو صاف کر کے لکھنا، مسودے کا صاف کرنا

تبیِین/تبیِئن   [ع:امث]

توضیح، تشریح، بیان[۶۷]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

طبع اول:

تبئیض   فت ت،سک ب،ی مع۔امث

مسودے کو صاف کرنا،صفائی کے ساتھ لکھنا، نسخے کو مبیضہ تیار کرنا، نیز تَبیِیض

تبئین   فت ت،سک ب،ی مع امث

تشریح، توضیح، واضح، روشن کرنا، نیز تبیین، تِبیان[۶۸]

طبع پنجم:

تَبیِیض   فت ت،سک ب،ی مع۔امث

مسودے کو صاف کرنا،صفائی کے ساتھ لکھنا، نسخے کو مبیضہ تیار کرنا، نیز تبئیض

تبئین   فت ت،سک ب،ی مع امث

تشریح، توضیح، واضح، روشن کرنا، نیز تبیین، تِبیان[۶۹]

درج بالا اندراجات پر غور کریں تو اردو لغت میں ان لغویوں کا املا "ء" کے ساتھ ہی درج ہے، جب کہ علمی اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں دونوں املا معمولی سے فرق کے ساتھ درج ہیں۔یعنی فرہنگ تلفظ (طبع اول) میں "تبئیض" اور "تبئین" کے املا کو پہلے اور "تَبیِیض"، "تبیین" کو بعد میں درج کیا ہے، جب کہ

علمی اردو لغت "تَبییض" اور "تبیین" کا املا پہلے اور "ء" کے ساتھ "تبئیض" اور "تبئین" بعد میں درج کیا گیا ہے۔

اردو لغت کو مدِ نظر رکھ کر بات کی جائے تو سید رضوان علی ندوی کا یہ موقف کہ فرہنگ تلفظ میں درج دونوں املا میں سے درست املا "تَبییض" اور "تبیین" ہیں درست معلوم نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اردو لغت میں ان لغویوں کا املا "ء" کے ساتھ ہی درج ہے۔ تاہم ان کی تجویز پر فرہنگ تلفظ (طبع پنجم) میں "تبییض" کو اولیت دیتے ہوئے پہلے اور 'تبیئض' کو دوسری املا کی حیثیت سے درج کیا گیا ہے۔ اس معاملے میں یکسانیت نہیں برتی گئی کیوں کہ "تبئین" کا اندراج اسی طرح ہے۔ اب یا توں دونوں لغویوں کے املا میں "تَبییض" اور "تبیین" کو پہلے درج کیا جائے یا پھر فرہنگ تلفظ (طبع اول) کی املا کو ہی برقرار رکھا جائے۔

سید رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ "جُمادَی الاّول" اور "جُمادی الآخر" تلفظ اور املا دونوں اعتبار سے غلط ہیں۔ ان لغویوں پر فرہنگ تلفظ کے ابتدائی صفحات میں پہلے بھی بات کی جاچکی ہے۔ رضوان علی ندوی نے یہاں الگ سے صرف یہ اعتراض اُٹھایا ہے کہ "ی" پر الف مقصورہ درج کیا جانا چاہیے تھا۔ اول تو جہاں پہلے اس لغویے پر اعتراض اٹھایا گیا ہے وہاں بھی یہ مدعا بیان کیا جاسکتا تھا۔ دوسرا یہ کہ اس لغویے پر یہ اعتراض "غلط تلفظات" کے ذیل میں اٹھایا گیا ہے، جب کہ سید رضوان علی ندوی اس سے قبل یہ اعتراف کر چکے ہیں کہ فرہنگ میں اس لغویے کا درست تلفظ بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لغویے پر مزید بات کرنے سے قبل منتخب اردو لغات میں اس لغویے کے اندراج کی صورت ملاحظہ کیجیے:

اردو لغت میں اندراج:

جُمادیٰ ضم ج، ابشکل ی۔ امذ

عربی کے دو اسلامی مہینوں کا نام، رک: جمادی الاول و جمادی الثانی (ماخوذ: پلیٹس: جامع اللغات)

-الاُوّل -فت د، غم ا، سک ل، فت ا، شد وبفت

امذ؛ جمادی الاولیٰ

اسلامی سنہ ہجری کا پانچواں قمری مہینہ

-الاُخرَہ / الآخر -فت د، غم ا، سک ل، ضم ا، سک خ، فت ر / کس خ

رک: جمادی الثانی

-الثانی / الثّانیّہ -فت د، غم ال، شد ث، کس ن، شد ی بفت۔ امذ

اسلامی سال ہجری کا چھٹا قمری مہینہ [۶۰]

علمی اردو لغت میں اندراج:

جمادیٰ الآخرہ / الاُخریٰ / الثانیہ / الثانی [ع:امذ]

عربی سال کا چھٹا مہینا

جَمادی الاُولیٰ / الاوّل [ع:امذ]

عربی سال کا پانچواں مہینا (جمادی الاوّل غلط ہے، صحیح جمادی الاولی ہے) [۶۱]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

طبع اول:

جُمادیٰ ضمہ ج، ی غم۔ امذ

دو اسلامی مہینوں کے نام

جُمادی الاَوّل (جُمادَل اَوّوَل) پانچواں مہینہ

جُمادی الآخِر (جُمادَل آخِر / جُمادسْ سانی) چھٹا مہینہ [۶۲]

طبع پنجم:

جُمادیٰ ضمہ ج، ی غم۔ امذ

دو اسلامی مہینوں کے نام

جُمادی الاولیٰ (جُمادل اُوَلا) پانچواں مہینہ

جُمادی الاخریٰ / الثانی (جُمادَل اُخرا / جُمادَس سانی) چھٹا مہینہ [۶۳]

اردو لغت اور علمی اردو لغت میں الاول / الاولیٰ، الاُخُرَہ / الآخِر اور الثانی / الثانیہ درج ہیں۔ البتہ علمی اردو لغت میں جمادی الاول کو غلط اور الاولیٰ کو درست کہا گیا ہے۔ رضوان علی ندوی کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے فرہنگ تلفظ میں "جُمادی الاولیٰ" اور "جُمادی الاخریٰ" درج ہیں۔ راقمہ کے خیال میں اردو لغت کی طرح دونوں املا درج کیے جانے چاہیے۔ البتہ رائج اور مروج صورت اور اصل صورت کی نشان دہی لازم ہے۔ جہاں تک "ی" پر الف مقصورہ نہ ہونے کا اعتراض ہے، تو وہ فرہنگ تلفظ (طبع اول) میں پہلے ہی درج ہے اور اب بھی موجود ہے۔ مرکب صورت میں "ی" غیر ملفوظ رہتی ہے۔ اس لیے مرکب صورت میں الف مقصورہ

نہیں ڈالا گیا۔ ان لغویوں کے بار بار اندراج سے بہتر تھا کہ ایک ہی بار غلط املا اور تلفظ کے ذیل میں انھیں درج کر دیا جاتا تاہم اب یہ لغویے فرہنگ تلفظ میں تجویز کردہ املا اور تلفظ کے مطابق ہی درج ہیں۔

"خَلُیہ" کے تلفظ کو رضوان علی ندوی نے "لام" پر سکون کے بجائے "کسرہ" کے ساتھ درست قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس لغویے کا درست تلفظ "خَلِیَّہ" ہے، جس کے معنی cell صحیح لکھے ہیں۔اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

۱۔خَلِیَّہ فت خ، کس ل، شدی بفت۔ امث
طلاق دی ہوئی عورت

۲۔خَلِیَّہ / خَلُیَہ فت خ، کس ل، شدی بفت / فت خ، سک ل، فت ی۔ امذ
(حیاتیات) جانداروں (نباتات وحیوانات) کے جسم کی ایک بنیادی اکائی جو چھوٹے خانے کی شکل میں ہوتی ہے جس میں نخزمایہ بھرا ہوتا ہے۔ مادے کی ان جاندار اکائیوں کے ملنے سے بافتیں اور پھر بافتوں کے ملنت سے اعضاو جوارح بنتے ہیں (انگ:cell)[۴ے]

علمی اردو لغت میں اندراج:

خَلُیَہ جسم کا مختصر ترین خانہ—cellکا ترجمہ[۵ے]

اردو لغت میں اس لغویہ کے "خَلِیَّہ" کی صورت میں دو اندراج ہیں، جن میں سے ایک کے معنی طلاق دی ہوئی عورت اور دوسرا "cell" کے معنوں میں درج ہے۔ اسی طرح "cell" کے معنوں میں اس لغویے کے دو تلفظ "خَلِیَّہ اور خَلُیَہ" درج ہیں۔ رضوان علی ندوی کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کا تلفظ "سک ل" کے بجائے "کس ل" کے ساتھ درج کر دیا گیا ہے۔ شان الحق حقی عوامی تلفظ کو اہمیت دیتے ہیں تاہم کہ اُن کا اس سلسلے میں ایک معیار بہر حال قائم ہے کیوں کے وہ ہر رائج تلفظ کو درست نہیں مانتے۔ اس لیے اس لغویے کو "ساکن ل" کے ساتھ درج کیا جائے تو بہتر ہے کیوں کہ اردو میں یہ لغویہ "ساکن ل" کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمی اردو لغت میں اس لغویے کا تلفظ "سک ل" کے ساتھ "خَلُیَہ" درج ہے۔۔فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

طبع اول:

خَلِیَّہ   فت خ، سک ل، شد فت ی۔ امث

طلاق یا وہ عورت جسے طلاق دی جاچکی ہو۔ جسمانی ساخت یا نباتی بافت کی ایک اقل اکائی جو خانوں یا تھیلیوں کی شکل میں ہوتی ہے۔ انگ (cell)[۷۶]

طبع پنجم:

خَلِیَّہ   فت خ، کس ل، شد فت ی۔ امث

طلاق یا وہ عورت جسے طلاق دی جاچکی ہو۔ جسمانی ساخت یا نباتی بافت کی ایک اقل اکائی جو خانوں یا تھیلیوں کی شکل میں ہوتی ہے۔ انگ (cell)[۷۷]

سید رضوان علی ندوی نے 'رِعایا' کے لغویے کا تلفظ "کس ر" کے بجائے "فتحہ ر" کے ساتھ "رَعایا" درج کرنے پر اصرار کیا ہے۔ اردو لغت اور علمی اردو لغت اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

رَعایا   فت نیز کس ر۔ امث

۱۔ مطیع، کسی حاکم کے زیر نگران رہنے والے لوگ رعیت کی جمع

۲۔ کرایہ دار محکوم، زیر حمایت ماخوذ فرہنگ آصفیہ[۷۸]

علمی اردو لغت میں اندراج:

رَعَایا   (ع۔ امث)

رعیت جس کی یہ جمع ہے مگر اردو میں بطور مفرد بھی مستعمل ہے۔[۷۹]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

رِعایا   کس ر۔ امث۔ جمع مث

رک رَعیّت کی جمع۔ بطور امث مستعمل اصلاً رَعایا (فت ر)[۸۰]

علمی اردو لغت میں اس لغویے کا تلفظ "فت ر" کے ساتھ جب کی اردو لغت میں "فت نیز کس ر" کے ساتھ درج ہے۔ راقمہ کے خیال میں اس اعتراض کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا کیوں کہ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اصل تلفظ کی طرف نشان دہی کی گئی ہے کہ یہ لغویہ اصلاً "فت ر" کے ساتھ "رَعایا" ہے لیکن اردو میں اس کا تلفظ "کس ر" کے ساتھ رِعایا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں یہ تلفظ اسی طرح درج ہے، جسے تبدیل کرنے کی قطعی

ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیوں کہ دیباچے میں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ فرہنگ تلفظ میں تصریف شدہ تلفظ کو اصل پر فوقیت دی گئی ہے۔

رضوان علی ندوی کے مطابق 'قُدِّسَ سِرُّہٗ' میں "د" کسرہ اور "ر" ضمہ کے بجائے فتحہ کے ساتھ درست ہے۔ جس کی وضاحت انھوں نے یہ کی ہے کہ عربی فقرے اسی طرح ہوتے ہیں۔ رضوان علی ندوی نے نہ صرف اس لغویے بلکہ اس مضمون میں بیش تر لغویوں پر اعتراض ہی اس بات کو بنیاد بنا کر اٹھایا گیا ہے کہ اُن کا املا، تلفظ اور معنی عربی زبان کے مطابق درست نہیں۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

قُدُس سِرَّہ — ضم ق، سک نیز ضم د، کس س، شد ربفت، ضم معکوس ہ

خدا اس کی قبر کو پاک کرے (مقدس متوفی بزرگوں کے نام کے بعد لکھا جاتا ہے)[۸۱]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

طبع اول:

قُدِّسَ سِرُّہٗ — ضمہ ق، شد کس د، فت س، کس س، شد ضم مج ر، ضم ہ مثل و مع

دعائیہ فقرہ اللہ نے اس کے سینے کو پاک کر دیا

[ع: سِرّ = دل: سینہ][۸۲]

طبع پنجم:

قُدِّسَ سِرَّہٗ — ضمہ ق، شد کس د، فت س، کس س، شد ضم مج ر، ضم ہ مثل و مع

دعائیہ فقرہ اللہ نے اس کے سینے کو پاک کر دیا

[ع: سِرّ = دل: سینہ][۸۳]

اس لغویے کے حوالے سے "اطہر علی ہاشمی" نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ایک کلمہ "قدس سرہ" ہے۔ ہم بر بنائے جہالت "قدس" کو "القدس" کی طرح (بروزن بُغض) اور "سرہ" کو "رفاہ" کے وزن پر پڑھتے اور بولتے رہے۔۔۔۔ اس کا تلفظ قُدَّ-دَس ہے اور سِرّہ کا پہلا حرف بالکسر "ر" پر تشدید اور "ہ" پر الٹا پیش ہے۔[۸۴]

درج بالا اندراجات میں رضوان علی ندوی کے اعتراض کو مدِ نظر رکھتے ہوئے "ر" کی ضمہ کو فتحہ سے بدل دیا گیا ہے۔ مگر یہ تبدیلی صرف اعرابی سطح پر کی گئی ہے کیوں کہ ملفوظی تلفظ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ "د" کی کسرہ

جوں کی توں بر قرار ہے۔ اسے فتحہ کے ساتھ درج نہیں کیا گیا۔ اس لیے ایسا کیسے ممکن ہے کہ لغویے کے ایک حصّے پر تو تبدیلی کی جائے اور دوسرے پر نہیں۔

اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں درج تلفظ میں بھی اختلافی صورت سامنے آتی ہے۔ اردو لغت میں "قُدس" کا لغویہ "د" ضمہ و ساکن کے ساتھ جب کہ "ر" فتحہ کے ساتھ درج ہے۔ اس طرح اطہر ہاشمی کا بیان کردہ تلفظ بالکل انوکھا ہے کیوں کہ ان کے مطابق اس لغویے کا تلفظ "ق" اور "د" فت کے ساتھ اور "ر" کسرہ کے ساتھ درست ہے۔ اس لیے ضروری ہے ان تلفظات کو مدِ نظر رکھ کر کوئی حتمی رائے قائم کی جائے، جس کی روشنی میں اس لغویے کے معیاری تلفظ کا تعین کیا جائے۔ تلفظ سے ہٹ کر معنی کی سطح پر بھی درج معنوں میں اختلاف نظر آتا ہے۔

۳۔فرہنگ تلفظ میں درج غلط املا و غلط تلفظ

اس عنوان کے ذیل میں پانچ (۰۵) لغویوں "ما بَقی"، "ماذن"، "قَزِیفہ"، "راسو" اور "خُلِّی" کی املا اور تلفظ دونوں صورتوں پر اعتراض اٹھایا گیا ہے۔

"ما بَقی" کی درست املا اور تلفظ سید رضوان علی ندوی نے "ما بَقِی" کس ق کے ساتھ درست قرار دی ہے۔ اس کا صحیح املا اور تلفظ 'ما بَقِی' ہے۔ کیوں کہ یہ لغویہ "بَقِی" کس ق کے ساتھ ماضی اور 'یَبْقیٰ' ق الف مقصورہ کے ساتھ مضارع سے ماخوذ ہے۔ 'ما' کے ساتھ مرکب صورت اور وقف کی حالت میں 'ما بَقِی' درست ہے۔ اس لغویے کا اندراج غلط تلفظات کے ذیل میں کیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا کیوں کہ یہاں اس لغویے کے صرف تلفظ پر اعتراض کیا گیا ہے۔ منتخب لغات میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

مابَقا / بَقیٰ -فت ب / الف بشکل ی

ا۔ جو کچھ باقی رہ گیا ہو، بچہ ہوا یا بقایا

۲۔ پس خوردہ، جھوٹا کھانا[۸۵]

علمی اردو لغت میں اندراج:

مابَقا / ما بَقِی [ع:صف]

ا۔ باقی، بقایا، بچا ہونا

۲۔ اُلش۔ چھوٹا پس خوردہ[۸۶]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

مَابقیٰ فت ب،ی غم (معاشیات) امذ۔

غیر نقسم منافع۔ لفظاً جو بچ رہا۔[87]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کا تلفظ تبدیل نہیں کیا گیا۔ اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کے دو املا "مابَقا/ بَقیٰ" درج ہیں۔ علمی اردو لغت میں یہ لغویہ رضوان علی ندوی کے بتائے گئے تلفظ کے مطابق "کس ق" کے ساتھ درج ہے۔ وارث سرہندی نے اپنے لغت میں درج لغویوں کے اصل تلفظ کو فوقیت دی ہے۔ اس لیے یہاں بھی انھوں نے "رَعَایا" کی طرح اس لغویے کا تلفظ "کس ق" کے ساتھ درج کیا ہے۔ املا کے حوالے سے صرف "مابَقا" کا فرق ہے کہ یہ املا فرہنگ تلفظ میں موجود نہیں۔ البتہ تلفظ کی سطح پر اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں یکسانیت دیکھنے کو ملتی ہے۔ راقمہ کے نزدیک بھی یہی تلفظ قابلِ قبول ہے کیوں کہ اگر "ق" کا تلفظ کسرہ کے ساتھ کیا جائے تو "ی" از خود ملفوظی صورت میں سامنے آئے گی جب کہ مَا بَقیٰ میں "ی" غیر ملفوظی صورت میں موجود ہے۔

"ماذن" اور اس کے مفرد "ماذنہ" کے تلفظ، املا، اور معنی تینوں پر سید رضوان علی ندوی نے اعتراض اٹھایا ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ اس لغویے کا صحیح تلفظ "المآذن" (الف پر مد) اور مفرد "مئذنہ (کس م، فت ذ) ہے نیز اس کے معنی اذان دینے کی جگہ، نور یا روشنی کے ہیں۔ اردو لغت، علمی اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

ماذَنَہ فت ذ، ن۔ امذ

وہ اونچی جگہ یا سیڑھی دار چوکی جس پر کھڑے ہو کر اذان دی جاتی ہے۔ اذان گاہ[88]

علمی اردو لغت میں اندراج:

ماذنہ [ع: امذ]

مینار، منارہ[89]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

ماذِن / ماذِنہ کس ذ، فت ن۔ امذ

مینار، منارہ[90]

ان اندراجات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے اردو لغت میں اس لغویے کے معنی "اذان گاہ" جب کہ علمی اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں مینار درج ہے۔ مینار کا تصور مسجد کے ساتھ مربوط ہے۔ اب کیوں کہ مسجد کے میناروں میں اذان کے لیے اسپیکر نصب کیے جاتے ہیں اور جب اذان دی جاتی ہے تو آواز ان ہی میناروں کے ذریعے باہر نکلتی ہے۔ اس حوالے سے اس لغویے کے یہ معنی قبول کیے جاسکتے ہیں۔

اس لغویے کی املائی صورت اردو لغت اور علمی اردو لغت میں یکساں اور فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کا املا "ہائے ہوز کے بغیر "ماذن" بھی درج ہے۔ اس لیے "ماذن" اور "ماذنہ" دونوں املائی صورتیں قابل قبول ہیں کیوں کہ اُردو میں الف ممدودہ کا استعمال ملحق صورت میں کم ہی ہوتا ہے۔

تلفظ کے حوالے سے سید رضوان علی ندوی کو الف ممدودہ یعنی الف کو دو الف کے برابر نہ پڑھنے پر اعتراض ہے۔ علمی اردو لغت میں تلفظ کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اردو لغت میں "ماذَنہ" (فت ذ) اور فرہنگ تلفظ میں "ماذِن" (کس ذ) کے ساتھ درج ہے۔ سید رضوان علی ندوی نے بھی اس لغویے کا تلفظ المآذِن "کس ذ" کے ساتھ درج کیا ہے۔ راقمہ کے خیال میں اس لغویے کا تلفظ "کس ذ" کے ساتھ اردو تلفظ کے قریب ہے۔ تاہم اردو لغت میں درج تلفظ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے اردو تلفظ کے معیار کی بہتری کے لیے ان دونوں تلفظات کو مدِ نظر رکھ کر کوئی حتمی رائے قائم کی جانی چاہیے۔

سید رضوان علی ندوی کے نزدیک "قَزِیفہ" کے لغویے کا درست املا 'ذ' کے ساتھ "قَذِیفہ" درست ہے، جو فعل 'قَذَفَ' سے بہ معنی پھینکنا ماخوذ ہے۔ جدید عربی میں اس کے درست معنی توپ، گولا کے ہیں، جس کا انگریزی متبادل missile نہیں بلکہ shell ہے۔ missile کے لیے انگریزی میں 'صَارُوخ' مستعمل ہے۔

راقمہ کو اس لغویے کا اندراج کسی لغت میں نہیں ملا۔ اس لغویے کو فرہنگ تلفظ سے بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ "خزَعیل" کے لغویے کی بابت یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ایسا کوئی لغویہ نہیں۔ اردو لغت میں بھی "خُزَعْبِل" درج ہے اس کے باوجود فرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ اسی طرح درج ہے۔ "قزیفہ" کے حوالے سے یہ اعتراض نہیں کیا گیا کہ یہ لغویہ موجود نہیں بلکہ اس کے املا اور معنی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اگر اس لغویے کے فرہنگ تلفظ سے اخراج کی وجہ یہ ہے کہ اردو لغات میں یہ لغویہ موجود نہیں تو یہ کوئی جواز نہیں بنتا۔ اردو میں بہت سے عربی الفاظ مختلف معنی اور املا کے ساتھ اردو میں رائج ہیں۔ اب یا تو اس لغویے کا فرہنگ تلفظ میں دوبارہ اندراج کیا جانا چاہیے یا اس کے اخراج کی توجیہ پیش کی جانی چاہیے۔

رکی تقطیع میں درج "راسو" کے لغویے پر سید رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ اس لغویے کو نہ تو اردو دان جانتے ہیں اور نہ ہی اردو کی مستند لغات میں موجود ہے۔ اس لغویے کے تلفظ، معنی اور املا پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا

بلکہ اس لغویے کے درج معنوں "نیولا" اور "عِرسہ" میں "عِرسہ" پر یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ یہ لفظ عربی کا نہیں ہے۔ اُن کے نزدیک عربی میں "عِرس" کا لغویہ دولھا اور دولھن کے لیے استعمال ہوتا ہے مگر "عِرسہ" کوئی لغویہ نہیں ہے۔ جہاں تک اس لغویے کے مستند لغات میں درج نہ ہونے کا سوال ہے تو یہ لغویہ اردو لغت میں درج ہے۔اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

رائسو   ومع۔امذ

نیولا

راسو   وج۔امذ

وہ سوانح عمری یا تصنیف جس میں کسی راجا کی بہادری یا جنگی کارناموں کا ذکر کیا گیا ہو۔ رزمیہ تصنیف [۹۱]

اردو لغت میں یہ لغویہ مختلف تلفظ کے ساتھ مختلف معنوں میں درج ہے، جن میں سے صرف اول الذکر کا اندراج فرہنگ تلفظ میں کیا گیا ہے۔ اردو لغت کی طرح اس لغویے کے معنی فرہنگ میں صرف نیولا ہی درج ہیں۔ [۹۲]

سید رضوان علی ندوی "ح" کی تقطیع میں درج لغویے "حُلِیّ" کا تلفظ "ضمہ ح، کس ل بروزن علی" اور املا کو غلط قرار دیا ہے۔ اُن کے نزدیک اس لغویے کا صحیح تلفظ 'حُلّی' اور 'حِلِّی' ضمہ یا کس ح، کس ل اور ی تشدید) بہ معنی زیورات ہے جو کہ "حِلیہ" (کس ح) کی جمع ہے۔انھوں نے املا کو غلط قرار دیا ہے لیکن درست املا کے حوالے سے کوئی تصحیح نہیں کی۔اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

حُلِیّ   ضم ح، کس ل، شد ی، نیز بلا تشدید۔امذ

زیورات، گہنے [ع: حُلِیّ، حُلّی کی جمع] [۹۳]

علمی اردو لغت میں اندراج:

حِلْیہ   [ع:امذ]

۱۔جواہر، سونے چاندی کا زیور، خلعت

۲۔صورت سراپا [۹۴]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

طبع اول:

حَلی فت ح۔ امذ

زیور، گہنا۔ ج (ضمہ ح، کس ل)

بروزن علی۔ ج مذ زیورات، گہنے

م: حُلی مُجَوہر جڑاؤزیور [۹۵]

طبع پنجم:

حَلی فت ح۔ امذ

زیور، گہنا۔ ج حُلی (ضمہ ح، سک ل)

بروزن علی۔ ج مذ زیورات، گہنے

م: حُلی مُجَوہر جڑاؤزیور [۹۶]

اردو لغت میں حُلِیّ (ضم ح، کس ل، شد ی، نیزبلا تشدید) اور عربی میں اس کا تلفظ "حُلِیّ" درج ہے۔ یہاں جمع کے ساتھ اس لغویے کے مفرد تلفظ "حُلِیّ" درج ہے۔ یعنی اردو لغت میں اس لغویے کا تلفظ "ضمہ ح" کے ساتھ، جب کہ علمی اردو لغت اورفرہنگ تلفظ میں "فت ح" کے ساتھ درج ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ماسوائے جمع کے اندراج میں کیوں کہ جمع کے تلفظ میں "کس ل" کی جگہ "سک ل" درج ہے، جب کہ "کس ل" پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ البتہ اردو لغت کے مطابق اس لغویے کے دو تلفظ "ی" مع تشدید اور بلا تشدید مستعمل ہے۔ لہٰذا اس لغویے کے اندراج پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۴۔ فرہنگ تلفظ میں درج غلط الفاظ، غلط معانی

اس عنوان کے ذیل میں چھبیس لغویے (۲۶) درج ہیں، جن کے حوالے سے سید رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ یہ لغویے اور ان کے معنی فرہنگ تلفظ میں غلط درج ہیں۔ اس عنوان کے تحت جن لغویوں پر اعتراض اٹھایا ہے اُن میں "حُجّتِ البَالِغَۃ"، "حَسَن"، "حشیشین"، "حصیر"، "حَضارت"، "حَضن"، "حمطایا"، "احمق"، "حلاج"، "حروفی"، "مرفاع"، "مساہمت"، "جُزوی"، "ضحاک"، "ضَرّ"، "فقرو"، "فِلَرت"، "فَلاّحت"، "فمی بشوق"، "فُواد"، "فی"، "عَصابہ"، "سَلویٰ" اور "سَلوَت" شامل ہیں۔ آخر میں ایک عربی ترکیب کے غلط اندراج پر اعتراض اٹھایا ہے۔

سید رضوان علی ندوی نے "حُجّتِ الْبَالِغَۃ"[97] کی املا پر اعتراض کرتے ہوئے، اس لغویے کا املا "اَلْحُجَّۃُ الْبَالِغۃ" یا قرآن میں درج "حجۃ اللہ البالغۃ" تجویز کیا ہے۔ اردو لغت میں بھی یہ لغویہ "حُجّتِ الْبَالِغَۃ" ہی درج ہے۔ اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حُجَّت ضم ح، شد فت ج۔ امث حُجَّۃ

۱۔ دلیل، برہان، ثبوت، سند

۲۔ بحث، جھگڑا، ردوکد

۳۔ (منطق) معلوماتِ تصدیقی جو مجہول تصدیقی کے جاننے کا ذریعہ ہوں

۴۔ ضروری لوازم، لازمی شرط

۔ِ بالِغہ کس صف --- کس ل، فت غ۔ امث

کامل دلیل یا برہان[98]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

طبع اول:

حُجَّت ضمہ ح، شد فت۔ امث

دلیل، بُرہان، بحث، تکرار

حُجَتَ البالغہ کامل حتمی دلیل[99]

طبع پنجم:

حُجَّت ضمہ ح، شد فت۔ امث

دلیل، بُرہان، بحث، تکرار (ع: حِجۃ)

حُجَّۃُ البَالِغَہ کامل حتمی دلیل[100]

فرہنگ تلفظ میں "حُجَّت" کے سامنے اس لغویے کا عربی املا درج کر کے ترکیب میں "حُجّتِ الْبَالِغَۃ" کے املا میں تاے قرشت "ت" کو تاے تانیث "ۃ" سے بدل کر "حُجَّۃُ البالغہ" کر دیا گیا ہے نیز تلفظ میں "فت ت" کو ضمہ ت" سے بدل دیا گیا ہے۔ جب کہ اس کی ضرورت نہیں تھی کیوں کہ اردو میں یہ لغویہ اسی طرح لکھا جاتا ہے۔ اردو لغت میں بھی اس کا اندراج اسی طرح کیا گیا ہے۔ اگرچہ تلفظ کے حوالے سے سید رضوان علی ندوی نے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا لیکن درج بالا اندراجات میں تلفظ کے حوالے سے اختلاف ملتا ہے۔ فرہنگ تلفظ (طبع

اول) میں یہ لغویہ "فت ت" کے ساتھ، جب کہ طبع پنجم میں "ضمہ ت" کے ساتھ درج ہے۔ اردو لغت میں "کس ت" کے ساتھ درج ہے۔ اس حوالے سے نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ سید رضوان علی ندوی نے "حَجَۃ" کے لغویے کی ترکیبِ لفظی میں حَجت البلاغ وحَجَت الوداع کی جگہ حَجَۃُ البلاغ اور حَجَۃُ الوداع درج کرنے کی تجویز کی ہے۔ جس پر عمل کرتے ہوئے ان تراکیب کا املا بدل دیا گیا ہے۔[۱۰۱]

'حَسَن' (فت ح، فت س) کے لغویے پر املا، تلفظ اور معنی تینوں صورتوں پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔ اس لغویے کی جمع "حَسَنات" درج کرنے پر اعتراض ہے کیوں کہ سید رضوان علی ندوی کے مطابق اس لغویے کی جمع "حَسنہ" ہے۔ 'حَسَن' کی جمع حِسان ہے۔ اگرچہ انھوں نے لغویوں کے اندراج کی درجہ بندی کی ہے لیکن اس کے مطابق لغویوں کو درج نہیں کیا۔

اردو لغت میں بھی "حَسَنات" کی جمع "حَسَنہ" درج ہے۔ جس کا مادہ "حَسَن" بہ معنی خوب صورت اور نیک ہے۔ اردو لغت میں اس کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حَسَنات فت ح، فت س۔ امذ۔ امث۔ جمع حَسَنہ

۱۔ نیکیاں، خوبیاں، بھلائیاں، سیئات کی ضد

۲۔ نعمتیں، ثواب، کارِ خیر[۱۰۲]

"حَسَن" اور "حسنہ" قریب ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ فرہنگ تلفظ میں یہ جمع اسی طرح درج ہے۔

سید رضوان علی ندوی نے "حَشیشین" کے معنی "حسن بن صباح کے پیروؤں" لکھنے پر اعتراض کیا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ عربی میں صحیح لفظ حشّاشین ہے، جس کے معنی حشیش یا بھنگ پینے والا درست ہیں۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حَشِیشِیّن فت ح، ی مع، کس ش، شد ی، ی مع۔ امذ

حشیشی فرقے کے لوگ[۱۰۳]

اردو لغت میں اس لغویے کے استعمال کی درج مثال سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس سے مُراد اسماعیلی فرقہ، حسن بن صباح کے پیرو ہی ہیں۔ جابر علی سید نے اپنے مضمون "تحقیق الفاظ" میں اس لغویے کے حوالے سے لکھا ہے کہ ASSASSIN کی اصل حشاشین ہے۔ حشاش بروزن فعال بہت بھنگ پینے والا کے معنی میں ہے۔ اس میں اشارہ اسماعیلی فرقے کے کارکن بھنگ نوشوں کے گروہ کی طرف ہے، جو سیاسی قاتل تھے۔ آج یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[۱۰۴]

اس لغویے کے حوالے سے ڈاکٹر حسن الدین احمد لکھتے ہیں:

> انگریزی لفظ Assasian کی اصل "حشاشین" (بہت بھنگ پینے والے) ہے۔ اشارہ اسماعیلی فرقہ کے کارکن نوشوں کے گروہ کی طرف ہے، جو سیاسی قتل کرتے تھے۔ یہ لفظ صلیبی جنگوں کے زمانے میں یورپی زبانوں میں داخل ہوا۔[۱۰۵]

پروفیسر محمد عبداللہ ملک نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ تاریخ میں حسن بن صباح کی جماعت کا نام حشیشین (بھنگ نوش) مشہور ہوا۔[۱۰۶]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے معنی تبدیل نہیں کیے گئے۔ درج بالا بیانات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اردو میں "حشیشین" حسن بن صباح کے ماننے والوں کو کہا جاتا ہے کیوں کہ ان کی بابت یہ مشہور ہے کہ وہ بھنگی تھے۔

سید رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ لغویے "حصیر" کی جمع "حصائر" نہیں بلکہ "حُصُر" (ضمہ ح، ضمہ ص) ہے۔ "حصائر" درحقیقت 'حصیرۃ' کی جمع ہے۔ یہاں بھی اس لغویے کے املا، تلفظ اور معنی سے ہٹ کر جمع پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اردو لغت میں اس لغویے کی جمع درج نہیں۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کی جمع "حصائر" ہی درج ہے۔

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

حَصِیر فت ح، ی مع۔ امذ

بوریا، چٹائی۔ جمع۔ حصائر[۱۰۷]

سید رضوان علی ندوی کا موقف اپنی جگہ درست ہے کیوں کہ عربی میں "حصیر" کی جمع "حُصُر" ہی ہے۔[۱۰۸]

آن لائن اردو آئنسی لغت میں "حصائر" کی جمع "حصیر" درج ہے۔[۱۰۹] تاہم اسے یہاں صرف بوریا یا چٹائی کے معنوں میں نہیں لیا گیا۔ اس کے معنی "چٹائی" کے علاوہ "تنگ دل" اور "ساز موسیقی کے خول" یا "غلاف" کے درج ہیں۔

اردو میں بہت سے لغویوں کی جمع عربی قاعدے سے ہٹ کر بنائی گئی ہے جیسے کہ عربی میں "کتاب" کی جمع "کتب" ہے لیکن اردو میں زیادہ تر "کتابیں" اور "کتابوں" ہی مستعمل ہے۔ اس لغویے کی جمع "حصائر" بھی اردو زبان کے قریب معلوم ہوتی ہے۔

سید رضوان علی ندوی نے "حَضارت" بہ معنی موجودگی درج کرنے پر اعتراض کیا ہے۔ ان کا موقف ہے

کہ عربی فعل 'حَضَر' کا ایک مصدر حُضُور کے علاوہ 'حضارۃ' ہے، جو تمدن یا مدنیت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی میں موجودگی کے لیے حضور استعمال ہوتا ہے۔اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

حَضِارت فت نیز کس ح، فت ر۔ امث

ا۔ موجودگی، حضوری، حاضر ہونا

۲۔ شہر کی سکونت، مدنیت (بدویت کی ضد)، تہذیب و تمدن [110]

علمی اردو لغت میں اندراج:

حضارت ع: امث

شہر میں رہنا، شہر کی زندگی، مدنیت [111]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

طبع اول:

حُضّار ضمہ ح، ی مع۔ امذ

حاضر کی جمع، حاضرین

امث۔ حَضارت [112]

طبع پنجم:

حُضارت فت ح۔ امث

موجودگی، تمدن (ع: حضارۃ) [113]

اردو لغت میں اس لغویے کے معنی "موجودگی" کے ساتھ "شہر کی سکونت اور مدنیت درج ہیں۔ علمی اردو لغت میں بھی یہ لغویہ مدنیت اور شہر کی زندگی کے معنوں میں درج ہے۔ اس کے پیش نظر فرہنگ تلفظ میں اس کے معنی میں موجودگی کے ساتھ "تمدن" کا اضافہ کر دیا گیا ہے، جو کہ مثبت قدم ہے۔

فرہنگ تلفظ (طبع اول) میں "حَضارت" کا لغویہ "حُضار" کے ذیل میں "فت ح" کے ساتھ بہ معنی موجودگی درج ہے۔فرہنگ تلفظ (طبع پنجم) میں یہ لغویہ الگ سے درج ہے جس کے آگے اس لغویے کا عربی املا بھی درج ہے۔ معنی سے ہٹ کر تلفظ پر بات کی جائے تو اردو لغت میں "حَضارت" کا تلفظ "فت اور کس ح" کے

ساتھ درج ہے۔فرہنگ تلفظ میں اگرچہ اس لغویے کا ملفوظی تلفظ "فت ح" کے ساتھ درج ہیں لیکن اعرابی صورت میں "ح" پر ضمہ درج ہے، جو غالباً طباعت کی غلطی ہے۔اس کی درستی کی جانی چاہیے۔راقمہ کے خیال میں اگر اردو لغت کے تتبع میں اس لغویے کے دونوں تلفظ "فت نیز کس ح" کے ساتھ درج کر دیے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔البتہ اردو میں اس لغویے کا رائج تلفظ "فت ح" کے ساتھ "حَضارت" ہے۔

سید رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ "حَضن" کے معنی "آغوش" اور اس کا تلفظ "فت ح، سک ض" کے ساتھ غلط ہے۔ان کا کہنا ہے کہ آغوش کے معنی میں اس لغویے کا تلفظ "حِضن" (کس ح، سک ض) ہے۔البتہ درج دوسرے معنی "مرغی کا انڈا سینا" کی صورت میں فتحہ ح کے ساتھ درست ہے لیکن یہاں صرف مرغی کی تخصیص درست نہیں، کوئی بھی پرندہ جو انڈا سیتا ہے اس کے لیے حَضن کا لغویہ استعمال کیا جاتا ہے۔اردو لغت میں بھی اس لغویے کے یہی معنی درج ہیں۔

اردو لغت میں اندراج:

حَضن فت ح، سک ض، امذ؛ حضنہ

مرغی وغیرہ کا انڈا سینا، ماں کا بچہ گود میں لینا، دائی کا پیشہ اختیار کرنا[۱۱۴]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

حَضن فت ح، سک ض۔امذ

آغوش، مرغی کا انڈے سینا، بچے کی قبل پیدائش پرورش[۱۱۵]

عربی میں یہ لغویہ "حَضن" اور "حِضن" مستعمل ہے۔[۱۱۶] دوسری زبان میں لغویہ اپنی صورت بدل لیتا ہے اس لیے ممکن ہے اردو میں یہ لغویہ "فت ح" کے ساتھ "حَضن" ہی مستعمل ہو۔تاہم اس حوالے سے اگر نظر ثانی کر لی جائے تو بہتر ہے۔راقمہ کو ریختہ ڈکشنری میں اس لغویے کا تلفظ "حَضَن" بھی ملا۔

اردو ریختہ ڈکشنری میں اندراج:

حَضَن hazan ہاتھی دانت[۱۱۷]

حَضن hazn مرغی و کبوتری وغیرہ کا انڈوں و بچوں کو اپنے پروں تلے لینا، ماں کا بچے کو گود میں لینا، دائی کا پیشہ[۱۱۸]

ان اندراجات کو دیکھا جائے تو اس لغویے کے معنی اور تلفظ دونوں صورتوں میں اختلاف سامنے آتا ہے۔تاہم فرہنگ تلفظ اور اردو لغت میں درج تلفظ یکساں اور معنی قریب ہیں۔اس لیے اسے درست مانا جاسکتا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کا معنی اور تلفظ تبدیل نہیں کیے گئے۔

سید رضوان علی ندوی نے "حَضُن" کے تحتی الفاظ میں درج "حضنہ دانی" کی ترکیب کو مہمل اور غلط قرار دیا ہے۔اس لغویے کے انگریزی متبادل Embryo کو بے محل قرار دیا ہے۔اس کا جواز وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ پرندے کے جسم میں بچہ نہیں پلتا۔یہ ترکیب لفظی طور پر مہمل ہے یا معنی کے حوالے سے اس کی وضاحت رضوان علی ندوی نے نہیں کی۔اس کے ساتھ انھوں نے "حضن" کے معنی تربیت بھی بتائے ہیں۔

اردو لغت میں اس ترکیب کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حَضُنہ دانی فت ح سک ض فت ن۔ امث

(حیوانیات) انڈے سینے کی تھیلی۔[119]

فرہنگ تلفظ میں اس ترکیب کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حَضُنہ دانی (حیوانیات)

مادہ کے جسم کا وہ حصّہ جہاں بچہ پیدا ہونے سے پہلے پلتا ہے۔رحم انڈا یا رحم کے ماثل کوئی عضو (انگ=Embryo)[120]

جہاں تک انگریزی متبادل Embryo کے بے محل ہونے کا سوال ہے تو یہ بات قابل غور ہے۔اس کے لیے سید رضوان علی ندوی نے "جنین" کے لغویے کی نشان دہی کی ہے۔اردو لغت میں اس لغویے کے معنی کوئی چھپی ہوئی یا دفن چیز، وہ بچہ جو شکم مادر میں ہو (Embryo) اور انڈے کے اندر کا بچہ درج ہیں۔[121]

اس انگریزی متبادل کو اس لیے درست کہا جاسکتا ہے۔کیوں کہ بلاشبہ انڈے میں ایمبریو نہیں ہوتا۔لیکن جب کوئی پرندہ انڈے سینچتا ہے تو اس کے اندر ایمبریو بننے لگتا ہے۔اس لغویے کے معنی میں انڈے کے اندر کا بچہ بھی درج ہے۔اس لیے اس متبادل کو درست کہا جاسکتا ہے۔فرہنگ تلفظ میں یہ ترکیب اسی طرح اور ان ہی معنوں میں درج ہے، جس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

"حَلَم" کے حوالے سے رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ اس لغویے کا املا "تاے تانیث" کے ساتھ حلمۃ ہے۔اردو لغت ، علمی اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

حَلَم فت ح، ل۔ اند

حلمہ (رک) کی جمع

حَلَمَہ فت ح، ل، م۔ امث

۱۔ بھٹنی، سرپستان

۲۔ بٹنی کی شکل کا دانہ یا ابھار

ع: حَلَمَۃ [(ح ل م)] [۱۲۲]

علمی اردو لغت میں اندراج:

حَلَمَہ [ع امث]

بھٹنی، سرپستان [۱۲۳]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

حَلَم فت ح، ل۔ امذ

سرپستان بھٹنی [۱۲۴]

اس اعتراض کے جواز میں شان الحق حقی نے صرف اتنا لکھا ہے کہ اس عنوان سے ہمارے عبد العزیز خالد کا نعتیہ مجموعہ بھی موجود ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کا املا تبدیل نہیں کیا گیا کیوں کہ اردو میں "تاے تانیث" املا میں بہت کم استعمال ہوتی ہے اس لیے اس تجویز کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ منتخب لغات میں بھی اس لغویے کا املا "حَلَم" ہی درج ہے تاہم فرہنگ آصفیہ میں "حَلَم" بہ معنی "پستان" کے بجائے "حِلم" بہ معنی "کسی کی سزا میں آہستگی کرنا، برداشت اور تحمل" درج ہے۔

'حمطایا' کے حوالے سے سید رضوان علی ندوی کا اعتراض یہ ہے کہ فرہنگ تلفظ میں درج اس لغویے کا املا، معنی اور درج مادہ (ح م ط ی کا مجموعہ) غلط ہیں۔ انھوں نے اسے عبرانی لغویہ کہا ہے جس کا مادہ ان کے نزدیک عربی میں تلاش کرنا بے سود ہے۔ لسان العرب میں مادہ "ح م ط" کے ذیل میں درج ایک یہودی کعب الاحبار کے قول کی مثال دی ہے، جس کے مطابق قدیم کتب توراۃ میں حضورؐ کے درج ناموں میں سے ایک نام 'حِمْیَاطا' (کس ح، سک م، فت ی) بہ معنی مقدسات کا احترام کرنے والا ہے۔ سید رضوان علی ندوی نے اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے کہ کعب الاحبار سے منقول بہت سی احادیث موضوع اور ضعیف ہیں۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

حَمْطایا فت ح، سک م۔ امذ

پیغمبرؐ کا ایک لقب [۱۲۵]

فرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ موجود ہے۔ البتہ اس لغویے کے آگے نیز لکھ کر اس کا ایک املا "خمیاطا" درج کیا گیا ہے۔[126] راقمہ کے خیال میں یہ لغویہ "خ" کے بجائے "ح" کے ساتھ "حمیاطا" جس کا حوالہ کعب الاحبار کے قول سے ملتا ہے جس کا ذکر رضوان علی ندوی نے کیا ہے۔

سید رضوان علی ندوی کو مادہ حمق میں 'احمق' کی جمع حُمقا درج کرنے پر اعتراض ہے۔ ان کا موقف ہے کہ اس لغویے کی جمع فعلیٰ کے وزن پر "حُمقیٰ" (فت ح، سک م و الف مقصورہ) درست ہے۔ اردو لغت اور علمی اردو لغت میں بھی اس لغویے کی جمع "حُمقا" درج ہے۔

اردو لغت میں اندراج:

حُمقا/ حُمقاء　　　ضم ح، فت م۔ امذ

بے وقوف، نادان، کم عقل

ع: حُمقاء، احمق (رک) کی جمع[127]

علمی اردو لغت میں اندراج:

حُمقَا　　　ع: امذ۔

دیکھیے احمق جس کی یہ جمع ہے[128]

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

حُمق　　　ضمہ ح، سک م۔ امذ

بے وقوفی، کم عقلی، خللِ ذہنی۔ صف: احمق۔ جمع: حُمَقاءِ (ضمہ ح، فت م)[129]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کی جمع کے اندراج میں "ء" کا اضافہ کیا گیا ہے۔ نیز جمع کے اوپر " ِ " کا اندراج طباعت کی غلطی ہے۔ اردو لغت اور علمی اردو لغت میں بھی اس لغویے کی جمع حُمقا ہی دی گئی ہے۔ سید رضوان علی ندوی نے سید احمد دہلوی کو محتاط آدمی کہا ہے کیوں کہ فرہنگ آصفیہ میں اس کی کوئی جمع درج نہیں۔ لیکن سوال یہ اٹھتا ہے کہ نظر بچا کر گزر جانا کہاں کی عقل مندی ہے؟ اگر اس پر اختلاف تھا تو اسے درج کیا جانا چاہیے تھا۔ اردو لغات میں اس لغویے کی جمع "حُمقا" ہی درج ہے نیز رضوان علی ندوی کی بتائی گئی جمع "حُمقیٰ" اور فرہنگ تلفظ میں درج جمع "حُمقا" میں صرف املا کا ہی فرق پڑتا ہے تلفظ میں تقریباً ایک ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے راقمہ کے خیال میں اس اعتراض کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ البتہ اردو لغت میں "حمق" کے لغویے کے دو تلفظ "حُمق" (ضمہ ح، سک م) اور "حُمُق" (ضمہ ح، ضمہ م) درج ہیں۔[130] فرہنگ تلفظ میں اس لغویہ کا تلفظ "حُمق"

(ضمہ ح، سک م) جب کہ فرہنگ آصفیہ میں اس لغویے کا تلفظ "حُمُق" (ضمہ ح، ضمہ م) درج ہے۔[۱۳۱] کیوں کہ اس لغویے کے تلفظ پر اردو لغات میں اختلاف ظاہر ہو رہا ہے اس لیے تلفظ کے حوالے سے اس لغویے پر نظر ثانی کی جا سکتی ہے۔

"حلاج" کے لغویے پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا تاہم اس لغویے کے معنی میں درج انا الحق کا نعرہ بلند کرنے والے قدیم صوفی کا نام منصور بن حسین درج ہے جب کہ ان کا اصل نام حسین بن منصور ہے۔ یہ ایک تاریخی نام ہے، جو بہت مشہور ہے۔ رضوان علی ندوی کا یہ موقف درست ہے، اردو لغت اور فرہنگ آصفیہ میں بھی اس صوفی بزرگ کا نام حسین بن منصور ہی درج ہے۔[۱۳۲]

فرہنگ تلفظ میں اس اندراج کو درست کرنے کی سعی کی گئی ہے لیکن طباعت کے دوران "حسین بن منصور" کے بجائے "حسین منصور بن" درج کر دیا گیا ہے، جس کی اصلاح کی جانی چاہیے۔[۱۳۳]

سید رضوان علی ندوی نے لغویہ حروفی" کے معنی "حدیث کا راوی" اور "محدث" درج کرنے پر اعتراض کیا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ عربی میں 'حروفی کی جمع حروفیہ ہے۔ یہ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو حدیث کے صرف ظاہری معنی پر اصرار کرتے ہوئے اس کی تاویل اور مجازی معنی کو درست نہیں سمجھتے، ان کا دوسرا مشہور نام 'ظاہریہ' ہے۔

اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کے معنی حدیث بیان کرنے والا درج ہیں۔

اردو لغت میں اندراج:

حُرُوفی ضم ح و مع۔ صف۔ امذ

۱۔ حدیث بیان کرنے والا، محدث

۲۔ باطنی، قبلائی رجحانات کا حامل ایک بدعتی اسلامی فرقہ جس کی بنیاد آٹھویں صدی ہجری / چودھوی صدی عیسوی میں ایران میں فضل اللہ استر ابازی نے رکھی تھی۔[۱۳۴]

علمی اردو لغت میں اندراج:

حُرُوفی صف

حدیث بیان کرنے والا، محدث[۱۳۵]

فرہنگ تلفظ میں رضوان علی ندوی کی تجویز کے مطابق اس لغویے کے معنی تبدیل کر دیے گئے ہیں۔

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

طبع اول:

حُرُونی ضمہ ح، و مع

حدیث کا راوی، محدث [۱۳۶]

طبع پنجم:

حُرُونی ضمہ ح، و مع۔ اند

حدیث کے لفظی (محدث لینے کا قائل۔ نیز ظاہریہ، علی بن داؤد کا پیرو فرقہ [۱۳۷]

راقمہ کے خیال میں یہ تبدیلی مثبت ہے کیوں کہ محدثین حدیث کے صرف ظاہری معنی پر اکتفا نہیں کرتے۔ اگرچہ سید رضوان علی نے اس فرقے کا نام "طاہریہ" درج کیا ہے لیکن فرہنگ تلفظ میں اس فرقے کا نام "ظاہریہ" درج ہے جو کہ درست ہے۔ ظاہریہ فرقے کے پیروکار حدیث کے ظاہری معنی پر اصرار کرتے ہیں اور یہ ان کی تخصیص ہے۔ اس لیے اسے ان کے ساتھ ہی جوڑا جانا چاہیے۔

سید رضوان علی کا موقف ہے کہ عربی میں لغویہ "مرفاع" lift کے بجائے crane کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان میں lift کے کے لیے مِصعُد (کس م، سک ص) کا لغویہ بولا جاتا ہے کیوں کہ اوپر چڑھنے والے شخص کے لیے "صَعِدَ" بولا جاتا ہے "رفع" نہیں۔

سید رضوان علی ندوی فرہنگ تلفظ کی بابت شاید یہ بھول گئے ہیں کہ یہ فرہنگ اردو زبان میں مستعمل لغویوں اور ان کے درست تلفظ کی ادائیگی کو مدِ نظر رکھ کر لکھی گئی ہے کیوں کہ انھوں نے تقریباً ہر لغویے پر اعتراض کرنے کے بعد عربی میں اس کے استعمال کی نوعیت بتائی ہے۔ جہاں تک لغویے "مرفاع" کا تعلق ہے فرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ انھی معنوں میں موجود ہے۔ اردو لغت میں بھی اس لغویے کے یہی معنی درج ہیں۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

مِرُفاع کس م سک ر

(معماری) پانی اوپر چڑھانے (یا نیچے لانے) کی مشین یا آلہ؛ نہایت بلند عمارتوں میں نصب برقی قوت سے چلنے اور اوپر نیچے لے جانے والا۔ [۱۳۸]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

مِرفاع کس م، سک ر۔ امث

کثیر المنازل عمارات وغیرہ میں نصب برقی قوت سے چلنے اور اوپر اور نیچے لانے لے جانے والا متحرک خانہ (انگ: لفٹ) [۱۳۹]

فرہنگ تلفظ میں یہ لفظ ان ہی معنوں میں درج ہے۔ راقمہ کے نزدیک یہ معنی قابل قبول ہیں کیوں کہ کرین(Crane) اور (لفٹ) تقریباً ایک ہی طرح کام کرتی ہیں مگر کام کی نوعیت کچھ مختلف ہوتی ہے۔ کرین کے ذریعے بھاری اجسام کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جایا جاتا ہے اور لفٹ اونچی عمارتوں میں اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر آنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اب تو اردو زبان نے ان الفاظ کو انگریزی زبان کے طرز پر اپنالیا ہے اور اسی طرح کرین(Crane) اور لفٹ(lift) ہی بولے جاتے ہیں۔

رضوان علی ندوی نے "مساہمت" کے درج معنوں میں سے شرکت کو درست مگر "شریک" کے اندراج پر اعتراض اٹھایا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ شریک کے لیے "مساہم (ضمہ م، کس ہ) استعمال ہوتا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے معنی میں تبدیلی نہیں کی گئی اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

مُساہَمَت ضمہ م، فت ہ، م۔ امث

شراکت، ساجھا، حصہ داری [۱۴۰]

علمی اردو لغت میں اندراج:

مُسَاہَمَت ع۔ امث

شرکت، ساجھا، قرعہ اندازی [۱۴۱]

سید رضوان علی ندوی نے "مُسَاہَمَت" کے لیے "شرکت" کے معنی کو درست مانا ہے، جب کہ "شریک" کے معنوں میں "مساہم" کا لغویہ تجویز کیا ہے۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

مُساہم ضم م، کس ہ۔ صف مذ

(قانون) حصہ دار، شریک (اردو قانونی ڈکشنری)[ع(س ہ م)] [۱۴۲]

اگرچہ درج بالا اندراجات کی روشنی میں سید رضوان علی ندوی کا یہ موقف درست معلوم ہوتا ہے لیکن "شرکت" اور "شریک" ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔ شرکت کے معنی کسی کام میں حصہ لینے اور شریک کے معنی بھی تقریباً شامل ہونا، حصہ داری کے ہی ہیں۔ اس لیے ان لغویوں کو مترادف کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ ریختہ اردو ڈکشنری میں "شرکت" اور "شریک" کے معنی یوں درج ہیں:

شِرکَت shirkat

ساجھا، حصہ دار، شریک ہونا، شمولیت، شامل ہونا

صحبت، سنگت، رفاقت

خدا کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا۔

شَرِیک shariik

حاکمیت واختیار یا فائدے اور نقصان کے ساتھ کسی چیز میں حصہ داری،، ساجھی، شامل

کسی فعل میں شریک کرنے والا، کسی کام (خصوصاً خدائی کاروبار) کے چلانے یا انجام دینے میں

ساجھی، ہمسر، برابر کا

شامل، ملا ہوا، جڑا ہوا۔ ملحق [۱۴۳]

سید رضوان علی ندوی نے یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ "جزء" کا لغویہ "ء" کے ساتھ درست ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس لغویے کا املا ابتری کا شکار ہے۔ اردو لغت اور فرہنگ آصفیہ میں یہ لغویہ مفرد اور مرکب صورتوں میں "جزو" لکھا گیا ہے اور علمی اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں واو ختم کر کے اس لغویے کا املا صرف "جز" لکھا گیا ہے۔ شان الحق حقی نے بھی اس لغویے کو واو کے بغیر "جز" ہی لکھا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی دو صورتیں ہیں یعنی یہ لغویہ "جزو" اور ""جز" دونوں طرح درج ہے۔

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

جُز ضمہ ج۔ اند

ا۔ حصہ، ٹکڑا، پارہ، جو کسی کل میں شامل ہو۔ جمع اَجزاء

۲۔ (حرف استثناء) علاوہ، سوائے (کسی شے کو) چھوڑ کر نیز بجز۔

(ع: جزء بعض مرکبات میں ہمزہ کی جگہ واو) [۱۴۴]

جُزو ضمہ ج، سک ز

رک: جُز (۱)

(ع: جزء میں اردو فارسی کا تصرف) [۱۴۵]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے آگے اس کے املا کی صراحت پیش کی گئی ہے کہ یہ لغویہ عربی "جزء" سے اردو میں تصرف شدہ ہے۔ لہٰذا راقمہ کے خیال میں اس اعتراض کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کا املا "جز" ہی درج ہے۔

فرہنگ تلفظ میں درج اس لغویے کی جمع "اجزاء" کے حوالے سے سید رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ یہ ایک غیر معقول رویہ ہے کہ اس لغویے میں سے "ء" کو ختم کر دیا جائے لیکن جمع "اجزاء" میں اسے بر قرار رکھا جائے۔ ان کا یہ موقف درست ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کی جمع "اجزاء" اور اس کی صفت "جزوی / جزئی" کی جمع جُزئیات درج ہے۔ اردو لغت میں بھی "جزئی" بطور صفت درج ہے۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

جُزئی ضمہ ج، سک ز۔ صف

۱۔ جزء(رک) سے منسوب یا متعلق (کل کی ضد)

۲۔ تفصیلی، چھوٹے چھوٹے (واقعات وغیرہ)

۳۔ گھوڑوں کا ایک رنگ [۱۴۶]

راقمہ کے خیال میں اس لغویے کا املا "جُز" درست ہے کیوں کہ اردو میں اس لغویے کے آخر میں "ء" تلفظ میں نہیں آتا۔ تاہم اختلاف یہاں پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک لغویہ "ء" کے ساتھ مفرد صورت میں درج نہیں تو اس کی جمع "اجزاء" اور صفت "جزوی / جزئی" کی جمع "جزئیات" کیوں کر لکھی جا سکتی ہے۔ یہاں جمع کی صورت میں سید رضوان علی کا اعتراض درست ہو جاتا ہے، جس پر نظر ثانی کی جانی چاہیے یا تو اس کا املا "جزء" لکھا جائے یا جمع "جزیات" درج کی جانی چاہیے ۔ اردو لغت میں بھی اس لغویے کی صفت "جزئی" کی جمع "جزئیات" اور "جزویات" درج ہے۔ [۱۴۷]

سید رضوان علی ندوی نے اس لغویے کے تحتی الفاظ میں درج ترکیب "جزءلایتجزّیٰ" کے املا پر بھی اعتراض کیا ہے۔ اُن کا موقف ہے کہ عربی املا کے اُصول کے مطابق ہمزہ مفتوح الف پر لکھا جاتا ہے یعنی "جزأ"۔ باب "تفعّل" میں ماضی کی صورت میں "تجزّأ" (ہمزہ وفت الف) ہے جس سے مضارع "یتجزّأُ" (الف بہ ہمزہ مضمومہ) ہے۔ اس لغویے کے شروع میں حرف نفی "لا" کے اضافے کے بعد ترکیب میں "جزءلایتجزّأ" میں ہمزہ ساکن ہے۔ اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

جُزْولایتجزّیٰ کس صف (-ضم ی، فت ت، ج، شد ز، ابشکل ی) امذ

مادے کا چھوٹے سے چھوٹا حصّہ جو آگے تقسیم نہ ہو سکے [۱۴۸]

علمی اردو لغت میں اندراج:

جُزوِلایتجزّیٰ [ع امذ]

وہ چھوٹے سے چھوٹا حصّہ / ذرہ / جزو جسے تقسیم نہ کیا جا سکے، ایٹم [149]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کا املا سید رضوان علی کی تجویز کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

طبع اول:

جُزلایتجزّیٰ ضمہ ج، کس مج ز، فت ی، ت، ج، شد فت ز، ی غم۔ امذ

چھوٹے سے چھوٹا ذرہ جس کو تقسیم نہ کیا جا سکے۔ ایٹم، سالمہ [150]

طبع پنجم:

جُزلایتجزّا ضمہ ج، کس مج ز، فت ی، ت، ج، شد فت ز، ی غم۔ امذ

چھوٹے سے چھوٹا ذرہ جس کو تقسیم نہ کیا جا سکے۔ ایٹم، سالمہ [151]

اردو کی منتخب لغات میں اس لغویے کا املا "لا یتجزیٰ" درج ہے۔ تاہم "لایتجزا" کا املا غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اول تو عربی میں یہی املا رائج اور درست ہے دوسرا تلفظ کی صورت میں "لایتجزیٰ" میں "ی" غیر ملفوظ ہی رہتا ہے اور صرف الف تلفظ کیا جاتا ہے۔ اس لیے اگر اس املا کو اپنا لیا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن ایسا کرنے سے اردو کی دوسری لغات میں املا کے حوالے سے اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اس لیے راقمہ کی یہی رائے ہے کہ اس لغویے کا املا "لا یتجزیٰ" ی کے ساتھ درج کیا جائے۔

تلفظ کے حوالے سے اس لغویے کو دیکھا جائے تو اردو لغت میں یہ لغویہ "ضمہ ی" کے ساتھ، جب کہ فرہنگ تلفظ میں "فت ی" کے ساتھ درج ہے۔ اگرچہ مؤخر الذکر تلفظ اردو کے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے لیکن اردو لغت میں درج تلفظ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے اس لغویے پر تلفظ و املا کے حوالے سے نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

سید رضوان علی ندوی نے ض کی تقطیع میں درج لغویے "ضحاک" کے تحت "پیشاوی خاندان" درج کرنے پر اعتراض کیا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ ایران کے اس قدیم خاندان کا نام "پیشدادی" تھا۔ ان کے نزدیک یہ طباعت کی غلطی ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس خاندان کا نام "پیشاوی" ہی درج ہے جسے تبدیل نہیں کیا گیا۔ اردو لغت اور علمی اردو لغت میں درج اس لغویے کے معنی میں اس خاندان کا نام درج نہیں۔ اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

ضَحّاک فت ض، شد ح

بہت ہنسنے والا (قدیم ایران کے ایک ظالم بادشاہ کا نام جس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ اس کے دونوں مونڈھوں پر دو سانپ پیدا ہو گئے تھے اور آدمیوں کے دماغ ان کی غذا تھے)[۱۵۲]

علمی اردو لغت میں اندراج:

ضَحّاک (ع امبالغہ)

۱۔ بہت ہنسنے والا

۲۔ ایک ایرانی بادشاہ جو بہت ظالم تھا۔[۱۵۳]

فرہنگ آصفیہ میں اس لغویے کے معنی نہایت تفصیل سے درج ہیں یہاں اختصار کی غرض سے وہی معنی درج کیے گئے ہیں جو اس لغویے پر کیے گئے اعتراض سے متعلق ہیں۔ اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے۔

ضَحّاک (ع)

بہت ہنسنے والا، نہایت خندہ زن پیشوادیوں میں سے ایک بادشاہ کا نام جو مرتاس کا بیٹا اور بہت بڑا ظالم بادشاہ حضرت عیسیٰؑ سے ۷۴۰ برس پہلے ہوا ہے۔ کہتے ہیں اُس کے کندھوں پر کوئی عارضہ سانپ کی شکل کا ہو گیا تھا جس کی دوا اور غذا آدمی کا مغز تھا، چناں چہ اُس کے اس مرض نے ہزاروں بندگانِ خدا کا خون کرا دیا۔ یہ عرب کا بادشاہ تھا مگر جب فارس کے بادشاہ جمشید کا ظلم حد سے گزر گیا تو لوگوں نے اس کو چڑھائی کرنے کی ترغیب دی اور وہ اس میں کامیاب ہوا۔ جمشید بھاگ گیا اور یہ تخت ایران پر متمکن ہوا۔[۱۵۴]

فرہنگ آصفیہ کے مطابق اس کا تعلق پیشوادیوں کے خاندان سے ہے، جس نے جمشید کی حکومت پر قبضہ کیا۔ فرہنگ آصفیہ میں جمشید کے حوالے سے نامہ خسرواں کے مورخ کا بیان درج ہے کہ یہ پیشدادیوں کا چوتھا بادشاہ ہے[۱۵۵] اردو لغت سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کیوں کہ وہاں بھی "جمشید" کے معنی میں پیشدادی خاندان کا چوتھا بادشاہ ہی درج ہے۔[۱۵۶]

درج بالا بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ "پیشدادی" اور "پیشاوی" دو الگ خاندان ہیں۔ "جمشید" "پیشدادی خاندان سے، جب کہ "ضحاک" پیشاوی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ راقمہ کے خیال میں کیوں کہ "ضحاک" نے "جمشید" کی حکومت پر قبضہ کیا ممکن ہے اسی بنا پر ان دو الگ خاندانوں کے نام آپس میں خلط ملط ہو گئے ہوں۔

سید رضوان علی ندوی نے "ضَرّ" کے لغویے کے اندراج پر اعتراض کیا ہے کہ اردو میں لغویہ "ضرر" ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے دوسرے غیر ضروری عربی الفاظ کی طرح اس کے اندراج کی ضرورت نہیں تھی۔ نیز اس لغویے کے ذیل میں درج فقرہ قرآنی مسنی الضَر "فت ض" کے ساتھ لکھنے پر اعتراض اٹھایا ہے کیوں کہ قرآن پاک میں یہ لغویہ (ضمہ ض) کے ساتھ درج ہے۔[۱۵۷]

یہ کوئی ٹھوس جواز نہیں کہ جو لغویہ استعمال نہ ہو، اسے لغت یا فرہنگ سے خارج کر دیا جانا چاہیے۔ ایک اچھی لغت یا فرہنگ میں متروک لغویوں کا اندراج ضروری ہوتا ہے تاکہ اگر کوئی قدیم متن ہاتھ آئے تو اس کی تفہیم میں آسانی ہو۔ اردو لغت میں بھی اس لغویے کا اندراج ملتا ہے۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

ضَرّ / ضُرّ فت نیز ضم ض، سک نیز ضم ض۔ امذ

نقصان، ضرر، تکلیف[۱۵۸]

فرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ اسی طرح درج ہے اس خارج نہیں کیا گیا۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

ضَر فت ض۔ امذ

رک: ضرر جس کی یہ متبادل شکل ہے۔[۱۵۹]

درج بالا اندراجات میں تلفظ کے حوالے سے یہ فرق ہے کہ اردو لغت میں اس لغویے کے دو تلفظ "فت نیز ضمہ ض" جب کہ فرہنگ تلفظ میں صرف "ضمہ ض" کے ساتھ درج ہے۔ اسی وجہ سے اس لغویے کے تحت الفاظ میں درج قرآنی فقرے پر اعتراض کیا گیا ہے کیوں کہ قرآن پاک میں یہ فقرہ ضمہ ض کے ساتھ ہی درج ہے۔ قرآن پاک سے دعائے ایوبی کے اس اندراج پر یہ اعتراض بجا ہے۔ فرہنگ تلفظ (طبع پنجم) میں اس سے صرف نظر کرتے ہوئے ض پر صرف تشدید ڈالی گئی ہے۔ "ض" پر "ضمہ یا فتحہ" میں سے کوئی حرکت درج نہیں۔

اس لیے راقمہ کے نزدیک فرہنگ تلفظ میں بھی دونوں تلفظ درج کیے جانے چاہیے۔ تاہم قرآنی فقرہ درج کرتے وقت ض پر ضمہ ہی لکھا جائے جس کے آگے اس بات کی صراحت کی جائے کہ اردو میں یہ لغویہ "فت ض" کے ساتھ، جب کہ اصلاً عربی میں "ضمہ ض" کے ساتھ درست ہے۔

" فَفِرُّو" کے لغویے پر تلفظ، املا اور معنی کے حوالے سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا البتہ اس حرف کا ملفوظی تلفظ لکھتے ہوئے "فت ف، ساکن ف" لکھا گیا ہے جو غالباً طباعت کی غلطی ہے۔ رضوان علی ندوی کے نزدیک اس

لغویے کی دوسری "ف" پر "کسرہ" ہے۔اردو لغت میں بھی یہ لغویہ "فت ف، کس ف" کے ساتھ "" درج ہے۔
اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

فَفِرُّو فت ف، کس ف، شدر، و مع۔ صف

رفو چکر، غائب [۱۶۰]

فرہنگ تلفظ(طبع پنجم) میں طباعت کی یہ غلطی درست کر دی گئی ہے۔[۱۶۱] تاہم رضوان علی ندوی کی تجویز کے مطابق سورۃ الذریات آیت نمبر ۵۰ سے "فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہ" کا اندراج نہیں کیا گیا۔

سید رضوان علی ندوی کے مطابق لغویہ "فکر" کے تحت درج" فِکْرَتُ " تائے تانیث کے ساتھ "فکرۃ "درست ہے، جس کی جمع "فُکُر" (ضمہ ف، ک) نہیں بلکہ "فِکَر" (کس ف، فت ک) ہے نیز افکار فِکْر کی جمع ہے۔

راقمہ کے خیال میں اس لغویے کا املا "تائے تانیث" کے ساتھ "فکرۃ" درج کرنے کی تجویز قبول نہیں کی جاسکتی کیوں کہ اردو میں "تائے تانیث" ماسوائے بعض عربی الفاظ کے املا کے استعمال نہیں ہوتی۔اردو لغت اور علمی اردو لغت میں بھی اس لغویے کا املا اسی طرح درج ہے۔ اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

فِکْرَت کس ف، سک ک، فت ر۔ امث

سوچ، خیال، غور و فکر [۱۶۲]

علمی اردو لغت میں اندراج:

فِکْرَت [ع:امث]

سوچ، غور [۱۶۳]

جہاں تک اس لغویے کی جمع کی بات تو یہ دونوں جمعیں "فکرت" کی نہیں بلکہ "فِکر" کی درج ہے اس لیے "افکار" فِکر کی درست جمع کر دی گئی ہے۔البتہ اب دوسری جمع "فُکُر" فرہنگ تلفظ(طبع پنجم) میں بغیر اعراب کے درج ہے، جس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے یا تو ایک ہی جمع درج کی جائے یا پھر دوسری درج جمع پر اعراب لگا کر تلفظ واضح کیا جائے کیوں کہ "فُکُر" بغیر اعراب کے "فِکَر" ہی پڑھا جائے گا۔

لغویہ "فلاحت" کے معنی، تلفظ حتیٰ کے فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج پر بھی رضوان علی ندوی کو اعتراض ہے۔ ان کا موقف ہے کیوں کہ یہ لغویے خالص عربی ہیں جن کا استعمال اردو میں نہیں ہوتا۔ نیز اس لغویے کے معنی کاشت کاری اور تلفظ "فت ف اور تشدید ل" کے ساتھ فلاحت درست نہیں۔

اگرچہ سید رضوان علی ندوی نے اس لغویے کے معنی پر اعتراض کیا ہے لیکن اس لغویے کے درست معنی درج نہیں کیے گئے۔ راقمہ کے خیال میں درست معنی بھی درج کیے جانے چاہیے تا کہ ان کے نزدیک اس لغویے کے درست معنی کی نشان دہی ہو سکتی۔

چوں کہ اردو لغت، علمی اردو لغت اور فرہنگ آصفیہ میں اس لغویے کے معنی کھیتی باڑی، کاشت کاری درج ہیں۔ اس لیے فرہنگ تلفظ میں اس کے معنی تبدیل نہیں کیے گئے۔ ان لغات میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

فَلاحَت فت ف، ح۔ امث

کھیتی باڑی، کاشت کاری، زراعت [۱۶۴]

علمی اردو لغت میں اندراج:

فَلَاحَتُ ع (امث)

کاشت کرنا، کھیتی باڑی کرنا [۱۶۵]

فرہنگ آصفیہ میں اندراج:

فلاحت ع اسم مونث

کشاورزی، زراعت، بیج بونے اور درخت لگانے کی صنعت، کشت کاری، کھیتی باڑی، بونا، جوتنا [۱۶۶]

اس لغویے کے تلفظ پر سید رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ اس لغویے کا تلفظ "کس ف" اور بغیر تشدید کے درست ہے۔

اردو لغت، علمی اردو لغت میں "فت ف" کے ساتھ درج ہے پر "ل" پر تشدید نہیں۔ البتہ "فَلّاح" کا تلفظ علمی اردو لغت میں شد "ل" کے ساتھ درج ہے، جس کے معنی کاشت کار دیے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک لغویہ "فَلَاح" بھی درج ہے۔ علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

فَلّاح کاشت کار

فَلَاح   [ع:امث]

ا۔ نجات، چھٹکارا، ۲۔ بھلائی بہتری، ۳۔ خوشی۔ ۴۔ سلامتی بچاؤ[168]

"کس ف" کے ساتھ "فِلاحت" اردو زبان میں غیر مانوس محسوس ہوتا ہے۔فرہنگ تلفظ میں "فَلّاحت" کا تلفظ "فتحہ ف" کے ساتھ تو درست ہے البتہ "ل" پر شد کے حوالے سے اختلاف ملتا ہے۔ اگرچہ علمی اردو لغت میں فلّاح بہ معنی کاشت کار میں "ل" پر تشدید ہے لیکن "فَلَاحَتُ" میں تشدید نہیں۔ فرہنگ تلفظ(طبع پنجم) میں بھی اب "ل" پر تشدید موجود نہیں ہے۔۔ البتہ "فَلّاحُ" کا تلفظ علمی اردو لغت[169] اور فرہنگ تلفظ[170] میں "شدل" کے ساتھ درج ہے، جس کے معنی کاشت کار دیے گئے ہیں۔ اس لیے راقمہ کے خیال میں فلّاحت کا تلفظ بھی "شدل" کے ساتھ فلّاحت درست ہے۔

"فمی بشوق" قرآن پاک کی سات منزلوں کو کہا جاتا ہے۔ سید رضوان علی ندوی نے اس کے تحت قرآن پاک کی سات منزلوں میں جو سورتیں شامل ہیں ان میں پانچویں منزل کے لیے درج سورۃ کے املا پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس سورۃ کا املا اصفّٰت ہے "صٰفّت" نہیں۔ یعنی "ص" کی طرح "ف" پر بھی الف مقصورہ ہے۔ اردو لغت میں "فمی بشوق" کا لغویہ درج نہیں۔ علمی اردو لغت میں اس کے اندراج کی صورت یوں ہے:

علمی اردو لغت میں اندراج:

فَمی بشوق انذ

سات دن میں قرآن شریف اس طرح ختم کرنا کہ پہلے دن سورہ فاتحہ سے مائدہ تک، دوسرے دن سارہ یونس تک، تیسرے دن سورہ بنی اسرائیل تک، چوتھے دن سورۃ اشعرا تک، پونچویں دن سورۃ الصافات تک، چھٹے دن سورۃ ق تک، ساتویں دن آخیر تک[171]

علمی اردو لغت میں اس سورہ کا املا "الصافات" درج ہے یہ املا بھی درست نہیں۔ فرہنگ تلفظ(طبع اول) میں درج املا "صٰفّت" میں "ف" پر کھڑی زبر ڈال دی جاتی تو یہ املا درست ہو جاتا۔ فرہنگ تلفظ(طبع پنجم) میں اسے "سورہ صف" سے بدل دیا گیا ہے، جو کہ فاش غلطی ہے۔ "سورہ صف" اور سورہ "صٰفّٰت" دو الگ صورتیں ہیں۔ اس لیے اس کی اصلاح لازم ہے۔

لغویہ "فُواد" کے املا اور معنی پر یہ اعتراض ہے کی عربی میں "فُؤاد" (واو پر ہمزہ اور تلفظ ہمزہ مفتوح) ہے نیز اس کے معنی صرف دل ہے جگر نہیں۔ عربی میں جگر کے لیے "کَبِد" (فت ک، کس ب) کا لفظ ہے۔ مجازاً "فُؤاد" عقل کو بھی کہتے ہیں۔

اس لغویے کی املا پر کیے گئے اعتراض کی توجیہ سمجھ میں نہیں آتی کیوں کہ اس لغویے کے آگے اس کا عربی میں املا لکھا گیا ہے نیز اردو لغت اور علمی اردو لغت میں بھی اس کا املا فُواد ہی درج ہے۔ معنی کے حوالے سے سید رضوان کا کہنا ہے کہ یہ لغویہ صرف دل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اردو لغت، علمی اردو لغت میں بھی اس لغویے کے معنی دل اور قلب ہی درج ہیں۔فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے معنی تبدیل نہیں کیے گئے۔ اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

فُواد ضمہ نیز فتف

دل، قلب، دل کا نازک پردہ [۱۷۲]

علمی اردو لغت میں اندراج:

فُواد قلب، دل۔ اند [۱۷۳]

اردو کی دوسری منتخب لغات میں یہ لغویہ دل اور قلب کے معنوں میں ہی درج ہے۔فرہنگ تلفظ میں بھی دل کے معنی پہلے درج ہے گو کہ جگر اور دل دو الگ چیزیں ہیں مگر اردو میں قلب و جگر کی اصطلاح عام ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ اسی کے پیش نظر اس کے معنی میں جگر کا اضافہ کیا گیا ہو تاہم راقمہ کے خیال میں اصطلاحی معنی میں دل کے ساتھ جگر مراد لینے میں کوئی قباحت نہیں۔

سید رضوان علی ندوی نے "فی" کے لغویے کو "جر" کے بجائے "جار" لکھنے پر اعتراض کیا ہے۔ [۱۷۴] بلاشبہ عربی میں ان حروف کو "حرف جر" ہی بولا جاتا ہے لیکن اردو میں اس کے لیے "حروف جار" ہی مستعمل ہے۔ حرف جر اور جار میں املا کے سوا کوئی فرق نہیں۔اردو لغت [۱۷۵]، علمی اردو لغت [۱۷۶] اور فرہنگ آصفیہ [۱۷۷] میں بھی "فی" کو حرف جار ہی لکھا گیا ہے۔

فرہنگ تلفظ میں حرف جار کو حرف جر کر دیا گیا ہے۔ راقمہ کو اس تبدیلی پر کوئی اعتراض نہیں تاہم کیوں کہ اردو میں ان حروف کے لیے حرف جار بولا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے درج رہنے میں کوئی قباحت نہیں تھی۔ اگر حرف جار لکھ کر اس کے آگے صراحت کر دی جائے کہ عربی میں یہ لغویہ حرف جر ہے، تو زیادہ بہتر ہے۔

سید رضوان علی ندوی نے اعتراض اٹھایا ہے کہ "عصابہ" کے لغویے کا تلفظ (کس ع) کے ساتھ عِصابہ ہے اور اس کے معنی "انسانوں کے ایک گروہ" کے بھی ہیں۔اردو لغت اور فرہنگ آصفیہ میں اس لغویے کا تلفظ (کس

ع) کے ساتھ "عِصابہ" ہی درج ہے۔ اردو لغت اور فرہنگ آصفیہ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

عِصابَہ کس ع، فت ب۔ امذ

۱۔ سر پر باندھنے کا کپڑا، پٹّی

۲۔ (طب) دردِ ابرو، بھوؤں کا درد [۱۷۸]

فرہنگ آصفیہ میں اندراج:

عِصابہ (ع) اسم مذکر

عورتوں کے سر پر باندھنے کا کپڑا [۱۷۹]

فرہنگ تلفظ میں اس کا تلفظ تبدیل نہیں کیا گیا لیکن اس کے آگے یہ صراحت کر دی گئی ہے کہ عربی میں (کس ع) کے ساتھ ہے نیز اس لغویے کے معنی میں سید رضوان علی ندوی کی تجویز کے مطابق گروہ یا جتھا کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

عَصابَہ فت ع، ب۔ امذ

سربند۔ سر پر باندھنے کا رومال نیز گروہ یا جتھا [اصلاً: کس ع] [۱۸۰]

اب سوال یہ ہے کہ اگر اردو میں اس لغویے کا تلفظ "فتحہ ع" کے ساتھ رائج ہے تو اردو لغت، فرہنگ آصفیہ میں "کس ع" کے ساتھ کیوں درج ہے؟ تلفظ کے اس اختلاف کو رفع کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کیوں کہ اگر یہ لغویہ اردو میں "فتحہ ع" کے ساتھ رائج ہے تو پھر ان لغات میں اس کا تلفظ "فتحہ ع" کے ساتھ درج کر کے اصل تلفظ کی صراحت کی جانی چاہیے اور اگر نہیں تو پھر فرہنگ تلفظ میں "کس ع" کے ساتھ "عِصابہ" درج کیا جانا چاہیے۔

لغویے "سلوا" پر املا اور معنی کے حوالے سے اعتراض اٹھایا گیا ہے۔ سید رضوان علی ندوی نے اس لغویے کا املا "سلویٰ" آخر میں الف کے بجائے "یٰ" پر الف مقصورہ کو درست قرار دیا ہے۔ سید رضوان علی ندوی نے فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے معنی کے حوالے سے اس ٹھیٹ عربی لغویے کے معنی تسلی "درست" جب کہ اس کے معنی "ازروئے اساطیر یعنی خرافات" درج کرنے کو بدعقیدگی کہا ہے کیوں کہ اس واقعے کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ ان کا موقف ہے کہ اس پر احتجاج صاحب ایمان کا فرض ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لفظ کا املا "سلوا"

ہی درج ہے مگر اس کے معنی میں ازروے اساطیر کی جگہ "رک: من و سلویٰ" درج کر دیے گئے ہیں۔اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت کچھ یوں ہے۔

سَلْویٰ   فت س، سک ل ابشکل ی۔ امذ

۱۔بٹیر جس کے پانو چھوٹے اور بازو بڑے ہوتے ہیں۔ چڑیا سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے اس کے پروں پر بڑے بڑے خال [۱۸۱] ہوتے ہیں۔

۲۔شہد [۱۸۲]

علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

سَلْوَا / سَلْوَیٰ (ع۔امذ)

ایک قسم کا بٹیر [۱۸۳]

من و سلوی کی ترکیب سے تو خیر شاید ہی کوئی صاحب ایمان ناواقف ہو۔فرہنگ آصفیہ میں یہ لغویہ ترکیب کی صورت میں "من و سلویٰ" ہی درج ہے۔ جہاں اس کی تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے، جس کے مطابق یہ وہ خوان الٰہی ہے جو بنی اسرائیل پر حضرت موسیٰؑ کی دعا سے بھوک پیاس کے زمانے میں دشت پُر خار میں نازل ہوا۔اس جنگل میں شبنم کچھ رطوبت دانے دار شاخ ترنجبین کے مشابہ جم گئی تھی اور بٹیر کی صورت میں ہزاروں پرندے پیدا ہو گئے تھے۔ بنی اسرائیل اس ترنجبین کو شہد و شکر کے بجائے اور پرندوں کو جو کثرت کی وجہ سے خود بہ خود ہاتھ آجاتے پکڑ کر کباب بناتے۔ چوں کہ عربی میں مجازاً شہد کو من اور بٹیر کو سلویٰ کہتے ہیں اس لیے اس عطیہ خداوندی کا نام "من و سلویٰ پڑا۔ [۱۸۴]

فرہنگ تلفظ میں سید رضوان علی کی تجویز پر اس لغویے کے معنی میں تبدیلی کی گئی ہے البتہ اس کا املا "سلوا" ہی درج ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

طبع اول:

سَلْوا   فت س، سک ل۔ امذ

آسمانی نعمت جو ازروئے اساطیر بنی اسرائیل پر اتری تھی

[ع: سَلْویٰ سَلوٰی: دلاسا، تسلی، تشفی] [۱۸۵]

طبع پنجم:

سَلوا   فت س، سک ل۔ امذ

رک: مَنّ و سلویٰ (ع:ع: سَلْوىً سَلْوٰی: دلاسا، تسلی، تشفی)[۱۸۶]

فرہنگ تلفظ میں درج املا پر اعتراض کا جواز باقی نہیں رہتا کیوں کے اس لغویے کے آگے اس لغویے کا عربی املا درج ہے۔ اردو میں اس لغویے کے دونوں املا "سَلْوَا / سَلْوَیٰ رائج ہیں۔

"سلوت" کے لغویے پر ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ لغویہ اردو میں مستعمل نہیں۔ اس لیے اس کے اندراج کی ضرورت نہیں تھی۔ نیز اس لغویے کا تلفظ "س" پر فتحہ اور ضمہ کے ساتھ دونوں طرح سے درست ہے۔ سید رضوان علی ندوی نے اس لغویے کے معنی "ہر وہ چیز جو تسلی بخش ہو" یا "مادی خوش حالی" کے بتائے ہیں۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

سَلْوَت فت س، سک ل، فت و۔ امث

صبر، قناعت، برداشت، آرام، خوشی، امن، چین[۱۸۷]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

سَلْوَت فت س، سک ل، فت و امث

طمانیت، قناعت، دل جمعی [ع: سَلْوَة][۱۸۸]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے درج کیے جانے پر اعتراض کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کیوں کہ اگر یہ لغویہ ہے تو اس کے درج کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اردو لغت اور فرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ چوں کہ "فت س" کے ساتھ درج ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اردو میں اس لغویے کا رائج تلفظ یہی ہے اس لیے اس کو تبدیل نہیں کیا گیا اور یہ لغویہ فرہنگ تلفظ میں اسی تلفظ اور معنی کے ساتھ درج ہے۔

فرہنگ تلفظ میں درج غلط الفاظ، غلط معنی کے ذیل میں سب سے آخری اعتراض عربی کے فقرے "ظنوا المومنین خیراً" پر کیا گیا ہے۔ سید رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ یہ فقرہ "ظنّو بالمؤمنین خیراً" یعنی اہل ایمان کے ساتھ خوش گمانی رکھو درست ہے۔ فرہنگ تلفظ میں اس کی تصحیح نہیں کی گئی۔ یہ درست ہے کیوں کے عربی میں "ساتھ" کے معنوں میں تراکیب اسی طرح ہوتی ہیں۔ الدار المنثور میں نبی کریمؐ کی حدیث درج ہے:

"وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ ظُنُّوا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا"[۱۸۹] راقمہ کے خیال میں اس فقرے کی تصحیح کی جانی چاہیے۔

۵۔ فرہنگ تلفظ میں درج غلط معانی

اس عنوان کے تحت چھے(۰۶) لغویے درج ہیں جن کے حوالے سے سید رضوان علی کا کہنا ہے کہ ان لغویوں کا املا اور تلفظ درست لیکن معنی غلط درج ہیں۔ نیز زیادہ تر ایسا خالص عربی الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ان لغویوں میں "اِنسِلاخ"، "انشراح"، "انشقاق"، انطفا"، "انطلاق" اور "رفض" شامل ہیں۔

لغویے "انسلاخ" کے معنی پر رضوان علی ندوی کا موقف ہے کہ اس کے معنی کھال اتارنا، علیحدہ(علاحدہ) کرنا نہیں بلکہ کھال اتر جانے اور جدا ہونے کے ہیں۔ اردو لغت میں اس لغویے کے معنی یوں درج ہیں:

اِنسِلاخ کس ا، سک ن، کس ج س۔ امذ

لفظاً(کھال اترنا)، مراداً جدائی، یا علیحدگی[۱۹۰]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے معنی تبدیل نہیں کیے گئے تاہم درج معنوں میں سے "سلخ کرنا" کے معنی اب درج نہیں۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

طبع اول:

اِنسِلاخ کس ا، سک ن، کس ج س۔ امذ

کھال اتارنا، سلخ کرنا، علیحدہ جدا کرنا یا ہونا۔[۱۹۱]

طبع پنجم:

اِنسِلاخ کس ا، سک ن، کس ج س۔ امذ

کھال اتارنا، علیحدہ جدا کرنا یا ہونا۔[۱۹۲]

درج بالا درج معنی میں جدا کرنا کے ساتھ ہونا بھی درج ہے یعنی شان الحق حقی کے نزدیک یہ لغویہ ہونا یا کرنا دونوں معنی میں لیا جا سکتا ہے لیکن اردو لغت کے مطابق اس لغویے کے معنی "کھال اترنا" کے ہیں۔ مرادی معنی میں "جدائی" درج ہے، جس کی بابت اس بات کی صراحت نہیں کی گئی کہ وہ جدائی کروائی گئی ہے یا از خود ہوئی ہے۔ یعنی جدا ہونا یا کرنا۔ راقمہ کے نزدیک اس لغویے کے معنی درست کیے جانے چاہیے کیوں کہ شان الحق حقی نے اس لغویے کو جدا کرنا یا ہونا دونوں طرح سے درج کیا ہے۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ کھال اترنا اور اتارنا میں فرق ہے۔

سید رضوان علی نے لغویہ "اِنسلاخ" کی طرح بالترتیب "انشراح" کے معنی "کھولنا" نہیں بلکہ "کھلنا" اسی طرح "انشقاق" کے معنی "توڑنا یا ٹکڑے کرنا" نہیں بلکہ "شق ہونا یا پھٹ جانا" اور "انطفا" کے معنی "بجھانا یا فرو کرنا" کے بجائے "بجھنے اور فرو" ہو جانے کے درج کیے ہیں۔ اردو لغت میں ان لغویوں کے معنی یوں درج ہیں:

اردو لغت میں ان لغویوں کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اِنْشِراح کس ا، سک ن، کس مج ش۔ امذ

۱۔(دل وغیرہ کی) کشادگی، فرحت، شگفتگی۔

۲۔ شرح و تشریح۔[۱۹۳]

اِنشِقاق کس ا، سک ن، کس مج ش۔ امذ

شگافتگی، شق ہو جانا، پھٹنا

تقسیم، تفرقہ اور بٹ جانا[۱۹۴]

اِنْطِفا کس ا، سک ن، کس مج ط۔ امذ

۱۔(آگ وغیرہ کی) افسردگی بجھنا۔

۲۔(مجازاً) فرو ہونا کسی فتنے وغیرہ کا، مشتعل جزبے کا ٹھنڈا ہونا۔[۱۹۵]

علمی اردو لغت میں ان لغویوں کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اِنشَراح ۱۔ کھلنا، کشادہ ہونا

۲۔ فرحت، مُسرت، کشادگی[۱۹۶]

اِنشِقاق (ع۔امذ)

شق ہونا، ٹوٹنا، تڑخنا[۱۹۷]

اِنطِفا (ع۔امذ)

۱۔ بجھ جانا، افسردہ ہونا، رنجیدہ ہونا، غمگین ہونا۔

۲۔ افسردگی، رنجیدہ، غمگینی[۱۹۸]

فرہنگ تلفظ میں "انطفا" کے معنی تبدیل کر کے "بجھانا" سے "بجھنا" اور "فرو کرنا" سے "فرو ہونا" درج کیے گئے ہیں۔[۱۹۹] جب کہ "انشقاق" اور "انشراح" کے معنی تبدیل نہیں کیے گئے۔ راقمہ کے نزدیک "انطفا" کے لغویے کے لیے اس اعتراض کو قبول کیا گیا ہے تو پھر "انشقاق" اور" انشراح" کے معنی بھی تبدیل کیے جانے چاہیے۔ اردو کی لغات میں بھی یہ لغویے ان ہی معنوں میں درج ہیں تو پھر اس پر عمل درآمد نہ کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ رضوان علی ندوی کا یہ موقف اپنی جگہ درست ہے۔

سید رضوان علی کے مطابق "انطلاق" کے معنی "تیزی سے چلنا" اور" جانا "یا "بغیر رکاوٹ کے چلنا" ہے۔ جس کے لیے انھوں نے قرآن سے اس کے ان معنوں میں استعمال کی مثال پیش کی ہے۔ اُن کا موقف ہے کہ قرآن میں حضرت موسیٰؑ کے قصّے، سورۃ طٰہٰ اور سورۃ کہف میں یہ لفظ ان دونوں معنوں میں آیا ہے۔ اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اِنطِلاق کس ا، سک ن، کس مج ط۔ امذ

(لفظاً) چہرہ کھلنا، (مُراداً) طلوع، بر آمد ہونا[۲۰۰]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

طبع اول:

اِنطِلاق کس ا، سک ن، کس مج ط۔ امذ

طلوع ہونا، یکبار گی نکل پڑنا، ابھر آنا، پھٹ پڑنا[۲۰۱]

طبع پنجم:

اِنْطِلاق کس ا، سک ن، کس مج ط۔ امذ

یکبار گی نکل پڑنا، تیز تیز چلنا۔[۲۰۲]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے معنی مکمل طور پر تبدیل نہیں کیے گئے۔ موجود اشاعت میں اس لغویے کے معنی "یکبار گی نکل پڑنا" کے ساتھ "ابھر آنا" یا" پھٹ پڑنا" کے بجائے "تیز تیز چلنا" درج ہیں۔ اردو لغت میں بھی یہ لغویہ ان ہی معنوں میں درج ہے، جن میں شان الحق حقی نے درج کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اردو میں لغویہ "طلوع ہونا"، "یکبار گی نکل پڑنا" کے معنوں میں ہی مستعمل ہو۔ سید رضوان علی نے اپنے موقف میں قرآن پاک سے اس کی مثال پیش کی ہے، جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے راقمہ کے خیال میں اس لغویے کے آگے اصلاً عربی لکھ کر یہ معنی درج کر دیے جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔

اسی طرح سید رضوان علی ندوی نے لغویے "رَفض" کے معنی "فرار"، "دغا"، "بد عہدی" کے بجائے "انکار کرنا" کو درست مانا ہے۔ اُن کو موقف ہے کہ رافضی ان شیعہ لوگوں کو کہا جاتا ہے جنھوں نے حضرت زین العابدین کی امامت کا انکار کیا اور ان اہلِ تشیع کو بھی جو تینوں خلفائے راشدین کی خلافت کا انکار اور صحابہ پر تبرا کرتے ہیں۔[۲۰۳] اردو لغت اور علمی اردو لغت میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

اردو لغت میں اندراج:

رَفض فت ر، سک ف

۱۔ چھوڑنا، ترک کرنا

۲۔ فرقہ رافضی کا مسلک، رافضی ہونے کا عمل، شیعہ ہونا۔[۲۰۴]

علمی اردو لغت میں اندراج:

رِفض ع: امث

۱۔ چھوڑنا

۲۔ رافضی ہونا

۳۔ طنزاً شیعیت[۲۰۵]

فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے معنی تبدیل کر کے "فرار" اور "بد عہدی" کے بجائے انکار کرنا درج کیے گئے ہیں۔ فرہنگ تلفظ میں اس لغویے کے اندراج کی صورت یوں ہے:

طبع اول:

رَفض فت ر، سک ف۔ امذ

فرار، دغا، بد عہدی۔ صف رافض[۲۰۶]

طبع پنجم:

رَفض فت ر، سک ف۔ امذ

فرار، ترک، انکار، پہلو تہی، رافِض / رافضی (رک)[۲۰۷]

راقمہ کے نزدیک دغا، بد عہدی لفظی طور پر نہ سہی اصطلاحی معنوں میں "انکار" کے معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے کیوں کہ بد عہدی کا مطلب "وعدے سے مکر جانا ہے" یعنی وعدے سے انکار کرنا ہے۔ اس لغویے کے آگے رافض / رافضی بھی درج ہے، جس کے فرہنگ میں معنی یوں درج ہیں:

فرہنگ تلفظ میں اندراج:

رافِضی کس ج ف۔ صف، امذ۔

ساتھ چھوڑنے والا، عہد شکن (اصطلاح تاریخ) کوفے کے اس گروہ کا لقب جس نے حضرت امام حسینؓ کے پوتے زید بن علی سے روگردانی کی تھی۔[۲۰۸]

کیوں کہ اس لغویے کے معنی میں اختلافی صورت نہیں ملتی تقریباً معنی "انکار کرنا" ہی بنتے ہیں اس لیے اس اعتراض کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

البتہ تلفظ کے حوالے سے اختلافی صورت سامنے آئی ہے۔ کیوں کہ علمی اردو لغت میں اس لغویے کا اندراج "کس ر" کے ساتھ کیا گیا ہے، جو کہ غلط ہے۔ اردو لغت اورفرہنگ تلفظ میں یہ لغویہ "ضمہ ر" کے ساتھ ہی درج ہے نیز سید رضوان علی نے بھی اس لغویے کے تلفظ پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

مضمون کے آخر میں سید رضوان علی ندوی نے شان الحق حقی کو "مُنتخب"، "مَنج"، "قمیص" اور "نقضِ امن" جیسے لغویوں کا درست تلفظ لکھنے پر سراہا ہے جن الفاظ کا تلفظ اکثر غلط کیا جاتا ہے۔

سید رضوان علی افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ "بعض مماثل الفاظ کا جداگانہ تلفظ اور معنی" کے عنوان کے تحت پانچ صفحات پر مشتمل فہرست میں "اَملاک" (فت ا) بہ معنی مملوکہ اشیا اور جائیداد اور "اِملاک" (کس ا) بہ معنی کسی شے کا مالک بنانا کا ذکر نہیں ہے اسی طرح "اَسرار (فت ا) بہ معنی سر (راز) کی جمع اور "اِسرار (کس ا) بہ معنی چھپانے یا راز رکھنے کے ہیں۔ اس کے فرق کو واضح نہیں کیا گیا۔ اس کی تصحیح طبع پنجم میں کر دی گئی ہے۔

اسی طرح "اردو کے بعض تصرفات جو مروج اور مسلم ہیں" کے عنوان کے تحت چار صفحات میں ایسے لغویوں کی فہرست دی ہے۔ اس کی وضاحت سید رضوان علی ندوی نے نہیں کی کن لغویوں کی فہرست دی گئی ہے۔ دراصل فرہنگ تلفظ میں اس عنوان کے تحت ان لغویوں کی فہرست تیار کی گئی ہے جو اردو زبان میں تصرف کے ساتھ رائج ہیں۔

سید رضوان علی ندوی نے اسے ایک مستحسن قدم قرار دیا ہے، مگر اُن کے نزدیک بعض غلط تصرفات کو جو محققین کی زبان پر نہیں سند عطا کی گئی ہے۔ جیسا کہ صفحہ "خ" پر لفظ "شَعور" (فت ش) کو مروج تسلیم کیا ہے اور اس کا صحیح تلفظ "شُعور" (ضمہ ش) بھی دیا گیا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو "حَکومت" اور "اَصول" کو بھی سند جواز ملنا چاہیے۔ یہ عربی الفاظ ہیں جو اہل پنجاب کا عام تلفظ ہے۔

اسی فہرست میں صفحہ "د" پر لفظ "صَدْمہ" (فت ص، سک د) عربی کا لفظ ہے جو اسی تلفظ کے ساتھ اردو میں رائج ہے۔ فرہنگ میں اس کو عربی لفظ قرار دیتے ہوئے اس کا تلفظ "صَدَمہ" (فت ص، فت د) درج ہے جو ایک فاش غلطی ہے۔ یہی غلطی لفظ "ہَریسہ" کے ساتھ بھی کی ہے جسے "حریسہ" لکھا ہے۔ مضمون کے آخر میں سید رضوان علی ندوی نے ان اعتراضات اور ان کی تصحیح کے حوالے سے ان الفاظ میں اظہار کیا ہے:

> غضب ہے کہ ایک لغت جو "مقتدرہ قومی زبان" کی طرف سے بڑے تصحیحی دعوے کے ساتھ
> شائع کی جائے اس میں الفاظ کا املا تک درست نہ ہو حَریسہ، قزیفہ، حمطایا وغیرہ جیسی بعض مثالیں

اوپر گزر چکی ہیں، اسی طرح غلط معانی اور غلط تلفظات کی بھی کتاب میں کمی نہیں۔۔۔۔اس سب کے پیشِ نظر "مقتدرہ" سے استدعا ہے کہ یا تو اس کتاب کی مکمل تصحیح بہ طور ضمیمہ شائع کی جائے یا اس کو بازار سے اٹھالیا جائے۔ یہ اردو کی بڑی خدمت ہوگئی۔ [۲۰۹]

سید رضوان علی ندوی کے اس مضمون کے اعتراض میں شان الحق حقی کا مضمون "فرہنگ تلفظ کی بابت چند معروضات، وتصریحات" کے عنوان سے شائع ہوا، جس میں ان کا وہ خط شامل ہے، جسے انھوں نے ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی کو لکھا۔ اس میں انھوں نے سید رضوان علی ندوی کے نشان زدہ ان عربی الفاظ، جن کے حوالے سے انھوں نے اختراعی ہونے کا اعتراض کیا ہے ان کے استعمال کی مثالیں پیش کی ہیں۔ ان میں "انفراغ"، "انفراق"، "انغماد" اور "انفائیت" کے استعمال کی مثالیں پیش کی ہیں۔ اس کے ساتھ اس خط میں شان الحق حقی اپنے موقف پر قائم رہے ہیں کہ زبانوں میں مستعار الفاظ کو ان کی اصل کے م طابق بول پانا محال ہے وہ لکھتے ہیں کہ:

> ہر زبان دوسری زبانوں سے الفاظ اخذ کرتی ہے۔ بولنے والوں کے لیے محال ہے کہ اتنی زبانوں پر حاوی اور ان کے الفاظ کو اصل کے مطابق ادا کرنے پر قادر ہوں۔ چناں چہ ہر زبان کے بولنے والے دخیل الفاظ کو عام طور پر بالتصریف اپنے لب ولہجے اور سمجھ بوجھ کے مطابق بولتے ہیں۔
> [۲۱۰]

اس مضمون پر مزید جن لغویوں پر شان الحق حقی نے اپنی رائے دی ہے۔ ان میں "بضعتہ"، "حمطایا" جمم" ثدی" اثغار"، "انطلاق"، "ارشق" فکرت"، "حلم" اور "استشہا" شامل ہیں۔ سید رضوان علی ندوی نے لغویوں کے اعتراض کے جواب میں جو سند پیش کی ہے۔ اس کا دلیل کے ساتھ جواز پیش کیا جانا چاہیے تھا۔ عین ممکن ہے کہ شان الحق حقی کے نزدیک ان لغویوں کے استعمال کی مثال اردو میں پیش کرنا کافی ہو۔ بہر حال سید رضوان علی کے لکھے گئے مضمون کے جواب میں شان الحق حقی کا لکھا گیا یہ مضمون مدلل جواب معلوم نہیں ہوتا اور تشنگی کا احساس باقی رہتا ہے۔

فرہنگ تلفظ پر کیے گئے سید رضوان علی ندوی کے ان اعتراضات میں سے بعض اعتراض حق بہ جانب ہیں، جن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فرہنگ تلفظ میں تبدیلی کی گئی ہے۔ ان اعتراضات میں سے بہت سے اعتراض ایسے ہیں، جن میں لغویوں کو ہو بہ ہو عربی زبان میں مستعمل صورت میں درج کرنے کا تقاضا کیا گیا ہے۔ سید رضوان علی ندوی کے پیش نظر یہ بات ہونا ضروری تھی کہ فرہنگ تلفظ اردو زبان کے حوالے سے مرتب کی گئی

ہے۔ اگر یہ عربی لغت ہوتی سید رضوان علی ندوی کے یہ تمام اعتراضات قابل قبول ہوتے۔ ان کی علمیت پر قطعی طور پر کوئی سوال نہیں اٹھایا جاسکتا۔

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ ندوۃ العلما کے مصنفین بلاشبہ عربی زبان پر عبور رکھتے ہیں۔ ان میں ایک نام سید رضوان علی ندوی کا ہے، جو اپنے وقت کے جانے مانے عربی دان ہیں۔ فرہنگ تلفظ پر ان کے کیے گئے اعتراضات حق بہ جانب سہی لیکن اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ اردو زبان معنی اور تلفظ کے حوالے سے مقید نہیں اور اصل زبان سے اختلاف کرتے ہوئے بالکل متضاد معنی اور تلفظ بھی اختیار کر لیتی ہے۔ لہٰذا سید رضوان علی ندوی کا یہ موقف کہ فرہنگ میں شامل لغویوں کے معنی اور تلفظ کو عربی کے مطابق لکھا جائے قابلِ قبول نہیں۔ کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو اردو کی الگ فرہنگیں اور لغات مرتب نہ کیے جاتے۔

حوالہ جات

۱۔ سید رضوان علی ندوی عربی زبان کے ماہرین میں سے ہیں اس باب میں ڈاکٹر رضوان علی کے بجائے سید رضوان علی ندوی لکھا ہے جس کا مقصد ڈاکٹر کی تکرار سے بچنا ہے راقمہ کے لیے ڈاکٹر رضوان علی ندوی کا احترام فرض ہے۔ ان پر محمد راشد شیخ نے ایک مضمون ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی حیات اور علمی خدمات کے چند گوشے لکھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

راشد شیخ، "ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی حیات اور علمی خدمات کے چند گوشے "مشمولہ جہاتُ الاِسلام ج۱۰ش۱۰(جولائی-دسمبر۲۰۱۶ء)، ص۲۶۷۔۲۸۰۔

۲۔ ندوی کے بجائے نقوی لکھا ہے، جو کہ غالباً طباعت کی غلطی ہے کیوں کہ یہ مضمون سید رضوان علی ندوی کا تحریر کردہ ہے۔

۳۔ شان الحق حقی، "فرہنگ تلفظ چند معرضات وتصریحات "مشمولہ اخبار اردو (جولائی۲۰۰۴ء)

۴۔ رضوان علی ندوی ،"فرہنگ تلفظ ---ایک تنقیدی جائزہ"مشمولہ اخبار اردو ،ج۱۷،ش۱۱ (نومبر ۲۰۰۱ء)، ص۳۴۔

رضوان علی ندوی، "فرہنگ تلفظ---ایک تنقیدی جائزہ"مشمولہ مخزن ج۳،ش۲(۲۰۰۳ء)، ص۸۴۔

۵۔ رضوان علی ندوی، "فرہنگ تلفظ ---ایک تنقیدی جائزہ"مشمولہ اردو لغت نویسی، تاریخ مسائل و مباحث مرتبہ رؤف پاریکھ (کراچی: فضلی سنز،۲۰۱۷ء)، ص۶۷۳۔

۶۔ "اس باب میں جہاں اردو لغت لکھا ہے اس سے مراد اردو لغت تاریخی اصول پر ہی ہے۔ آسانی کے لیے صرف اردو لغت لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔

۷۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور: کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)۔

سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، (لاہور: الفیصل ناشران، ۲۰۱۷ء)۔

۸۔ رام بابو سکیسنہ، تاریخ ادب اردو (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۲۰۰۷ء) ص۳۶۔

عبد الشکور، اردو ادب کا تنقیدی سرمایہ (لاہور: مکتبہ فانوس، ۱۹۹۵) ص۶۴۔

۹۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادرارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص۳۶۲۔

۱۰۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر) جلد ہشتم (کراچی اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۷ء)، ص ۵۸۵۔

۱۱۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت (لاہور: کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ص ۶۷۵۔

۱۲۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، ج ۱ (لاہور: الفیصل ناشران، ۲۰۱۷ء) ص ۲۶۴۔

۱۳۔ عبدالستار، "املا و تلفظ" مشمولہ اردو املا و قواعد مرتبہ فرمان فتح پوری (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۰ء)، ص ۲۵۔

۱۴۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵)، ص ۳۴۹۔

۱۵۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۲۵۸۔

۱۶۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات مشمولہ اخبار اردو، ج، ش (جولائی ۲۰۰۴ء)، ص ۵۷۔

۱۷۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ششم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۴ء)، ص ۳۱۷۔

۱۸۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ششم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۴ء)، ص ۳۱۱۔

۱۹۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ، (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۲۵۸۔

۲۰۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵)،، ص ۳۴۹۔

۲۱۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ششم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۴ء)، ص ۳۲۲۔

۲۲۔ ایضاً، ص ۳۲۱۔

۲۳۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۲۵۹۔

۲۴۔ ایضاً، ص ۲۵۴۔

۲۵۔ رؤف پاریکھ کے مرتب کردہ مضمون میں "حِصَرِم" (کس ح، کس ر) لکھ کر ص پر فتحہ ڈالی گئی ہے، جو کہ طباعت کی غلطی ہے۔ کیوں کہ "ص" پر جزم کے ہونے پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔

۲۶۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۷ء)، ص ۱۷۷

۲۷۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۳۴۳۔

۲۸۔ رؤف پاریکھ کے مرتبہ مضمون میں اس لغویے کا املا میں " حقیہ " درج ہے جو کہ طباعت کی غلطی ہے۔ راقمہ کو دستیاب دوسرے دونوں مضامین اور فرہنگ تلفظ (طبع اول) میں یہ لغویہ " حقبہ " ہی درج ملا ہے۔ "ح" کے زیر کے ساتھ صحیح تلفظ "حِقبتہ" لکھا ہے واللہُ عالم "ح" پر کسرہ ڈالنے سے لغویے کے املا میں ت کا اضافہ کیسے ہوا۔ لغویے کی املائی صورت میں یہ تبدیلی راقمہ کے نزدیک طباعت کی ہے کیوں کی

املا پر اعتراض کی صورت میں اس کی نشان دہی بھی کی گئی ہوتی۔ اسی لغویے کے آگے اس سے ملتا جلتا دوسرا لغویہ "حُقّب" اور تیسرا لغویہ "حقُب" درج ہے۔ اس لغویے کے اندرج کو صورت سمجھ میں نہیں آئی البتہ ڈاکٹر رؤف پاریکھ کر مرتبہ مضمون میں ان دونوں لغویوں کی ایک ہی صورت "حُقب" درج ہے، جو کہ طباعت کی غلطی ہے۔

۲۹۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۷ء)، ص ۲۱۰۔

۳۰۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۳۴۴۔

۳۱۔ ثلاثی مجرد کے مادے میں تین حروف ہوتے ہیں جن سے چھے مختلف اوزان پر فعل ماضی بنتا ہے یہ چھے اوزان ثلاثی مجرد کے ابواب کہلاتے ہیں، حَسِبَ، سَمِعَ، فَتَحَ، نَصَرَ، کَرُمَ، ضَرَبَ۔

وہ الفاظ جس کے ماضی کے پہلے صیغے میں تین حرف اصلی ہوں اور اس پر اضافہ نہ ہو ثلاثی مجرد کہلاتے ہیں، جب کہ ثلاثی مزید فیہ میں ماضی کے صیغے میں پہلے تین حرف پر اضافہ ہوتا ہے جیسے کَرَمَ سے اَکْرَمَ

ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ، تاریخ ملاحظہ: ۲۴، نومبر ۲۰۲۱ء، https://rubikh.wordpress.com/arabic-grammar

۳۲۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اول۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۷۷ء)، ص ۹۶۱۔

۳۳۔ ایضاً، ص ۹۶۴۔

۳۴۔ شان الحق حقی، "فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات" مشمولہ اخبار اردو، ج ۲۰، ش ۰۷ (جولائی ۲۰۰۴)، ص ۵۶۔

۳۵۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۷۱۔

۳۶۔ ایضاً، ص ۷۱۔

۳۷۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت (لاہور: کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ص ۱۴۲۔

۳۸۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد اول۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۷۷ء)، ص ۹۶۱۔

۳۹۔ اس طبع میں اس لغویے کے اندراج میں یہ تبدیلی کی گئی ہے کہ اس لغویے میں مرکبات کو تحتی لغویے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، جب کہ طبع اول میں یہ مرکبات بطور مثال پیش کیے گئے ہیں۔
شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۷۱۔

۴۰۔ اس لغویے کا املا راقمہ کو دستیاب تینوں مضامین میں دو طرح سے درج ہے جن میں سے پہلے جہاں ان غیر

عربی لغویوں کی فہرست دی ہے وہاں "استشہا" جب کہ جہاں ان لغویوں پر الگ الگ تفصیل میں بات کی ہے وہاں "استشہاء" درج ہے۔ راقمہ کے خیال میں مؤخر الذکر املا درست ہے کیوں کہ فرہنگ تلفظ میں بھی یہی املا درج ہے۔

۴۱۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد اول۔(کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۷۷ء)، ص۴۵۵۔

۴۲۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ ،(اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۳۸۔

۴۳۔ شان الحق حقی، "فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات" مشمولہ اخبار اردو، ص۵۷۔

۴۴۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد اول۔(کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۷۷ء)، ص۴۵۱۔

۴۵۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،(اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۳۱۔

۴۶۔ رؤف پاریکھ،اردو میں لسانی تحقیق و تدوین گزشتہ عشروں میں(کراچی: اردو بازار۲۰۱۳ء)، ص۷۴۔

۴۷۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی: اردو لغت بورڈ۱۹۸۷ء)، ص۳۷۔

۴۸۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،(اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۳۳۷۔

۴۹۔ شان الحق حقی، "فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات" مشمولہ اخبار اردو، ج۲۰، ش۰۷(جولائی ۲۰۰۴)، ص۵۶۔

۵۰۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد اول۔(کراچی: اردو لغت بورڈ،۱۹۷۷ء)، ص۹۶۲۔

۵۱۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)، ص۹۶۔

۵۲۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ ،(اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۱۷۔

۵۳۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی: اردو لغت بورڈ۱۹۸۷ء)، ص۵۵۸۔

۵۴۔ خُزَعْبِل، تاریخ ملاحظہ: ۳۰،نومبر ۲۰۲۱ء، https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-khuzaabil?lang=ur

۵۵۔ خزعبل، تاریخ ملاحظہ: ۳۰نومبر ۲۰۲۱ء، https://www.almaany.com/ur/dict/ar-ur/%D

۵۶۔ شان الحق حقی، "فرہنگ تلفظ چند معروضات و تصریحات" مشمولہ اخبار اردو ج۲۰، ش۰۷(جولائی ، ۲۰۰۴)، ص۵۶۔

۵۷۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد اول۔(کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۷۷ء)،ص ۴۶۰۔

۵۸۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،(اسلام آباد:ادرارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص ۳۳۔

۵۹۔ ایضاً،ص ۳۴۷۔

۶۰۔ ایضاً،ص ۱۲۲۔

۶۱۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)،ص ۱۳۵۔

۶۲۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،(اسلام آباد:ادرارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص ۱۲۲۔

۶۳۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد دوم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۷۷ء)، جلد دوم، ص ۱۱۵۶۔

۶۴۔ ایضاً،ص ۱۱۵۷۔

۶۵۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ ،(اسلام آباد:ادرارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص ۱۲۲۔
اردو لغت(تاریخی اصول پر)جلد دوم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۸۷۹ء)،ص ۱۱۵۶۔

۶۶۔ اس لغوےے کے تلفظ پر اعتراض نہیں کیا گیا اس لیے راقمہ کے خیال میں "غلط تلفظات" کے ضمن میں اس کا اندرج نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔

۶۷۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد چہارم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۸۲ء)،ص ۹۴۲۔

۶۸۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردو بازار،۱۹۸۳ء)،ص ۴۳۰۔

۶۹۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)،ص ۲۷۹۔

۷۰۔ ایضاً،ص ۲۰۷۔

۷۱۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ششم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ،۱۹۸۴ء)،ص ۵۴۲۔

۷۲۔ وارث سرہندی،علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردو بازار،۱۹۸۳ء)،ص ۵۴۲۔

۷۳۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)،ص ۳۶۹۔

۷۴۔ یہاں فرہنگ میں جُمادی الاخریٰ / الثانی کے تلفظ میں خط فاصل نہیں کھینچا گیا۔
شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد:ادرارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص ۲۷۴۔

۷۵۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)،ص ۶۸۶۔

۷۶۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت (لاہور: کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ص ۶۸۱۔

۷۷۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵)، ص ۴۹۳۔

۷۸۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۳۶۷۔

۷۹۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت (لاہور: کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ۸۱۴۔

۸۰۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۴۲۸۔

۸۱۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد دہم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۰ء)، ص ۶۵۰۔

۸۲۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد چہار دہم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۲)، ص ۱۶۸۔

۸۳۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵)، ص ۱۴۷۔

۸۴۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۵۴۶۔

۸۵۔ اطہر علی ہاشمی، قدس ۱۷، تاریخ ملاحظہ: ۱۰، دسمبر ۲۰۲۱ء https://fridayspecial.com.pk

۸۶۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ہفت دہم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۰ء)، ص ۱۱۳۔

۸۷۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت (لاہور: کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ص ۱۳۱۸۔

۸۸۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۶۱۱۔

۸۹۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ہفت دہم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۰ء)، ص ۱۴۶۔

۹۰۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت (لاہور: کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ص ۱۳۲۲۔

۹۱۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۶۱۲۔

۹۲۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد دہم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ ۱۹۹۰ء)، ص ۴۱۷۔

۹۳۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵)، ص ۴۲۰۔

۹۴۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔ (کراچی: اردو لغت بورڈ ۱۹۸۷)، ص ۲۶۱۔

۹۵۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت، (لاہور: کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ص ۶۵۶۔

۹۶۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵)، ص ۴۶۷۔

۹۷۔ (اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۳۴۷۔

۹۸۔ رؤف پاریکھ کے مرتبہ مضمون میں یہ لغویہ "کس ت" کے ساتھ درج ہے جب کے فرہنگ تلفظ (طبع اول) میں یہ لغویہ "فت ت" کے ساتھ "حُجّتَ الْبَالِغَۃ" درج ہے۔

۹۹۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص ۶۴۔

۱۰۰۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)، ص ۴۵۴۔

۱۰۱۔ (اسلام آباد:ادرارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص ۳۳۶۔

۱۰۲۔ ایضاً، ص ۳۳۶۔

۱۰۳۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص ۱۶۲۔

۱۰۴۔ ایضاً، ص ۱۷۳۔

۱۰۵۔ جابر علی سید، تحقیق الفاظ مشمولہ اخبار اردو ج ۰۲، ش ۰۶(جون ۱۹۸۲ء)، ص ۰۷۔

۱۰۶ حسن الدین احمد، "لفظ نوردی" ج ۲۶، ش ۱۰ مشمولہ اخبار اردو (اکتوبر،۲۰۰۹ء)، ص ۱۷۔

۱۰۷۔ محمد عبداللہ ملک، تاریخ اسلام(لاہور: قریشی برادرز ۲۰۱۲ء)، ص ۲۴۳۔

۱۰۸۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادرارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص ۳۴۳۔

۱۰۹۔ حصیر، تاریخ ملاحظہ: ۲۰، دسمبر ۲۰۲۱ء-https://www.almaany.com/ur/dict/ar-ur/%D8%AD%D8%B5%D9%8A%D8%B1/

۱۱۰۔ حصائر، تاریخ ملاحظہ: ۲۰، دسمبر ۲۰۲۱ء، https://www.urduinc.com/english-dictionary/%D-meaning-in-urdu

۱۱۱۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص ۱۸۲۔

۱۱۲۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت،(لاہور: کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ص ۶۵۱۔

۱۱۳۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)، ص ۴۶۲۔

۱۱۴۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادرارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص ۳۴۳۔

۱۱۵۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص ۱۸۵۔

۱۱۶۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ،(اسلام آباد:ادرارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص ۴۶۲۔

۱۱۷۔ "حَضَن" اور "حِضن"، تاریخ ملاحظہ ۲۷، دسمبر ۲۰۲۱ء، https://www.almaany.com/ur/dict/ar-ur/%D8%AD%D8%B6%D9%86

۱۱۸۔ حَضَن، تاریخ ملاحظہ: ۴، جنوری ۲۰۲۲ء، https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-hazan?lang=ur

۱۱۹۔ حضن، تاریخ ملاحظہ:۴، جنوری ۲۰۲۲ء، https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-hazn?lang=ur

۱۲۰۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص۱۸۵۔

۱۲۱۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۳۴۳۔

۱۲۲۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص۸۴۸۔

۱۲۳۔ ایضاً، ص۲۵۵۔

۱۲۴۔ وارث سرہندی،علمی اردو لغت،(لاہور:کبیر سٹریٹ اردو بازار،۱۹۸۳ء)، ص۶۵۶

۱۲۵۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۳۴۶۔

۱۲۶۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص۴۷۲۔

۱۲۷۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۳۴۷۔

۱۲۸۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص۴۷۲۔

۱۲۹۔ وارث سرہندی،علمی اردو لغت،(لاہور:کبیر سٹریٹ اردو بازار،۱۹۸۳ء)، ص۶۵۷۔

۱۳۰۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۳۴۷۔

۱۳۱۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص۴۷۲۔

۱۳۲۔ سید احمد دہلوی،فرہنگ آصفیہ،ج۰۲(لاہور:الفیصل ناشران،۲۰۱۷ء)، ص۱۱۷۰۔

۱۳۳۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص۲۳۷۔
سید احمد دہلوی،فرہنگ آصفیہ،ج۰۱(لاہور:الفیصل ناشران،۲۰۱۷ء)، ص۳۰۰۲۔

۱۳۴۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۳۴۵۔

۱۳۵۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہشتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۱۹۸۷)، ص۱۲۷۔

۱۳۶۔ وارث سرہندی،علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردو بازار،۱۹۸۳ء)، ص۶۴۷۔

۱۳۷۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)، ص۴۵۹۔

۱۳۸۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۳۴۰۔

۱۳۹۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہفت دہم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ۲۰۰۰ء)، ص۸۴۲۔

۱۴۰۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)، ص۶۳۶۔

۱۴۱۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہفت دہم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ ۲۰۰۰ء)، ص ۹۷۲۔

۱۴۲۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ص ۱۳۸۳۔

۱۴۳۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہفت دہم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ ۲۰۰۰ء)، ص ۹۷۲۔

۱۴۴۔ ۱۴۳۔ شِرکَت، تاریخ ملاحظہ ۸، جنوری ۲۰۲۲ء، https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-shirkat?lang=ur

شریک، تاریخ ملاحظہ ۸، جنوری ۲۰۲۲ء، https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-shariik?lang=ur

۱۴۵۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵)، ص ۳۶۲۔

۱۴۶۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ(اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۳۶۳۔

۱۴۷۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ششم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۴ء)، ص ۶۰۳۔

۱۴۸۔ ایضاً، ص ۶۰۴۔

۱۴۹۔ ایضاً، ص ۵۹۸۔

۱۵۰۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ص ۵۳۳۔

۱۵۱۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵)، ص ۳۶۲۔

۱۵۲۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ(اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۲۶۹۔

۱۵۳۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد سیز دہم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۱ء)، ص ۹۔

۱۵۴۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردو بازار، ۱۹۸۳ء)، ص ۹۸۳۔

۱۵۵۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، ج ۰۳(لاہور: الفیصل ناشران، ۲۰۱۷ء)، ص ۱۸۱۰۔

۱۵۶۔ ایضاً، ج ۰۲، ص ۱۰۰۶۔

۱۵۷۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد ہفتم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۶ء)، ص ۳۶۰۔

۱۵۸۔ سورہ الانبیاء، آیت نمبر ۸۳۔

۱۵۹۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد سیز دہم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۴۔

۱۶۰۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ(اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء)، ص ۵۰۴۔

۱۶۱۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد دہم۔(کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۰ء)، ص ۹۷۴۔

۱۶۲۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص ۵۴۰۔

۱۶۳۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد چہار دہم۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۹۲ء)،ص ۰۱۔

۱۶۴۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردوبازار،۱۹۸۳ء)،ص ۱۰۵۸۔

۱۶۵۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد چہار دہم۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۹۲ء)،ص ۰۵۔

۱۶۶۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردوبازار،۱۹۸۳ء)،ص ۱۰۵۸۔

۱۶۷۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ،ج ۰۳(لاہور:الفیصل ناشران،۲۰۱۷ء)،ص ۱۹۷۰۔

۱۶۸۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردوبازار،۱۹۸۳ء)،ص ۱۰۵۸۔

۱۶۹۔ ایضاً،ص ۱۰۵۸۔

۱۷۰۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص ۵۴۰۔

۱۷۱۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردوبازار،۱۹۸۳ء)،ص ۱۰۶۰۔

۱۷۲۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد چہار دہم۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۹۲ء)،ص ۳۳۔

۱۷۳۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردوبازار،۱۹۸۳ء)،ص ۱۰۶۰۔

۱۷۴۔ حروف جر اس لفظ کو کہتے ہیں جو ترکیب اضافی میں مضاف ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے مضاف الیہ پر جرّ یا کسرہ کی حرکت آتی ہے۔دوسری صورت میں حرف جر جیسے فی، علی من کی وجہ سے کسرہ آتا ہے۔آسان لفظوں میں حروف جر اسم کو حرکت یا حرف کے ذریعے فعل کی صورت دیتے ہیں۔عربی میں ان کی تعداد ۱۴ ہے۔

۱۷۵۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد چہار دہم۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۹۲ء)،ص ۵۶۔

۱۷۶۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردوبازار،۱۹۸۳ء)،ص ۱۰۶۱۔

۱۷۷۔ سید احمد دہلوی،فرہنگ آصفیہ،ج ۳(لاہور:الفیصل ناشران،۲۰۱۷ء)،ص ۱۹۷۶۔

۱۷۸۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد سیز دہم۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۹۱ء)،ص ۱۳۔

۱۷۹۔ سید احمد دہلوی،فرہنگ آصفیہ،ج ۲(لاہور:الفیصل ناشران،۲۰۱۷ء)،ص ۱۱۷۰۔

۱۸۰۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص ۵۱۹۔

۱۸۱۔ یہاں خال لکھا ہے،جو غالباً طباعت کی غلطی ہے یہ دراصل بال ہے۔

۱۸۲۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد یاز دہم۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۹۰ء)،ص ۹۳۱۔

۱۸۳۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردوبازار،۱۹۸۳ء)،ص ۹۱۷۔

۱۸۴۔ سید احمد دہلوی،فرہنگ آصفیہ،ج۴(لاہور:الفیصل ناشران،۲۰۱۷ء)،ص۲۹۸۵۔

۱۸۵۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)،ص۶۳۱۔

۱۸۶۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص۴۶۳۔

۱۸۷۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلدیازدہم۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۹۰ء)،ص۹۲۶۔

۱۸۸۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص۴۶۴۔

۱۸۹۔ الدار المنشور:۱۷/۶۷۴،دار ھجر مصر/المعجم الکبیر للطبرانی:۱۶/۴۹۷۔

۱۹۰۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد اول۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۷۷ء)،ص۹۵۱۔

۱۹۱۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)،ص۹۴۔

۱۹۲۔ ایضاً،ص۷۰۔

۱۹۳۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد اول۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۷۷ء)،ص۹۵۴۔

۱۹۴۔ ایضاً،ص۹۸۰۔

۱۹۵۔ ایضاً،ص۹۵۸۔

۱۹۶۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردو بازار،۱۹۸۳ء)،ص۱۴۱۔

۱۹۷۔ ایضاً،ص۱۴۱۔

۱۹۸۔ ایضاً،ص۱۴۲۔

۱۹۹۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۱۷ء)،ص۷۰۔

۲۰۰۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد اول۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۷۷ء)،ص۹۵۸۔

۲۰۱۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ (اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)،ص۹۵۔

۲۰۲۔ ایضاً،ص۷۰۔

۲۰۳۔ رافضی کی یہ تفصیل رؤف پاریکھ کے مرتب کردہ مضمون میں درج ہے راقمہ کو دستیاب دیگر دو دوسرے مضامین میں "رفض" کے معنی انکار کرنا اور اس کے آگے اصطلاحاً امام زین العابدین کی امامت کا انکار کرنے والے درج ہے۔

۲۰۴۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)، جلد دہم۔(کراچی:اردولغت بورڈ،۱۹۹۰ء)،ص۶۶۳۔

۲۰۵۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت(لاہور:کبیر سٹریٹ اردو بازار،۱۹۸۳ء)،ص۸۱۵۔

۲۰۶۔ شان الحق حقی،فرہنگ تلفظ(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵)،ص۴۲۹۔

۲۰۷۔ ایضاً، ص۴۲۹۔

۲۰۸۔ ایضاً، ص۴۲۰۔

۲۰۹۔ رؤف پاریکھ،اردو لغت نویسی تاریخ مسائل اور مباحث(کراچی: فضلی بک سپر مارکیٹ ۲۰۱۷ء)، ص۲۷۶۔۲۷۷۔

۲۱۰۔ شان الحق حقی فرہنگ تلفظ چند مفروضات و تصریحات مشمولہ اخبار اردو، ج ۲۰ش ۰۷(جولائی ۲۰۰۴ء)، ص۵۷۔

ماحصل

ماحصل

زبان کا یہ چار حرفی لفظ جس قدر سادہ اور لکھنے میں آسان معلوم ہوتا ہے، اس کے متعلق مباحث اتنے ہی پیچیدہ اور گنجلک ہیں کہ لسانیات کی باقاعدہ تدریس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ جس میں طالبات کو زبان اور اس کے مباحث سے آگاہی دلوائی جاسکے۔ زبان کے ان مباحث میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ زبان کے حوالے سے نت نئے مسائل اور مباحث کے ابھرنے کی بنیادی وجہ اس کی تغیراتی صفت ہے۔ زبان کو درپیش ان مسائل میں املائی، تلفظی، اشتقاقی، معنوی، قواعدی (صرف و نحو) کے مسائل سمیت کئی مباحث شامل ہیں۔

زبان کے حوالے سے درپیش مسائل میں زیادہ تر زیرِ بحث رہنے والے موضوعات میں املا اور تلفظ شامل ہیں، جن کی درستگی کا عمل عصری رجحانات کے تناظر میں جاری و ساری رہتا ہے۔ اگرچہ زبان کو اصول و ضوابط کا پابند نہیں کیا جاسکتا لیکن زبان کی معیار بندی اپنی جگہ اہم اور لازم ہے۔ دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان کو درپیش مسائل میں املا اور تلفظ کے مسائل پر اکثر و بیشتر ماہرینِ زبان اپنا اظہار خیال کرتے رہتے ہیں۔

اردو زبان میں املا اور تلفظ کا مسئلہ آپس میں مشروط ہے۔ کیوں کہ جدید املائی اصولوں کے مطابق جو لفظ جیسا بولا جاتا ہے اسے ویسا ہی لکھنا چاہیے۔ گو کہ اس اصول کی پیروی مکمل طور پر نہیں کی جاسکتی۔ تاہم مکمل طور پر نہ سہی کسی حد تک درست املا تلفظ کی محتاج نظر آتی ہے۔ کوئی شخص لکھنے کا کتنا ہی دھنی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ بول کر دوسرے کو اپنی بات سمجھانے سے قاصر ہے تو اس کی یہ مہارت کسی کام کی نہیں۔ کیوں کہ زبان کے وسیلۂ اظہار میں سب سے پہلے تکلم ہی شامل ہے۔ تکلم جس قدر بہتر ہوگا مخاطب، متکلم کا مدعا اس قدر آسانی سے سمجھ پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرین زبان نے اردو زبان کے تلفظ کی بہتری کے لیے بہت سے اقدامات کیے ان ہی میں سے ایک فرہنگ تلفظ کی اشاعت ہے۔

یہ فرہنگ، تلفظ کی ضروریات کے پیشِ نظر مرتب کی گئی ہے، جسے اردو میں تلفظ کے حوالے سے لکھی جانے والی اب تک کی واحد فرہنگ کہا جاسکتا ہے۔ زیر نظر مقالے میں فرہنگ تلفظ از شان الحق حقی کے تحقیقی و تنقیدی مطالعے کے دوران درج ذیل تحقیقی سوالات کے جواب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

۱۔ کیا فرہنگ تلفظ، تلفظ کے جدید اصولوں کے مطابق تیار کی گئی ہے؟

۲۔ اس فرہنگ پر کیے جانے والے اعتراضات کی نوعیت کیا ہے اور اسے کس حد تک درست قرار دیا جاسکتا ہے؟

۳۔ اردو لغت نویسی کی تاریخ میں فرہنگ تلفظ کا معیار کیا ہے؟

اس مقالے کی بنیاد ان تمام سوالات پر ہے، جن کے جوابات تلاش کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی گئی ہے۔ زیرِ نظر مقالے کو چار ابواب میں تکمیل کے مراحل تک پہنچایا گیا ہے۔ اس دوران فرہنگ تلفظ کا جامع تعارف پیش کرنے کے ساتھ ماہرین زبان کے اصول تلفظ کو یکجا کیا گیا ہے۔ نیز فرہنگ تلفظ پر کیے گئے اعتراضات اور فرہنگِ تلفظ کے اندراجات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

فرہنگ تلفظ ۱۹۹۵ میں شائع ہوئی۔ اب تک اس کی چار (۰۴) نسخ اور ایک (۰۱) نستعلیق اشاعت منظرِ عام پر آچکی ہے۔ اس یک جلدی فرہنگ میں بتیس ہزار دو سو پینسٹھ لغویے (۳۲،۲۶۵) مع تلفظ و معنی درج ہیں۔ فرہنگ تلفظ میں شامل ان لغویوں کے تلفظ کو درج کرنے کے لیے جدید و قدیم طریقۂ تلفظ کو اپنایا گیا ہے، جنھیں صراحتِ اعراب کہا جا سکتا ہے۔ فرہنگ تلفظ کی نستعلیق اشاعت میں شامل لغویوں کے تجزیے سے راقمہ اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اس میں شامل لغویوں کے معنی پر خطِ نسخ سے نستعلیق ہونے اور شان الحق حقی کی وضع کردہ علامات، جو کہ اس فرہنگ کا خاصا ہیں کے غائب ہونے کے علاوہ کوئی خاطر خواہ تبدیلی تلفظ کے حوالے سے نہیں کی گئی۔ نہ ہی مزید الفاظ فرہنگ میں شامل کیے گئے ہیں۔ چھبیس (۲۶) سال پہلے مرتب کی گئی یہ فرہنگ بلاشبہ اب تقاضا کرتی ہے کہ اس کے لغویوں کے تلفظ پر نظر ثانی کرتے ہوئے اسے حالیہ تقاضوں کے مطابق درج کیا جائے۔

شان الحق حقی کی وضع کردہ علامات کے اخراج سے "اعرابی صورت" میں لغویے کا تلفظ مکمل طور پر واضح نہیں ہو پاتا۔ اس لیے ان علامات کے اندراج کو یقینی بنایا جانا چاہیے۔ اسی طرح ملفوظی صورت میں افراط و تفریط دیکھنے کو ملتی ہے۔ کہیں لغویے کا تلفظ ایک حرف پر تو کہیں ایک عبارت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ فرہنگ تلفظ کی اس اشاعت میں لغویوں کا اندراج بھی نسخ کے بجائے نستعلیق میں کیا جانا چاہیے۔ مزید تلفظ کے حوالے سے جدید تقاضوں، رجحانات اور طریقۂ تلفظ کے اندراجات کو بہتر بنانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

فرہنگ تلفظ پر کیے گئے اعتراضات زیادہ تر فرہنگ میں شامل عربی لغویوں پر اُٹھائے گئے ہیں۔ سید رضوان علی ندوی نے ان اعتراضات کی بنیاد عربی زبان کے اصول و ضوابط کو بنایا ہے اور اس بات کو فراموش کر دیا ہے کہ فرہنگ تلفظ اردو زبان میں مستعمل لغویوں کے حوالے سے مرتب کی گئی ہے۔ تاہم کچھ اعتراضات قابلِ قبول بھی ہیں، جن کی روشنی میں فرہنگ تلفظ میں کچھ تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں۔ سید رضوان علی ندوی نے فرہنگ تلفظ میں شامل چونسٹھ (۶۴) لغویوں پر اعتراضات اٹھائے ہیں، جن میں سے بیش تر نا قابل قبول ہیں کیوں کہ اردو زبان کا اپنا مزاج ہے، جس کے مطابق وہ مستعار اور دخیل لغویوں کو رد و قبول کرتی ہے۔

فرہنگ تلفظ بلاشبہ اردو لغت نویسی کی تاریخ میں لکھی گئی لغات میں اہم اضافہ ہے۔ اس کی ضرورت اور اہمیت سے قطعی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اردو زبان کے لیے کیے گئے کاموں میں ایک اہم اضافہ ہے۔ تاہم اسے جدید تقاضوں اور ضروریات کے پیشِ نظر بہتر کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ شان الحق حقی نے اس فرہنگ کے لغویوں کے تلفظ اور معنی کے حوالے سے تبدیلی پر کہیں کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ بلکہ انھوں نے دیباچے میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ یہ فرہنگ تکمیل و استعیاب کا دعویٰ نہیں کرتی۔ اس لیے فرہنگ تلفظ کو جدید تقاضوں اور تلفظ کی بدلتی ہوئی صورتِ حال کے پیشِ نظر بہتر کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

راقمہ نے فرہنگ تلفظ کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ اردو زبان کے اصول تلفظ کی روشنی میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ لغویوں کے املا کے حوالے سے بھی اس فرہنگ کو پرکھا جاسکتا ہے۔ فرہنگ تلفظ میں چوں کہ لغویوں کے تلفظ کے ساتھ ان کے معنی، قواعدی حیثیت اور اشتقاق کو بھی درج کیا گیا ہے۔ اس لیے فرہنگ تلفظ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ان سطحوں پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ تاکہ فرہنگ تلفظ کو ہر پہلو سے جانچا اور پرکھا جاسکے۔

کتابیات

کتابیات

اختر،نورین۔فرہنگ ہوبسن جوبسن اردو ترجمہ مع حواشی و تعلیقات سی اور ڈی کے اندراجات۔مقالہ برائے ایم۔ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آبا، ۲۰۱۳ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد اول)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۷۷ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد دوم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۷۹ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد سوم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۱ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد چہارم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۲ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد پنجم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۳ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد ششم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۴ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد ہفتم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۶ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد ہشتم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۷ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد نہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۸ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد دہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۰ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد یازدہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۰ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد دوازدہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۱ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد سیزدہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۱ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد چہاردہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۲ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد پانزدہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۳ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد شانزدہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۱۹۹۴ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد ہفت دہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۰ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد ہژدہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۲ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد نوزدہم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۳ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد بیستم)کراچی:اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۵ء۔

اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد بیستم ویکم) کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۰۷ء۔
اردو لغت(تاریخی اصول پر)(جلد بیستم ودوم) کراچی: اردو لغت بورڈ، ۲۰۱۰ء۔
ارشد، فاروق۔ ترتیب و تحقیق فرہنگ دیوان درد۔ مقالہ برائے پی۔ ایچ ڈی اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۹ء۔
السعید، ہشام "اردو فرہنگ نگاری تشکیل و تحقیق: ایک جائزہ" مشمولہ تحقیق ش ۳۱(جنوری تا جون ۲۰۱۶ء)۔
اصلاحی، شرف الدین۔ "عربی الفاظ کا صحیح تلفظ" مشمولہ اخبار اردو ، جلد ۶، شمارہ ۱(جنوری، ۱۹۸۹ء)۔
الہاشمی، طالب۔ اصلاح تلفظ۔ لاہور: القمر انٹرپرائزر، ۲۰۰۱ء۔
عبد الکریم۔ فرہنگ کلیات پریم چند۔ مقالہ برائے پی۔ ایچ ڈی اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۹ء۔
امین، محمد۔ "اردو میں مستعمل جاپانی الفاظ کی املا اور تلفظ" مشمولہ اخبار اردو ، ج ۰۸، ش ۰۷۔ جولائی، ۱۹۹۱ء۔
امینہ، بی بی۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)تحقیقی و تنقیدی مطالعہ۔ کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۹ء۔
امینہ، بی بی۔ "مغرب کے جدید اصول لغت نویسی"، مشمولہ بنیاد ، جلد ۱۰، (۲۰۱۹ء)۔
انشا، انشا اللہ خان۔ دریائے لطافت مترجم دتا تریا کیفی۔ نئی دہلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۸۸ء۔
انصاری، ضیاء الدین۔ "اردو فرہنگ نویسی کا تحقیقی جائزہ" مشمولہ لغت نویسی اور لغات روایت اور تجزیہ مرتبہ رؤف پاریکھ۔ کراچی: فضلی سنز، ۲۰۱۵ء۔
آزاد، نذیر۔ لغت نگاری اصول و قواعد۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس۔
بتول، عابدہ۔ اردو لغت نویسی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ۔ لاہور: مکتبہ اخوت، ۲۰۱۹ء۔
بخاری، سہیل۔ "سکون اول کا مسئلہ"، مشمولہ اردو نامہ، جلد ۱۴، (اکتوبر تا دسمبر ۱۹۶۳ء)۔
بخاری، سہیل۔ "سید قدرت نقوی اور رشید حسن خان" اردو میں اعراب کا مسئلہ" مشمولہ اخبار اردو ، جلد ۰۶، شمارہ ۶، (جون ۱۹۸۹ء)۔
بدر الحسن، سید۔ صحت الفاظ۔ دہلی: کوچہ میر ہاشم، ۱۹۷۷ء۔
پاریکھ، رؤف۔ اردو میں لسانی تحقیق و تدوین گزشتہ چند عشروں میں۔ کراچی: اردو بازار، ۲۰۱۳ء۔
پاریکھ، رؤف۔ "فرہنگیں اور اردو میں ادبی متون کی فرہنگیں: اصول و مباحث" مشمولہ تحقیق، ۳۶(جولائی تا دسمبر

۲۰۱۸ء)۔

پاریکھ،رؤف۔ لغات اور فرہنگیں۔کراچی:سٹی بک پوائنٹ،۲۰۲۱ء۔

پاریکھ،رؤف۔لسانیاتی مباحث۔کراچی:فضلی سنز،۲۰۱۹ء۔

پاریکھ،رؤف۔"مسائل تلفظ،فرہنگ تلفظ اور صوتیات"مشمولہ قومی زبان(ماہنامہ،ستمبر ۲۰۱۹ء)۔

پاریکھ،رؤف۔"مسائل تلفظ،فرہنگ تلفظ اور صوتیات"مشمولہ قومی زبان،۲۰۱۹ء۔

پاریکھ،رؤف۔اردو میں لسانی تحقیق و تدوین گزشتہ چند عشرے۔کراچی:اردو بازار ۲۰۱۳ء۔

پاریکھ،رؤف۔صحت زبان۔اسلام آباد:ادارہ فروغ قومی زبان،۲۰۲۱ء۔

علیم اشرف،"اردو میں مستعمل عربی اور فارسی الفاظ کا تلفظ اور املا"مشمولہ اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل مرتبہ یوسف رام پوری۔نئی دہلی:مرکزی پبلی کیشنز،۲۰۱۸ء۔

فتح پوری،فرمان۔زبان اور اردو زبان۔کراچی:ثمر کتاب گھر اردو بازار ۱۹۸۰ء۔

تبسم،شاہینہ۔ شعر و ادب کے باب میں۔دہلی:کاک آفیسٹ پرنٹرس،۲۰۰۸ء۔

تبسم،شاہینہ۔ فرہنگ کلام میر:مع تنقیدی مقدمہ۔دہلی:عزیز پرنٹنگ پریس،۱۹۹۳ء۔

جالبی،جمیل۔قومی انگریزی اردو لغت۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۲۰۱۸ء۔

جالبی،جمیل۔"اردو میں اعراب کا مسئلہ"مشمولہ اخبار اردو ،ج۰۶،ش۰۴۔اپریل،۱۹۸۹ء۔

حسین،اقتدار۔اردو صرف و نحو۔نئی دہلی:قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،۱۹۹۸ء۔

حسین،اقتدار۔لسانیات کے بنیادی اصول۔علی گڑھ:ایجوکیشنل بک ہاؤس،۱۹۸۵ء۔

حقی،شان الحق۔ فرہنگ تلفظ ۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۵ء۔

حقی،شان الحق۔ فرہنگ تلفظ ۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۲۰۰۲ء۔

حقی،شان الحق۔ فرہنگ تلفظ ۔اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۲۰۱۷ء۔

حقی،شان الحق۔نقد و نگارش۔کراچی:مکتبہ اسلوب ۱۹۸۵ء۔

حقی،شان الحق۔لسانی مسائل و لطائف۔اسلام آباد:ادارۂ فروغ قومی زبان،۲۰۲۱ء۔

حقی،شان الحق۔ افسانہ در افسانہ۔لاہور:فیروز سنز،۲۰۱۱ء۔

حقی،شان الحق۔"میرے محسن میرے مربی"مشمولہ اخبار اردو ،جلد ۲۵،جون ۲۰۰۸ء۔

حقی،شان الحق۔"اعراب ملفوظی کا ضابطہ"مشمولہ اردو نامہ،جولائی ۱۹۷۳ء۔

حقی، شان الحق۔ "اعراب مکتوبی و ملفوظی کا ضابطہ" مشمولہ اخبار اردو، شمارہ ۱۰، اکتوبر ۱۹۸۹ء۔
حقی، شان الحق۔ "فرہنگ تلفظ کی بابت چند معروضات و تصریحات" مشمولہ اخبار اردو (جولائی ۲۰۰۴ء)۔
حقی، شان الحق۔ فرہنگ تلفظ۔ اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷ء۔
حقی، شان الحق۔ "صحت زبان کے سلسلے" مشمولہ اخبار اردو، جلد ۱۸، شمارہ ۰۷، جولائی ۲۰۰۲ء۔
حنیف، نعیم۔ "اردو رسم الخط میں اعراب کا مسئلہ" مشمولہ اخبار اردو، ج ۲۵، ش ۰۷۔ جولائی، ۲۰۰۸ء۔
خان۔ منصف سحاب۔ "شان الحق حقی بہ حیثیت لغت نویس" مشمولہ ادراک، ش ۳ (جنوری تا جون ۲۰۱۵ء)۔
خان، رشید حسن۔ انشا اور تلفظ۔ نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۱ء۔
خان، رشید حسن۔ زبان و قواعد۔ نئی دہلی: ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۶ء۔
خان، رشید حسن۔ تلاش و تعبیر۔ دہلی: اردو اکادمی ۱۹۸۸ء۔
خان، رشید حسن۔ عبارت کیسے لکھیں؟۔ نئی دہلی: مکتبہ پیام تعلیم ۲۰۰۰ء۔
خان، مسعود حسین۔ مضامین مسعود۔ علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۷۷ء۔
خان، غلام مصطفیٰ۔ "فرمان فتح پوری اور شان الحق حقی، اردو میں اعراب کا مسئلہ" مشمولہ اخبار اردو، جلد ۶، شمارہ ۵، مئی، ۱۹۸۹ء۔
خان، نصیر احمد۔ اردو کی صوتی لغت۔ نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۴ء۔
ڈاہر، ممتاز۔ سیاحت لفظی۔ میلسی: شرجیل پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء۔
ڈاہر، ممتاز۔ چند الفاظ کی تحقیق اور تلفظ۔ میلسی: شرجیل پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء۔
رام پوری، یوسف۔ اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل۔ دہلی: مرکزی پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء۔
رسول، غلام۔ "اردو املا" مشمولہ ہماری زبان، ج ۱۷، ش ۲۸۔ اگست ۱۹۸۵ء۔
رحمانی، حفیظ۔ آئینہ تلفظ۔ نئی دہلی: ثمر آفسٹ پرنٹنگ پریس، ۲۰۰۵ء۔
سحر، ابو محمد۔ زبان و لغت۔ بھوپال: مکتبہ دانیال، ۱۹۸۳ء۔
سرہندی، وارث۔ زبان و بیان۔ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء۔
سنبھلی، صابر۔ شعار زبان دانی۔ دہلی: جید پریس بلیماران، ۱۹۹۸ء۔
سنبھلی، یامین۔ اردو تحریر، تلفظ اور قواعد۔ دہلی: البرکات پرنٹنگ ایجنسی، ۲۰۱۴ء۔
سید، جابر علی۔ "تحقیق الفاظ" مشمولہ اخبار اردو، ج ۰۶، ش ۰۹۔ ستمبر ۱۹۸۲ء۔
شرما، ہمت رائے۔ نکات زبان دانی۔ نئی دہلی: موڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۲ء۔

شاہ، عرفان۔ نابغہ لسان و ادب محمد شان الحق حقی۔ کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۲۱ء۔
شایان، ذکاء الدین۔ اٹھارویں صدی کی اردو شاعری کی فرہنگ۔ علی گڑھ: لیتھ کلر پرنٹرز، ۱۹۸۹ء۔
شہزاد، سلیم۔ فرہنگ ادبیات۔ مالیگاؤں: منظر نما پبلشرز، ۱۹۹۸ء۔
صدیقی، مولانا ابوالخیر۔ اصلاحِ تلفظ۔ سیالکوٹ: مکتبہ شرقیہ، ۱۹۴۱ء۔
صدیقی، ادریس۔ یہ مسائل تلفظ کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۵ء۔
طاہر، نایاب۔ فرہنگ کلیات ذوق دہلوی۔ مقالہ برائے ایم۔ ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۷ء۔
عالمگیر، اورنگ زیب۔ "فرہنگ سازی اور اردو کے کلاسیکی شعرا کے فرہنگ" مشمولہ اورینٹل کالج میگزین ج ۸۳، ش ۴ (۲۰۰۸ء): ص ۱۹۷۔ ۲۰۴۔
عباس، غلام۔ "ادبی فرہنگ نویسی۔۔۔ بنیادی نکات" مشمولہ تحقیقی زاویے، ش ۷ (جنوری تا جون ۲۰۱۶ء)۔
عبد الحق، مولوی۔ لغت کبیر۔ کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۷ء۔
عباسی، ممتاز احمد۔ حُسنِ تلفظ۔ کراچی: عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۹۷۲ء۔
عرفانی، م۔ ب کیف۔ صحت تلفظ۔ گجرات: شاہین بک ڈپو۔ س۔ ن۔
علم الدین، غازی۔ لسانی مطالعے۔ دہلی: روشناس پرنٹر، ۲۰۱۵ء۔
فاروقی، شمس الرحمن۔ لغات روز مرہ۔ نئی دہلی انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۱ء۔
فاروقی، سہیل احمد۔ "اردو میں تلفظ چند مشاہدات" مشمولہ اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل مرتبہ یوسف رام پوری۔ نئی دہلی: مرکزی پبلی کیشنز ۲۰۱۸ء۔
فرحان، ایم ڈی۔ شان الحق حقی کی علمی و ادبی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ۔ مقالہ برائے پی۔ ایچ ڈی، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، ۲۰۱۸ء۔
قریشی، عبد الودود۔ اصلاح تلفظ۔ لاہور: ماورا پبلشرز، ۲۰۱۹ء۔
قمر، قمر حیدر۔ "اردو شاعری میں تلفظ الفاظ" مشمولہ اخبار اردو، ج ۲۶، ش ۰۵۔ مئی ۲۰۰۹ء۔
کریم، عبدل۔ "اصلاح زبان" مشمولہ، اخبار اردو، ج ۰۵، ش ۰۵۔ مئی ۱۹۸۸ء۔
کمال، شرف۔ لسانیات اور زبان کی تشکیل۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۹ء۔
کیفی، دتاتریہ۔ اردو لسانیات۔ دہلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۸ء۔

محمد چوہان، حافظ صفوان۔ "دلی کی آخری شمع۔ ش ر ح" مشمولہ جرنل آف ریسرچ، جلد ا، شمارہ ۱۰۔ جون تا دسمبر ۲۰۰۰ء۔
ملک، قیوم۔ اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۹ء۔
میر ظفر زیدی، حکیم سید۔ مشمولہ اخبار اردو، جلد ۲۶، شمارہ ۸۔ اگست، ۲۰۰۹ء۔
نجیبہ عارف، بی بی امینہ۔ "لغت نویسی اصول و مسائل" مشمولہ تحقیق نامہ ش ۱۸ (جنوری تا جون ۲۰۱۶ء)۔
نصر اللہ، نوشین۔ فرہنگ کلیات منیر نیازی۔ مقالہ برائے ایم۔ ایس اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۸ء۔
ندوی، سید سلیمان۔ نقوش سلیمانی۔ کراچی: در کلیم پریس، ۱۹۷۶ء۔
ندیم، محمد اجمل۔ شان الحق حقی بحیثیت شاعر۔ مقالہ برائے ایم۔ اے اردو، اورئینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۳ء۔
ہرگانوی، عاشق۔ اردو: معیار اور استعمال۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس ۲۰۱۴ء